READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

تعلیم و تربیت

بچوں کا سب سے پرانا رسالہ

اپریل 2016ء

اس شمارے میں

اداریہ	مدیر	1
حمد و نعت	نسیم احمد تبسم	2
درسِ قرآن و حدیث	محمد طیب الیاس	3
دل کش پاکستان	عبدالحمید عابد	4
بادلوں میں قصر	احمد عدنان طارق	9
بارے اللہ کے	واشد علی نواب شاہی	11
نیچوں کا ورنہ کیا پیدا	ڈاکٹر طارق ریاض	13
زلزلے کیسے آتے ہیں؟		15
دادی جی کی علمی فرمائش	ذہین قارئین	17
میری ڈائری سے	پسندیدہ اشعار	18
66 دن کا راز	محمد ناصر اقبال	19
حضرت ہود علیہ السلام/کوئز		23
اونچل تاک		24
میری زندگی کے مقاصد	ہونہار قارئین	25
مختصر مختصر	ننھے فنکار	26
دانتہ کارنر		28
پُراسرار محل	کاشف ضیائی	29
ضرب المثل کہانی	زبیدہ سلطانہ	32
شارک……خوف ناک مخلوق	محمد حسنات حمید	33
مثل ہند کسان	ناصر محمود فرہاد	36
میرا حسن…… ایک تاریخی محل		39
فرض کی ادائیگی	شمسہ شاہین	40
آپ بھی مسکرائیے		42
کھوج لگائیے	ننھے کھوجی	43
علامہ اقبال کی خوش طبعی	رانا محمد شاہد	44
بوجھو تو جانیں		46
آپ بھی لکھیے	ننھے ادیب	47
لال جھوٹ نہیں بولتی	اے حمید	51
ایڈیٹر کی ڈاک		55
اسلامی تربیت (نظم)	ذوالفقار حسین نقوی	57
طارق بن زیاد	غلام حسین میمن	58
دارالاقبال		60
بڑھیا کا شوربا	معید لطف	61
انعامات		64

اور بہت سے دل چسپ تراشے اور سلسلے

سرِورق: "بڑھیا کا شوربا"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امیر تیمور اسلامی تاریخ کا ایک عجیب کردار تھا۔ ہوش سنبھالنے سے لے کر موت تک اس کی زندگی سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی پیٹھ پر گزری۔ مدتوں اس نے چمکتی ہوئی تلواروں کی چکا چوند کا ایک تسلسل قائم رکھا۔ وہ سمرقند کے ایک گاؤں کیش میں پیدا ہوا۔ تیمور کی ماں اس کے بچپن ہی میں مر چکی تھی۔ اس کا نہ کوئی بھائی تھا اور نہ بہن۔ اس کے والد ایک معمولی زمین دار تھے۔ قدرت نے اسے بلا کے حافظے اور بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ شریعت کا اس قدر پابند تھا کہ اس نے پوری زندگی نماز قضا نہیں کی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ بلا کا وحشی اور ظالم بھی تھا۔ وہ پچاس برس تک جنگیں لڑتا رہا۔ اس کے زمانہ میں دنیا صرف تین براعظموں کا نام تھا۔ ایشیا، افریقہ اور یورپ۔ دوسرے دو براعظم امریکہ اور آسٹریلیا ابھی علمِ انسانی میں نہ آئے تھے۔ اس نے بخارا سینٹرل ایشیا، ایک تہائی ہندوستان، افغانستان، ایران اور عراق فتح کیا۔ اس نے ترکی اور یورپ کے کئی ملک روند ڈالے۔ وہ اپنی فتوحات کے باعث "تیمور دی گریٹ" کہلایا۔ تیمور کے دل میں فاتح عالم بننے کا خیال پہلی بار کب اور کس طرح پیدا ہوا، اس کا کوئی صحیح پتا نہیں چلتا۔ تاریخ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بچپن سے نوجوانی تک اس کے اشغال ہونہار تاتاریوں جیسے رہے، سوا اس کے کہ وہ ہر وقت سنجیدہ رہتا...... شہسواری اور جنگی کھیلوں میں ہم جولیوں سے زیادہ دل لگاتا۔ شکار کے پیچھے گھوڑے کو دوڑاتے رہنے میں خوشی محسوس کرتا۔ وہ لوگوں کو قتل کر کے خوش ہوتا تھا۔ وہ جو شہر فتح کرتا اس کی ساری آبادی کو قتل کرا دیتا تھا۔ اس نے ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ لوگوں کے سر کٹوا کر کھوپڑیوں کے مینار بنوائے لیکن اس تمام ظلمت اور وحشت کے باوجود اس میں ایک عجیب عادت تھی کہ وہ جو شہر اور ملک فتح کرتا، وہاں کے علما، دانش وروں، فن کاروں، صنعت کاروں، شاعروں، معماروں کو امان دے دیتا تھا۔ اس نے اپنی فوج کو حکم دے رکھا تھا کہ تم مفتوحہ آبادی سے جو چاہو سلوک کرو لیکن خبردار تمہاری تلوار کسی عالم، دانش ور، فن کار اور صنعت کار پر نہیں اٹھنی چاہیے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی فرقے، مذہب اور طبقے سے کیوں نہ ہو۔ وہ جنگ کے بعد مفتوحہ علاقوں کے علما سے گفتگو بھی کرتا تھا اور ان سے علم اور معلومات بھی حاصل کرتا تھا۔ انہیں انعام و اکرام سے نوازتا اور پھر انہیں عزت کے ساتھ سمرقند میں آباد کر دیتا تھا۔ اس کی اس عادت کا یہ نتیجہ نکلا کہ چودھویں اور پندرھویں صدی کے دوران دنیا میں سب سے زیادہ شاعر، عالم، دانش ور، صنعت کار، فن کار، معمار تیمور کی سلطنت میں تھے۔ دنیا میں سب سے زیادہ مسجدیں، درس گاہیں، بازار اور کارخانے سمرقند اور بخارا میں تھے۔ دنیا میں سب سے زیادہ لوگ سینٹرل ایشیا میں آباد تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تیمور کا دور سینٹرل ایشیا کا سنہرا ترین دور تھا۔

پیارے بچو! تیمور کا یہ اصول آج تک دنیا میں کارفرما ہے کہ دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس میں ہنرمند، صنعت کار، عالم اور دانش ور کی تعداد زیادہ ہے، اس کا شمار ترقی یافتہ اور خوش حال معاشروں میں ہوتا ہے۔

پیارے بچو! مارچ کے امتحانات کے نتائج سامنے آ چکے ہوں گے۔ اُمید ہے کہ تعلیم و تربیت کے ساتھیوں نے خوب محنت کر کے اچھے نمبروں سے کام یابی حاصل کی ہو گی اور آپ اپنی اگلی نئی جماعتوں میں شامل ہو گئے ہوں گے۔ ہماری جانب سے آپ تمام ساتھیوں کو دعاؤں کے ساتھ کام یابی مبارک ہو! اُمید ہے کہ آپ ان کام یابیوں سے ملک و قوم کا نام روشن کریں گے۔

اب آپ اس ماہ کا رسالہ پڑھیے اور اپنی آراء و تجویز سے آگاہ کیجیے۔

فی امان اللہ! (ایڈیٹر)

ایڈیٹر، پبلشر: ظہیر سلام

اسسٹنٹ ایڈیٹر: عابدہ اصغر

سرکولیشن اسسٹنٹ: محمد بشیر راہی

خط و کتابت کا پتا

ماہنامہ تعلیم و تربیت 32۔ ایمپریس روڈ، لاہور۔

UAN: 042-111 62 62 62 Fax: 042-36278816

E-mail:tot.tarbiatts@gmail.com

tot.tarbiatts@live.com

پرنٹر: ظہیر سلام

مطبوعہ: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔

سرکولیشن اور اکاؤنٹس: 60 شاہراہ قائداعظم، لاہور۔

سالانہ خریدار بننے کے لیے سال بھر کے شماروں کی قیمت بذریعہ چیک، بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر کی صورت میں سرکولیشن منیجر ماہنامہ "تعلیم و تربیت" 32۔ ایمپریس روڈ، لاہور کے پتے پر ارسال فرمائیں۔

فون: 36361309-36361310 فیکس: 36278816

پاکستان میں (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک) = 1000 روپے۔

مشرقِ وسطیٰ (ہوائی ڈاک سے) = 2400 روپے۔

ایشیا، افریقہ، یورپ (ہوائی ڈاک سے) = 2400 روپے۔

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، مشرقِ بعید (ہوائی ڈاک سے) = 2800 روپے۔

قیمت فی پرچہ 35 روپے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

حمدِ باری تعالیٰ

میری ہستی عدم ہستی ہے تری منت پذیر
ہوں ترے در کی بھکاری ہوں ترے در کی فقیر
تیرے کرم سے ہوئے قطرے قطرے بھی بحر
فیض سے تیرے بدل جاتی ہے قسمت کی لکیر
کرم کے تیرے ہیں بادل جنگلوں صحراؤں پہ
تیری رحمت سے ہے بدلی ہر بشر کی تقدیر
تو نوازے ہر کسی کو واحد اے بندہ نواز
میرا حال تو ہی سمجھے تو یہ سب پیروں کا پیر
تیرا دامن چھوٹ جائے یہ نہ ہو تقدیر میں
میری آزادی یہی ہے کہ رہوں تیری اسیر
میں جو کر پاؤں تجھے راضی بڑی ہی بات ہے
زندگی کے رنج و غم لگنے لگیں مجھ کو حقیر
اک تیری ہی یاد کی تڑپ میں تڑپے تسنیم
بس اسی سے ہوں دور غم اور روشن ہو اس کا ضمیر

اسیر: قید — منت پذیر: احسان ماننے والا — بحر: بڑا سمندر
عدم: غیر موجود — زادِ راہ: سفر خرچ

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

رکھو دل میں کملی والے کی یاد
خدا خوش رہے دل پائے مراد
نہیں کچھ بھی دنیا میں بوئے وفا
جو روضے کو دیکھیں تو دل ہو گا شاد
میرا زادِ راہ ہے محبت انہیں کی
یہی میری دولت میں اس سے آباد
خدا نے ہے بخشا انہیں وہ مقام
فرشتوں سے بڑھ کر وہ ہیں بامراد
انہیں کی محبت جو حاصل ہے
تو اللہ نہیں کرتا اسے بے آباد
نصیبا یہ ہر اک کا ہوتا نہیں
خدا جس کو دے کہ ہے اس کی ہی داد
غلامی محمدؐ کی جو پا گیا
تسنیم وہی بندہ ہے بندۂ آزاد
(تسنیم اختر تسنیم)

......☆......

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

محمد طیب الیاس

والدین سے حسن سلوک

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دعا کرو کہ: یا رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔'' (سورۂ بنی اسرائیل، آیت 23-24)

پیارے بچو! ان دو آیتوں سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(1) والدین اولاد کے وجود کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اپنی اولاد کی پرورش کے لیے والدین کو بہت دکھ درد جھیلنے پڑتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میری عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ ماں باپ کی بات ماننا، ان کے جی کو خوش کرنا، ان کی راحت اور آرام کا پورا خیال رکھنا، ان کی خدمت کے لیے کمربستہ رہنا اور ان کے ساتھ نرم لب ولہجہ میں گفتگو کرنا، یہ سب حسنِ سلوک میں داخل ہے۔

(2) ماں باپ دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ان کو ''اُف'' بھی نہ کہو۔ اُف تو عربی زبان کا لفظ ہے۔ اُردو کے محاورہ کے مطابق اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے کہ ان کو ''ہوں'' بھی نہ کہو۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو جس سے ان کی تعظیم میں فرق آتا ہو اور ان کی گستاخی ہوتی ہو۔ اسی طرح ایسی بات بھی نہ کہے جس سے ان کے دل کو رنج وغم پہنچے۔

(3) ماں باپ کی عزت واحترام ہمیشہ واجب ہے خواہ بوڑھے ہوں یا جوان، لیکن آیت میں خاص طور پر بڑھاپے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس عمر میں جا کر ماں باپ خدمت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ اولاد ان کی خدمت سے تنگ دل ہو کر اُلٹے سیدھے الفاظ منہ سے نکال دیتی ہے۔ تو بتلا دیا کہ اس موقع پر بھی صبر و برداشت سے کام لو اور ماں باپ کے دل کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کرو۔

(4) ماں باپ کو جب اُف (ہوں) بھی نہیں کہہ سکتے تو ان کو جھڑکنے کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے، اس لیے اس سے بھی منع فرما دیا ہے۔ اس میں تو یقیناً ان کی دل آزاری اور گستاخی ہوتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''والدین کو ستانے کا گناہ ایسا ہے جس کی سزا دُنیا ہی میں موت سے پہلے مل جاتی ہے۔'' (شعب الایمان، باب بر الوالدین 7506)

(5) ماں باپ کے ساتھ ادب سے بات کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی لب ولہجہ میں نرمی ہو، الفاظ میں مٹھاس ہو اور ان کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے گفتگو کی جائے۔ علامہ ابن سیرینؒ جن کو خواب کی تعبیر بیان کرنے کا امام و ماہر تسلیم کیا جاتا ہے، وہ جب اپنی والدہ سے بات کرتے تو ہمہ تن متوجہ ہو جاتے۔ آواز میں اتنی پستی ہو جاتی کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ شاید بیمار ہیں، پھر دریافت کرنے پر معلوم ہوتا کہ ان کا اپنی والدہ کے ساتھ گفتگو کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

(طبقات ابن سعد 148/7)

(6) ماں باپ کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا ہے...... رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا. ''اے میرے رب! جس طرح انہوں نے مجھ چھوٹے سے کو پالا اور پرورش کیا، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔''

پیارے بچو! والدین کے احترام اور ان کے اعزاز واکرام کے بارے میں قرآن پاک واحادیث مبارکہ میں بہت تاکید آئی ہے۔ والدین ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں، لہٰذا ہمیشہ اپنے والدین سے نیک سلوک کریں اور ان کو اپنے سے کبھی شکایت کا موقع نہ دیں۔

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

پاک وطن کی پاک سرزمین حسن، دلفریبی اور شگفتگی، شادابی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جدھر نظر ڈالیے جس جانب نکل جائیے قدرت کی صناعی کے انمول اور بے مثال شاہکار قدم قدم پر بکھرے پڑے ہیں۔ کہیں آسمان سے باتیں کرتے بلند پہاڑ شان سے سر اٹھائے کھڑے ہیں تو کہیں بل کھاتے دریا اور ندی نالے اٹکھیلیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ کہیں سرسبز شاداب میدانی چراگاہوں میں بکریوں کے ریوڑ بکھرے دکھائی دیتے ہیں تو کہیں پُرشور آبشار خاموشی کا پردہ چاک کررہی ہوتی ہے۔

غرض یہ کہ انسان کے فطری ذوق سیاحت کی تسکین کے لیے قدرت نے ارضِ پاک کو خوب صورت اور پُرکشش مناظر سے مالا مال کردیا ہے۔ ان مناظر میں بھرپور تنوع ہے۔ رعنائی، دلربائی ہے۔ وطن عزیز میں جہاں کہیں نکل جائیے مناظر تبدیل ہوتے رہیں گے لیکن اپنے وطن کی خوشبو آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی ہم سفر ہے کہ جس صوبے میں چلے جائیں آپ کے ہم وطنوں کا بے پایاں خلوص آپ کا والہانہ خیرمقدم کرے گا۔ آئیے، محبتوں بھرے پاکستان کی سیر کریں۔

ساحل بحیرۂ عرب کے کنارے واقع روشنیوں کا شہر کراچی اپنے جلو میں بے شمار رعنائیاں اور دل چسپیاں لیے ہوئے ہے۔ اونچی اونچی عمارتوں، دھواں اگلتے کارخانوں کے بیچ انواع واقسام کی تفریحات، تھکے ہوئے ذہنوں کو سکون بخشنے اور دلوں میں اُمنگ پیدا کرنے کے لیے موجود ہیں۔

شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر کلفٹن، منوڑہ، ہاکس بے اور سینڈزپٹ کے حسین ساحل خیرمقدم کرتے ہیں۔ دُور جہاں زمین آسمان گلے ملتے دکھائی دیتے ہیں، وہاں تک سمندر کا نیلگوں پانی لہریں لیتا ہوا نظر آتا ہے۔

ساحل کی نرم نرم ریت پر کھڑے ہوں اور سمندر کی سبک رو موجیں آکر پیروں کو گدگداتی ہوئی چلی جائیں تو ایک بے حد لطیف سا احساس ہوتا ہے۔ ساحل پر اونٹ کی سواری اور گھڑسواری یقیناً ایک دل چسپ تجربہ ہے۔

ہاکس بے یا سینڈزپٹ کی چاندنی رات میں سیر کی جائے تو آپ دیو قامت سبز کچھوؤں کو بھی ساحل کی سیر کرتے دیکھ سکتے ہیں۔ سبز کچھوے، کچھوؤں کی ایک نایاب نسل ہے اور کراچی کا ساحل دنیا کے ان چند ساحلوں میں سے ایک ہے جہاں یہ سبز کچھوے پائے جاتے ہیں۔

کراچی سے تقریباً پچاس کلومیٹر دور گڈانی کا خوب صورت ساحل ہے، جہاں سمندر کے کنارے سرخ و سفید پتھر کی چٹانیں بے ترتیبی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ سمندر کی شوریدہ لہریں آ آ کر ان پتھریلی چٹانوں سے اپنا سر پٹختی ہیں اور جب کبھی کوئی اونچی موج

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ان پتھریلی چٹانوں سے ٹکراتی ہے تو سمندر کا پانی فضا میں کئی میٹر اُچھل کر ان چٹانوں پر گرتا ہے۔ اگر آپ اس وقت ان چٹانوں پر موجود ہوں تو یہ شرارتی موج آپ کو شرابور کرنے کا فرض بخوبی انجام دے گی۔

کراچی میں ہل پاک، سفاری پارک، باغ جناح، چڑیا گھر اور عجائب گھر تفریح کے دیگر مقامات ہیں۔ کراچی سے تقریباً 55 (پچپن) کلو میٹر دور سپر ہائی وے پر نکل جائیں تو دائیں جانب کچھ

فاصلے پر کھاد جی آبشار ہے جو نوجوانوں کی پسندیدہ جگہ ہے۔

وادیٔ مہران کی سرزمین کی ایک مخصوص تہذیب اور جداگانہ رنگ ہے جسے شامل کیے بغیر پاکستان کی تصویر ادھوری ہے۔ سندھ کی سرزمین اپنے دامن میں تاریخی اہمیت کے متعدد مقامات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ کراچی سے صرف 27 (ستائیس) کلو میٹر دور قومی شاہراہ پر ایک ٹیلہ ہے، جہاں بہت سی پُرانی قبریں ہیں۔ یہ قبریں پتھر کی چوکور سلوں سے بنی ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے انہیں چوکنڈی کے مقبرے کہا جاتا ہے۔ کراچی سے 64 (چونسٹھ) کلو میٹر کے فاصلے پر بھنبھور کے تاریخی کھنڈرات ہیں۔ یہاں ایک عجائب گھر بھی ہے۔

ہالیجی جھیل مچھلی کے شکار کے علاوہ رنگا رنگ پرندوں اور مرغابیوں کے لیے مشہور ہے۔ موسم سرما میں انواع و اقسام کے لاکھوں پرندے سائبیریا کے برفانی علاقوں سے یہاں چلے آتے ہیں۔ کراچی سے 87 (ستاسی) کلو میٹر دور اس جھیل کے قریب ایک اچھا ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔

کراچی سے قومی شاہراہ کے ذریعہ حیدرآباد کی سمت سفر کریں تو 102 (ایک سو دو) کلو میٹر کے فاصلے پر ٹھٹھہ واقع ہے۔ یہاں قدیم جامع مسجد دیکھنے کی چیز ہے۔ یہ جامع مسجد جو شاہ جہانی مسجد کے نام سے مشہور ہے، شہنشاہ شاہ جہاں نے 1640ء میں شروع کروائی تھی اور اورنگ زیب نے اس کو مکمل کروایا۔ سبز اور نیلے رنگ کی خوب صورت ٹائلوں سے مزین یہ مسجد مغلیہ فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے۔ اس مسجد میں 93 (ترانوے) گنبد ہیں اور مسجد کو اس طریقے سے تعمیر کیا گیا ہے کہ محراب میں جو آواز بلند ہوتی ہے اسے مسجد کے ہر حصے میں کسی لاؤڈ اسپیکر کی مدد کے بغیر سنا جا سکتا ہے۔

ٹھٹھہ سے 18 (اٹھارہ) کلو میٹر دور کینجھر جھیل اچھا تفریحی مرکز ہے، جس کا پُرانا نام کلری جھیل ہے۔

تعطیلات کے دنوں میں بڑی تعداد میں لوگ کینجھر جھیل کا رُخ کرتے ہیں۔ ان دنوں میں یہاں جگہ جگہ سیاحتی بسیں کھڑی نظر آتی ہیں۔ دیگیں پک رہی ہوتی ہیں جمگھٹے لگے ہوتے ہیں۔ یہاں مچھلی کے شکار اور کشتی رانی کی سہولتیں بھی موجود ہیں۔

پاکستان کے تاریخی مقامات میں موئنجوداڑو کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ نہ صرف پاکستانی بلکہ غیر ملکی افراد کی بڑی تعداد ان آثار قدیمہ کو دیکھنے کے لیے جاتی ہے۔ موئنجوداڑو ٹرین، بس یا طیارے کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ موئنجوداڑو کے کھنڈرات اپنے ہزاروں سال پُرانے عہد کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ موئنجوداڑو ایک اعلیٰ درجہ کا شہر تھا جس کی تعمیر منصوبہ بندی سے کی گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

تاریخی درہ بولان سے پرے بلوچستان کا دارالحکومت کوئٹہ واقع ہے۔ کوئٹہ کا اصل نام دراصل "کوٹ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں قلعہ اور یہ بات ہے بھی درست۔ اس لیے کہ کوئٹہ کو چاروں طرف سے کوہ چلتن، کوہ مردار اور کوہ زرغون جیسے بلند و بالا پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے۔

کوئٹہ سطح سمندر سے 1677 میٹر بلند ہے۔ یہاں سردیاں نہایت کڑاکے دار ہوتی ہیں لیکن گرمیوں کا موسم بے حد خوش گوار

ہوتا ہے۔ شہر سے صرف دس کلومیٹر کے فاصلے پر مشہور حنا جھیل ہے جو پکنک منانے کے لیے عمدہ جگہ ہے۔ جھیل سے 11 کلومیٹر دور وادی اڑک ہے جو نہایت حسین وادی ہے۔ وادی کو جانے والی سڑک پر آڑو، آلوچے، خوبانی اور سیب کے درخت دو رویہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ کوئٹہ کی سیر زیارت کے بغیر ادھوری ہے کوئٹہ سے 133 کلومیٹر کے فاصلے پر زیارت واقع ہے جو سطح سمندر سے 2449 میٹر بلند ہے۔ زیارت کے جنگلات کا شمار دنیا میں صنوبر کے بڑے اور قدیم ترین جنگلات میں ہوتا ہے۔ یہاں بعض درختوں کی عمر پانچ ہزار سال سے زائد بتائی جاتی ہے۔ زیارت کا نام ایک بزرگ حضرت خرواری بابا کے مزار کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ یہ مزار زیارت سے دس کلومیٹر دور ہے۔

قائداعظم کی تاریخی اقامت گاہ زیارت ریذیڈنسی بھی زیارت میں واقع ہے۔ جہاں بابائے قوم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں قیام کیا تھا۔ زیارت کی سیاحت کے لیے بھی موسم گرما موزوں ہے۔ موسم سرما میں یہاں سردی نہایت شدید ہوتی ہے۔

پنجاب کی شگفتہ شاداب اور زرخیز سرزمین کو قدرت نے دلفریب مناظر سے مالا مال کر رکھا ہے۔ گو سیاحوں کی اکثریت قدرتی مناظر اور پہاڑی علاقوں کی سیر کرتی ہے، تاہم لاہور، راولپنڈی، بہاول پور، ملتان اور دیگر شہروں میں بھی قسم قسم کی تفریحات کے مواقع موجود ہیں۔

لاہور تاریخی اہمیت کے مقامات کے لیے مشہور ہے۔ بادشاہی مسجد ہو یا اکبر کا شاہی قلعہ و شالامار باغ ہو یا وزیر خان کی مسجد سب ہی مغلیہ فن تعمیر کے لاجواب شاہکار ہیں اور جو شخص بھی لاہور آتا ہے وہ ان مقامات کی سیر ضرور کرتا ہے۔

لاہور سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر جی ٹی روڈ پر جلو پارک ہے جہاں چڑیا گھر بھی ہے۔ جہانگیر کا تعمیر کردہ ہرن مینار بھی دیکھنے کی چیز ہے۔ لاہور سے 68 کلومیٹر دور چھانگا مانگا کے جنگلات بھی دعوت نظارہ دیتے ہیں۔ بارہ ہزار پانچ سو دس ایکڑ پر پھیلے ہوئے جنگلات کی سیر کے لیے ایک چھوٹی ٹرین کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ راول پنڈی سے صرف 30 کلومیٹر کے فاصلے پر ٹیکسلا کے کھنڈرات ہیں جو 15 مربع کلومیٹر کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کھنڈرات ڈھائی ہزار سالہ قدیم تہذیب کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ٹیکسلا میں گرمیاں بے حد شدید ہوتی ہیں، تاہم سردیاں خوشگوار ہوتی ہیں۔ ٹیکسلا جانے کے لیے اگست تا مارچ کا درمیانی عرصہ موزوں ہے۔

راول پنڈی وہ شہر ہے جسے پاکستان کے کئی تفریحی مقامات کی سیر کے لیے نقطہ آغاز کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ایک جانب مری،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ایوبیہ، خانس پور کے لیے بسیں تیار ملتی ہیں تو دوسری جانب آزاد کشمیر کے پُرفضا مقامات کی سیر کروانے کے لیے بسیں اور ویگنیں روانہ ہوتی ہیں۔ خود راول پنڈی میں ایوب نیشنل پارک، اسلام آباد کا باغ گلاب، یاسمین، شکرپڑیاں کی خوب صورت پہاڑیاں اور دل فریب راول جھیل قابلِ دید مقامات ہیں۔ راول پنڈی سے صرف آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر واہ مغل گارڈنز ہیں اور 103 کلو میٹر دور دُنیا کا بڑا مٹی کا بند "تربیلا بند" ہے۔ بند کی سیر کے لیے واپڈا سے اجازت

نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ 109 کلو میٹر کے فاصلہ پر قلعہ روہتاس اپنی داستانوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ قلعہ 1540ء سے 1547ء کے درمیانی عرصے میں شیر شاہ سوری نے تعمیر کروایا تھا۔ 112 کلو میٹر دور جی ٹی روڈ پر منگلا بند ہے جو دریائے جہلم پر تعمیر کیا گیا ہے۔ بند کے وسط میں ایک پہاڑی ہے جس پر ایک قدیم قلعہ واقع ہے۔ راول پنڈی سے 154 کلو میٹر دور نکل جائیں تو کھیوڑہ کی کانیں ملتی ہیں جو دُنیا میں نمک کی سب سے بڑی کانیں ہیں۔ راول پنڈی سے صرف 64 کلو میٹر کے فاصلے پر مری کا پُرفضا مقام ہے۔ موسم گرما میں یہاں ہر سو ہریالی کا راج ہوتا ہے اور موسم سرما میں مری اپنا سبز پیراہن تبدیل کر کے سفید برفانی لبادہ زیب تن کر لیتی ہے۔ مری سطح سمندر سے 7500 فٹ بلند ہے۔ راول پنڈی سے مری دو ڈھائی گھنٹے میں پہنچا جا سکتا ہے۔

مری کے علاوہ اطراف کے دیگر پہاڑی مقامات بھی اپنی خوب صورتی میں کسی سے کم نہیں، جن میں گھوڑا گلی، ڈونگا گلی، نتھیاگلی اور خانس پور شامل ہیں۔ سطح سمندر سے 8200 فٹ بلند نتھیاگلی ان تمام گلیوں میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ مری سے صرف 39 کلو میٹر دور ایوبیہ کا خوب صورت مقام ہے جو اپنی چیئر لفٹس کی وجہ سے مشہور ہے۔

صوبہ سرحد اپنے ہرے بھرے پہاڑوں، سرچشموں اور بل کھاتے ندی نالوں اور مسحور کن نظاروں کی وجہ سے اپنی الگ شان رکھتا ہے۔ پشاور سے 24 کلو میٹر کے فاصلے پر وارسک بند ہے جو 228 میٹر طویل اور 71 میٹر چوڑا ہے۔ یہ بند دریائے کابل پر 1955ء سے 1960ء کے درمیانی عرصے میں تعمیر کیا گیا تھا۔

سلسلہ کوہ سلیمان میں واقع تاریخی درۂ خیبر صدیوں سے یورپی اور ایشیائی اقوام کی گزرگاہ رہا ہے۔ درہ کا آغاز قلعہ جمرود سے ہوتا ہے جو پشاور سے 11 کلو میٹر دور ہے اور اس کا اختتام پاکستانی سرحد کے پار طورخم کے مقام پر ہوتا ہے۔

پاک وطن کی جنت نظیر وادئ سوات پشاور سے 177 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ سطح سمندر سے 3200 فٹ بلند اس وادی تک بس یا مائیکرو وین کے ذریعہ پہنچا جا سکتا ہے۔ سیدو شریف پروازیں بھی جاتی ہیں۔ سیدو شریف سے تھوڑے فاصلے پر کئی پُرفضا مقامات ہیں جن میں منگلور، شانگلا، چنار باغ، فتح پور، بحرین اور کالام قابلِ ذکر ہیں۔ جوں جوں آگے شمال کی سمت بڑھتے جائیں، بلندی بھی بڑھتی جائے گی۔ کالام سطح سمندر سے 6800 فٹ بلند ہے۔ مدیان، بحرین اور کالام میں یوتھ ہوسٹلز موجود ہیں جب کہ شانگلا، فتح پور، بحرین اور کالام میں ریسٹ ہاؤس بھی ہیں جہاں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

www.Paksociety.com

کراکری، کٹلری اور کھانا پکانے کی سہولتیں موجود ہیں۔

سوات اور اطراف کے علاقوں کی سیاحت سال کے بارہ مہینے کی جاسکتی ہے لیکن مارچ سے اکتوبر کا درمیانی عرصہ موزوں ہے۔

راول پنڈی سے 120 کلومیٹر دُور اور پشاور سے 215 کلومیٹر کے فاصلے پر شہر ایبٹ آباد واقع ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں ایک خوب صورت پیالے کی مانند ہے۔ اس شہر میں سکون و طمانیت کا سا احساس ہوتا ہے۔ ایبٹ آباد سے سو کلومیٹر کے فاصلے

پر بالاکوٹ کا تاریخی مقام ہے، جہاں تحریکِ مجاہدین کے رہنما شاہ اسماعیل شہید کی قبر بھی ہے۔

کاغان، ناران کی وادیاں قدرتی حسن و جمال کی ایک دُنیا اپنے اندر بسائے ہوئے ہیں۔ یہاں کی سیر کے لیے مئی سے اکتوبر کے وسط تک کا عرصہ مناسب ہے۔ ان دنوں موسم بہت خوش گوار ہوتا ہے، البتہ راتیں سرد ہوتی ہیں۔ ناران کی وادی کاغان سے تقریباً 20 کلومیٹر دُور ہے۔ ناران سے مشہورِ زمانہ جھیل سیف الملوک جیپ کے ذریعہ جایا جا سکتا ہے۔ اگر آپ مہم جوئی کے موڈ میں ہوں تو یہ معرکہ پیدل سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ چڑھائی چڑھنے میں ممکن ہے شروع میں کچھ وقت محسوس ہو لیکن تھوڑی کوشش سے آدمی اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ وادی میں گھڑسواری کا لطف بھی اُٹھایا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے شمالی علاقہ جات جہاں ہمالیہ، قراقرم اور کوہ ہندوکش کے سلسلہ ہائے کوہ پائے جاتے ہیں، مہم جو جرأت آزما اور حسنِ فطرت کے دلدادہ لوگوں کے لیے ہمیشہ سے توجہ کا مرکز بنے رہے ہیں۔ چاہے وہ ہنزہ اور گلگت کی وادیاں ہوں، اسکردو اور چترال ہو یا بلتستان ہو، ہر جگہ کا اپنا سحر ہے، اپنی کشش ہے۔

شاہراہ قراقرم جسے پاکستان اور چین کے تعاون سے تعمیر کیا گیا ہے، 804 کلومیٹر طویل ہے اور یہ راول پنڈی کو حویلیاں اور ٹھاکوٹ کے راستے درّہ خنجراب سے ملاتی ہے جو پاک چین سرحد پر واقع ہے۔ شاہراہ قراقرم کو دُنیا کا آٹھواں عجوبہ کہا جاتا ہے۔ پاک فوج کے انجینئروں اور چینی ماہرین کا یہ شاہکار پندرہ سال میں جا کر مکمل ہوا۔

وادیٔ گلگت سطحِ سمندر سے 4770 فٹ اور وادیٔ ہنزہ سے 8 ہزار فٹ بلند ہے۔ ان وادیوں کے سحر آگیں ماحول میں آپ ٹریکنگ، ہائیکنگ اور مچھلیوں کے شکار سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں اور مقامی طور پر بے حد مقبول پولو کے میچ کا تحیر خیز نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ کوہ پیمائی، ٹریکنگ، ہائیکنگ کے لیے ہنزہ بے حد موزوں ہے۔ کوہ پیمائی کے لیے محکمہ سیاحت سے اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔

گلگت سے 241 کلومیٹر دُور اسکردو کا صحت افزا مقام ہے۔ اسکردو خوب صورت آبشاروں، پُرسکون جھیلوں اور گہری کھائیوں کے درمیان واقع ہے۔ یہاں جون سے اکتوبر کے دوران سیب، خوبانیاں، آڑو، آلوچے، شہتوت اور انگور وافر مقدار میں ملتے ہیں۔

اسکردو کی شگر وادی مشہور زمانہ چوٹی کے ٹو تک پہنچنے کے لیے دروازے کی حیثیت رکھتی ہے۔ آٹھ کلومیٹر دُور گلیشیئر سے گھری ست پارہ جھیل مچھلیوں کے شکار کے لیے بہترین جگہ ہے۔

چترال کی حسین وادی بھی کوہ پیماؤں، مچھلی کا شکار کھیلنے والوں اور مہم جو حضرات کے لیے اپنے اندر بے پناہ جاذبیت رکھتی ہے۔ چترال پاکستان کا انتہائی شمالی کنارہ ہے۔

آزاد کشمیر کی حسین و جمیل وادی شمالی پنجاب کے آخری سرے سے شروع ہوتی ہے اور ہمالیہ کے آسمان سے باتیں کرتے پہاڑوں تک پھیل جاتی ہے۔ آزاد کشمیر تین دریاؤں کا سنگم ہے۔ دریائے کنہار، جہلم اور نیلم۔ مظفر آباد آزاد کشمیر کا اہم ترین شہر ہے۔

مظفر آباد کے جنوب میں ضلع پونچھ ہے جہاں کوٹلی اور میر پور واقع ہیں۔ پونچھ کا مرکز راولا کوٹ ہے جو وادیٔ کنجاہ کے قلب میں پایا جاتا ہے۔ قریب ہی منگلا بند ہے۔ آزاد کشمیر کی سیاحت کے لیے مارچ کے آخر سے مئی کے اوائل تک اور وسط ستمبر سے وسط نومبر تک کا عرصہ موزوں ہے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کہیں ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جس کے نشیب میں ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ اس میں ایک غریب خاندان رہتا تھا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک سرمئی پتھروں سے بنا ہوا قلعہ بھی تھا۔ یہ قلعہ ہمیشہ گھنے اور گہرے بادلوں میں گھرا رہتا تھا۔ گاؤں کے رہنے والے لوگ وادی سے کبھی کبھار اس کی دیواروں یا میناروں کی جھلک دیکھ لیتے تھے لیکن کبھی بھی کسی نے اس قلعے کے قریب جانے کی جرأت نہیں کی تھی کیوں کہ یہ قلعہ دور سے ہی بہت ڈراؤنا اور آسیب زدہ دکھائی دیتا تھا۔

غریب خاندان کے سربراہ کے سات بیٹے تھے۔ وہ ایک کے بعد ایک روٹی کمانے کے لیے گھر چھوڑ کر گئے اور اب سب سے چھوٹے بیٹے کی باری تھی۔ اس کا نام عزیق تھا جس کی کل کائنات ماں باپ کے علاوہ ایک بلی تھی۔ اس کا نام نگو تھا۔ بلی، چوہوں کا بہت تیزی سے شکار کرتی تھی۔ عزیق بہت ہی پریشان تھا کیوں کہ وہ نگو کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی، وہ سوچ رہا تھا کہ وہ بادلوں والے قلعے میں جا کر نگو کی خدمات قلعے والوں کے حوالے کر دے۔ آخر انہیں بھی قلعے میں چوہے ختم کرنے کی ضرورت ہوگی اور ہوسکتا ہے نگو کے ساتھ ساتھ اسے بھی قلعے میں کوئی کام مل جائے۔ اس کے ماں باپ تو یہ ترکیب سن کر ہی پریشان ہو گئے کیوں کہ ان کے ذہن پر تو شروع سے بادلوں والے قلعہ کا خوف چھایا ہوا تھا۔ ان کی بسیار کوشش کے باوجود عزیق نے اپنا ارادہ تبدیل نہیں کیا اور نگو کو لے کر قلعے کی طرف جانے والے راستے پر روانہ ہو گیا۔ جلد ہی راستہ ٹیڑھے میڑھے طریقے سے پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ راستے کے دونوں اطراف گھنے چیڑ کے درخت تھے۔ جیسے جیسے اُونچائی آتی گئی، سردی اور دھند میں اضافہ ہوتا گیا۔ آخر وہ منزل پر پہنچ ہی گئے۔ وہ جیسے ہی ایک موڑ مڑے قلعے کی سرمئی پتھروں سے بنی عالی شان دیوار ان کے سامنے آ گئی۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ موڑ مڑتے گئے اور آخر وہ قلعے کے مرکزی دروازے پر پہنچ گئے۔ عزیق نے دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور اندر سے ایک عجیب سی آواز گونجی۔

''کون ہے؟'' پھر اس نے سر اُٹھا کر بہت اُونچی دیوار میں بنی ہوئی کھڑکی کو دیکھا جہاں سے کوئی بہت شکی انداز سے انہیں جھانکتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ عزیق نے ڈرتے ڈرتے اسے درخواست کرنے کے انداز میں کہا۔

''میں حاضر ہوا تھا کہ اگر قلعے میں چوہوں کے خاتمے کے لیے کوئی بلی چاہیے ہو تو!!'' یہ سن کر کھڑکی کے پٹ زور سے بند ہو گئے، لیکن کچھ ہی لمحوں کے بعد قلعے کے دروازے کا تھوڑا سا حصہ کھلا تو عزیق اور نگو اندر داخل ہوئے۔ انہیں ایک بوڑھا شخص ملا جس نے بھنوئیں سکیڑتے ہوئے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''چوہوں کا خاتمہ! کیا ابھی تم نے یہی کہا ہے؟ لیکن یاد رکھنا اگر اس بلی نے اپنا کام مستعدی سے نہ دکھایا تو میرا مالک ہم سب کو سزا دے گا۔'' عزیق نے نگو کو گود سے اُتار دیا تاکہ وہ اپنا کام کر کے دکھائے پھر عزیق نے بوڑھے شخص سے پوچھا کہ کیا اسے بھی قلعے میں کوئی کام مل سکتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔

''تم باورچی خانے میں مدد کر سکتے ہو لیکن یاد رکھنا یہ کام مشکل ہو گا۔'' عزیق فوراً ہی باورچی خانے میں کام پر جت گیا۔ واقعی کام بہت محنت طلب تھا۔ اس کا سارا دن سبزیاں چھیلنے، برتن دھونے اور فرش صاف کرنے میں صرف ہونے لگا۔ ہر رات وہ تھکن سے چور ہو جاتا۔ وہ بستر پر جانے کی تیاری کر ہی رہا تھا جب اسے اندازہ ہوا کہ نگو کہیں آس پاس دکھائی نہیں دے رہی۔ وہ اس کی تلاش میں نکلا۔ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے وہ سیڑھیوں پر چڑھنے لگا جو اُوپر جا رہی تھیں۔ اس نے کونا کونا چھان مارا۔ ہر دروازے کے پیچھے نگو کو دیکھا لیکن وہ نگو کو نہیں ڈھونڈ سکا۔ اب وہ راستہ بھی بھول چکا تھا۔ وہ نااُمید تھا کہ شاید وہ باورچی خانے کا راستہ بھی نہ ڈھونڈ سکے۔ تبھی اسے نگو کی چمکتی ہوئی سبز آنکھیں دکھائی دیں جو لالٹین کی بتی کی طرح روشن تھیں۔ اس نے پچکارتے ہوئے نگو کو بلایا لیکن نگو ٹس سے مس نہ ہوئی، بس چپ چاپ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔ وہ خود اس کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک دروازے کے باہر بیٹھی ہوئی ہے اور دروازے کی دوسری طرف آنے والی آوازوں میں متوجہ ہے۔ کسی کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی تو اندر سے کسی لڑکی نے پوچھا۔ ''کون ہے؟''

''میں عزیق ہوں۔'' لڑکے نے جواب دیا۔ کیا آپ کسی مشکل میں ہیں..... کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' لڑکی بسورتے ہوئے لہجے میں بولی۔ ''اگر آ سکتے ہو تو آ جاؤ۔ میں شہزادی مرجبا ہوں۔ جب میرے والد محترم کا انتقال ہوا تو میرے چچا نے مجھے یہاں قید کر لیا ہے تاکہ وہ قلعے پر قبضہ کر سکے۔ مجھے اب لگتا ہے کہ میں یہاں سے کبھی آزاد نہیں ہو سکوں گی۔'' عزیق نے پورے زور سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔

اس نے کہا۔ ''فکر نہ کرو، میں تمہیں یہاں سے آزاد کرواؤں گا۔'' عزیق کو بخوبی علم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اسے یاد تھا کہ جب وہ بوڑھے شخص سے باتیں کر رہا تھا تو اس نے بوڑھے شخص کے کمرے میں بہت اُونچائی پر دیوار سے لگا ہوا چابیوں کا گچھا لٹکتا دیکھا تھا۔ وہ تب بھی حیران ہوا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ یہ چابیاں انسانی دسترس سے اتنی دُور کیوں لٹکائی گئی ہیں۔ اس کا جواب اسے اب مل گیا تھا لیکن اب سب سے پہلا مرحلہ ان چابیوں کا حاصل کرنا ہی تھا۔ عزیق اور نگو واپس اس جگہ پر پہنچے جہاں چابیوں کا گچھا تھا۔ بوڑھا شخص البتہ ان کے عین نیچے کرسی پر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ چشم زدن میں نگو چابیوں تک پہنچ گئی۔ اس نے اپنے جبڑوں میں چابیاں دبوچیں اور انہیں لے کر نیچے آ گئی لیکن جیسے ہی اس نے نیچے چھلانگ لگائی تو وہ ایک جگ سے ٹکرائی، جس سے وہ زمین پر گر کر ٹوٹ گیا۔ بوڑھا محافظ فوراً نیند سے بیدار ہو گیا۔

وہ غرایا۔ ''کون ہے؟'' لیکن وہ صرف نگو کی دُم ہی دیکھ سکا کیوں کہ نگو سرعت سے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ عزیق اور نگو دوبارہ سیڑھیوں کی طرف بھاگم بھاگ پہنچے۔ محافظ ان کے تعاقب میں تھا۔ عزیق نے نگو کو اشارے سے راستہ تبدیل کرنے کو کہا اور خود شہزادی کے کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ محافظ بلی کے تعاقب میں دوسری سمت کو دوڑتا ہوا چلا گیا۔ عزیق نے ایک چابی دروازے کے تالے میں ڈالی جو لگ گئی۔ اس نے چابی گھمائی اور دروازہ کھولا جہاں حسین و جمیل شہزادی کھڑی تھی۔ شہزادی اس کی طرف دوڑی۔

وہ چلا کر کہنے لگا۔ ''جلدی کریں، وقت بہت کم ہے۔'' وہ جلدی جلدی کمرے سے باہر نکلے۔ شہزادی نے کہا۔ ''چابیاں مجھے دو۔'' پھر وہ اسے لے کر قلعے کے خفیہ تہہ خانوں سے ہوتی ہوئی ایک چھوٹے دروازے پر پہنچی۔ شہزادی نے دوسری چابی کمرے کے تالے میں لگائی، جس سے دروازہ فوراً کھل گیا۔ کمرے میں ایک چھوٹی سی چوبی الماری تھی جس میں ایک ٹوکری پڑی تھی جو ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی تھی۔

شہزادی نے بتایا۔ ''یہ میری ٹوکری ہے جو میرے چچا نے چرا لی تھی۔'' ٹوکری کو سنبھالتے ہوئے وہ دونوں اصطبل کی طرف بھاگے۔ تبھی بیچاری دوڑتی ہوئی نگو ایک طرف سے نمودار ہوئی۔ محافظ ابھی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس اثنا میں عزیق اور شہزادی ایک گھوڑے پر سوار ہو چکے تھے۔ ایک لمبی جست لگا کر نگو بھی شہزادی کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ عزیق نے گھوڑے کو چابک دکھاتے ہوئے ایڑ لگائی اور کہا۔ ''چلو اپنی رفتار دکھاؤ۔'' یہ آخری موقعہ تھا جب انہیں بادلوں میں قلعہ دکھائی دیا۔ اس کے بعد عزیق نے شہزادی سے شادی کر لی اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

راشد علی نواب شاہی

پیارے اللہ کے پیارے نام

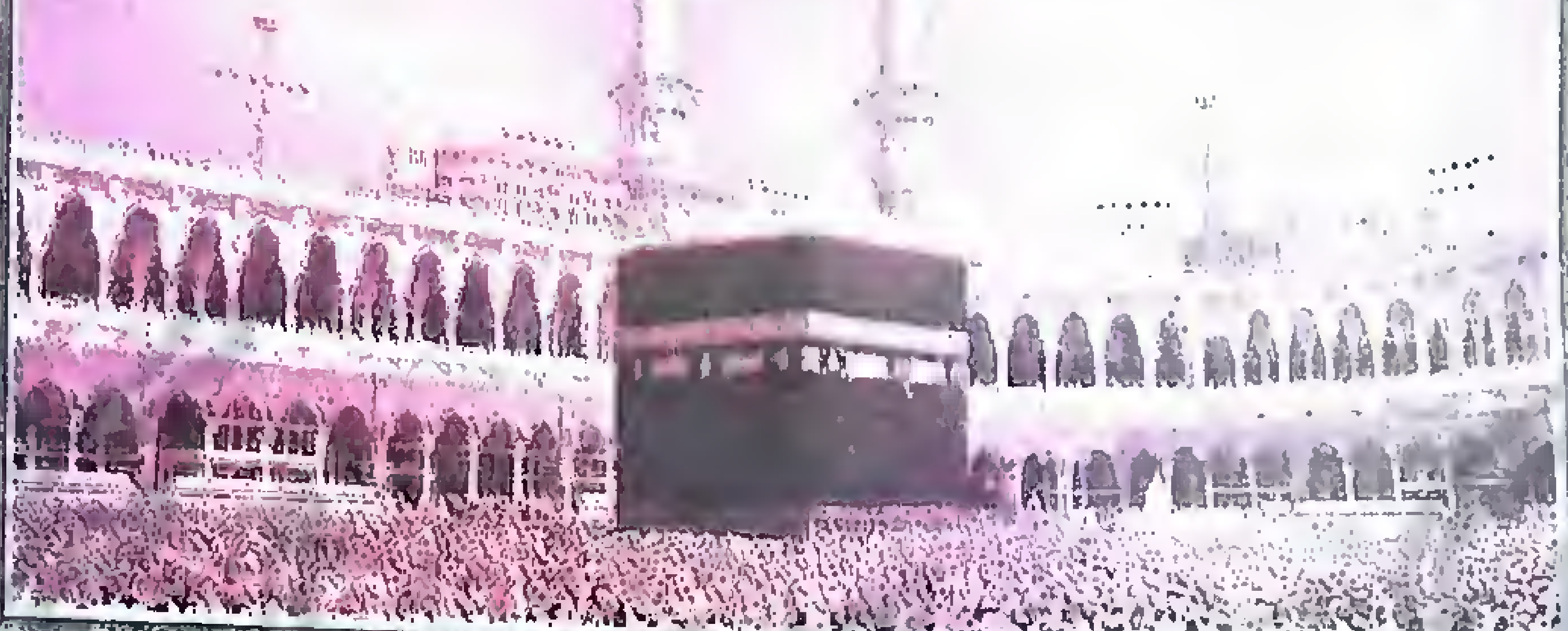

اَلنُّوْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ
(روشنی والا)

اَلنُّوْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ جس کے نور سے نابینا، بینائی حاصل کرتے ہیں اور گم راہ ہدایت پاتے ہیں۔

کائنات میں جو روشنی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ سورج کو روشن، اللہ تعالیٰ نے کیا، چاند کو چاندنی، اللہ تعالیٰ نے دی، آنکھوں میں روشنی، اللہ تعالیٰ نے دی۔ چھوٹی سی آنکھ ہر رنگ دیکھ لیتی ہے۔ دُور، قریب کی چیزیں دیکھ لیتی ہے۔ نیلے رنگ کو نیلا ہی بتاتی ہے۔ سبز کو سبز، زرد کو زرد، سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید۔

بارہ کروڑ بلب

سائنس کے مطابق ایک آنکھ میں اللہ تعالیٰ نے بارہ کروڑ بلب لگائے ہیں۔ دونوں آنکھوں کے بلب چوبیس کروڑ ہو گئے۔

دُنیا میں بے شمار آنکھوں والے ہیں۔ ان کی گنتی ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس روشنی کے کس قدر خزانے ہیں۔

ستاروں کی روشنی بھی اس کی عطا کی ہوئی ہے۔ اسی طرح علم بھی ایک نور ہے۔ یہ نور جس کی زندگی میں آتا ہے تو اس سے جہالت کے اندھیرے ختم ہو جاتے ہیں۔ اندھیرے کو لوگ عام طور سے پسند نہیں کرتے۔ راستے میں اندھیرا ہو تو لوگ اس پر چل نہیں سکتے۔ لال ٹین یا بلب وغیرہ سے روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اسکول کا کام کرنا ہو تو روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر سورج نہ نکلے تو اندھیرے میں لوگ کاروبار نہیں کر سکیں گے۔ جب سورج کی روشنی پھیل جاتی ہے تو لوگ گھروں سے کاروبار کرنے کے لیے نکلتے ہیں۔ کسان کھیت میں جاتے ہیں، دُکان دار دُکانوں میں، اساتذہ، اسکولوں میں علم کی روشنی پھیلانے جاتے ہیں لیکن ان سب روشنیوں کا دینے والا کون ہے؟ اصل مرکز کون ہے جس نے یہ روشنی عطا کی؟ صرف اور صرف وہ ایک اللہ ہے جس کا ایک پیارا نام اَلنُّوْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ ہے۔

اصل کون؟

چاند اور تاروں میں نوک جھونک بڑی دیر سے جاری تھی۔

"میری چاندنی کی وجہ سے آسمان خوب صورت ہے۔" چاند نے بڑے فخر سے کہا۔

"نہیں! یہ بات نہ کہیں، اگر ہماری جگمگاہٹ نہ ہوتی تو آسمان خوب صورت نہ ہوتا۔" تاروں نے اپنی خوب صورتی کی دلیل دی۔

"اگر مجھے شاعری سے نکال دیا جائے تو شاعروں کی شاعری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بے نور ہو جائے۔ مائیں بچوں کو مجھ سے تشبیہ دیتی ہیں کہ میرا بیٹا چاند ہے! چاند!!'' چاند نے تاروں کے مقابلے میں ایک اور بھرپور دلیل دی۔

''چاند! یہ دیکھو ہمارے بھائیوں کا سلسلہ کتنی دور تک پھیلا ہوا ہے اور اگر آسمان سے ہمیں نکال دیا جائے تو پھر آسمان کی رنگینی ہی ختم ہو جائے۔'' تاروں نے بھی ایک اور دلیل دے ماری۔

''نہ ہم تمہاری بات ماننے کے لیے تیار ہیں اور نہ تم ہماری بات، لہٰذا فیصلہ دوسرے سے کروا لیں۔'' تاروں نے فیصلہ کن تجویز دی۔

چاند اور تارے دونوں فریق اس بات پر بضد تھے کہ آسمان کا حسن صرف ان ہی کی روشنی کی وجہ سے ہے۔

بالآخر وہ کسی دوسرے سے فیصلہ کروانے پر مجبور ہو گئے۔

''ہوا کا تو یہاں سے گزر ہی نہیں۔'' تاروں نے کہا۔

''سورج سے کروائیں۔'' چاند نے ایک رائے پیش کی۔

وہ تو جب صبح طلوع ہوگا تو پھر فیصلہ کروا لیتے ہیں۔

صبح کے طلوع ہونے پر اس سے بات کی گئی تو وہ پھولے نہ سما رہا تھا۔ ''تم دونوں کچھ نہیں ہو، اصل روشنی تو میری ہے۔ دیکھو! میرے طلوع ہوتے ہی تم بے نور ہو گئے۔ تمہاری حیثیت ختم ہو کر رہ گئی۔

زمین والے نہ چاند دیکھ سکتے ہیں اور نہ کہیں تارے اور جب رات چھا جاتی ہے تو میری ہی روشنی چاند پر پڑتی ہے تو وہ روشن ہوتا ہے۔ چاند کی تو اپنی کوئی روشنی نہیں اور تم سب ستارے بھی جب ہی جگمگ کر سکتے ہو۔''

سورج نے بڑے فخر سے کہا تو چاند اور سب تارے اپنے سا منہ لے کر رہ گئے۔

''روشنی کا مرکز تو میں ہوں۔'' سورج فخر سے بڑبڑانے لگا۔

''سورج تم بھی مت اتراؤ۔'' آسمان نے جب سورج کو اکڑتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا۔

''تمہاری روشنی بھی اپنی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔ کائنات میں جس کسی کو کوئی روشنی ملی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ نے ہی دی ہے۔ علم کی روشنی...... آنکھوں کی روشنی...... دل کی روشنی...... ستاروں، سیاروں کی روشنی...... چاند اور سورج کی روشنی۔ ''وہ دیکھو ذرا زمین کی طرف۔'' آسمان نے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سورج، چاند اور تمام ستارے، سب نے نیچے کی طرف جھانک کر غور سے زمین کی طرف دیکھا کہ ایک بچہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے پڑھ رہا تھا۔

اس آیت کی تفسیر میں نیچے لکھا تھا: ''اللہ تمام آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ یعنی اسی کی وجہ سے یہ سب روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس سارے نور اور روشنی کے پیدا کرنے والے ہیں۔''

چاند، سورج اور سب ستاروں نے فوراً مان لیا کہ اسی روشنی پیدا کرنے والے کی وجہ سے ہم سب سیاروں، ستاروں، سورج اور چاند کو روشنی حاصل ہے۔

حفاظت کی چھتری

حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، جن کو ابن عباسؓ بھی کہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ اپنی حفاظت کے لیے دعا مانگا کرتے تھے۔ آپ بھی مانگ لیجیے۔ یہ دُعا لکھتے ہوئے ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ'' میں بھی مانگ چکا ہوں۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیۡ اَشْرَقَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اَنْ تَجْعَلَنِیۡ فِیۡ حِرْزِکَ وَحِفْظِکَ وَ جِوَارِکَ وَتَحْتَ کَنَفِکَ.''

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ کے جس نور سے زمین و آسمان روشن ہیں۔ میں اسی نور کے واسطے سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی حفاظت میں رکھیے۔''

یاد رکھنے کی باتیں

1- جب بھی سورج کی روشنی، ٹیوب لائٹ کی روشنی سے فائدہ اُٹھائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

2- ہم دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سورج کی روشنی عام فرمائی ہے۔ اسی طرح علم کی روشنی سے ہمیں مالا مال فرمائے۔

3- جس طرح چاند، سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنے اساتذہ کرام سے علم کی روشنی لے کر اپنے دوسرے دوستوں تک یہ روشنی پھیلانے کی کوشش کریں۔ دیے سے دیا جلتا ہے۔ اچھی باتیں دوسروں کو بھی بتائیں۔ یہی علم کی روشنی کا پھیلانا ہے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

نیل

سفید کپڑوں میں مزید اُجلا پن پیدا کرنے کے لیے نیل یا "Indigofera Dye" استعمال کرتے ہیں۔ پانی میں نیل ڈائی

ڈال کر سفید کپڑے اس میں بھگو دیے جاتے ہیں۔ نیل ایک پودے سے حاصل ہونے والی ڈائی (Dye) ہے جس کا سائنسی نام "Indigofera Tinc Toria" ہے اور اس پودے کا تعلق "Fabaleae" خاندان سے ہے۔ یہ پودا ایشیا اور افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں نیل جب کہ انڈونیشیا والے اسے "Tarum" ملائشیا کے لوگ "Nila"، عربی ''نیلۃ زرقاء'' اور فارسی میں اس پودے کو ''درخت نیل'' کہا جاتا ہے۔ نیل ڈائی کا سائنسی فارمولا "$C_{16}H_{10}N_2O_2$" ہے۔ اس ڈائی کا رنگ گہرا نیلا ہوتا ہے اور دیکھنے میں پاؤڈر نما ہے۔ گرم پانی میں یہ ڈائی مالیکیولز میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اب اس ڈائی کو مصنوعی و کیمیائی طریقے سے بنایا جاتا ہے۔ جینز (Genes) کی پتلون کا نیلا رنگ بھی نیل کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیل کے استعمال کی تاریخ خاصی پُرانی ہے قدیم مصری، یونانی، ایرانی، رومن اور ہندوستانی تہذیبوں میں نیل کا استعمال ہوتا رہا ہے۔

سر تھامس آرنلڈ

سر تھامس آرنلڈ (Sir Thomas Arnold) مشہور ماہر تعلیم تھے جو 19 اپریل 1864ء کو ڈیون پورٹ برطانیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سٹی اسکول آف لندن اور میگڈ مین کالج سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے یونانی اور لاطینی ادب پڑھا۔ علاوہ ازیں جرمن، اطالوی، عربی، فارسی، سنسکرت، روسی، فرانسیسی ولندیزی

(Holand کی زبان) اور پرتگالی زبانوں پر مہارت حاصل کی۔ آپ نے پہلے ایم اے او کالج علی گڑھ میں لیکچرر شپ کی۔ بعدازاں 1898ء میں گورنمنٹ کالج (جی سی یونیورسٹی) لاہور میں پروفیسر کے عہدے پر کام کیا۔ لاہور میں آپ فلسفہ پڑھاتے تھے۔ 1904ء سے 1909ء تک آپ انڈین لائبریری میں بھی تعینات

www.Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

رہے۔ سر کا خطاب 1921ء میں ملا۔ اسی سال 21 اپریل کو آپ کے شاگرد حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا انتقال ہوا۔ سر آرنلڈ کے شاگردوں میں علامہ اقبال کے علاوہ سید سلیمان ندویؒ بھی شامل تھے۔ 1892ء کو آپ کی شادی "Cella Mary Hickson" نامی خاتون سے ہوئی۔ آپ 9 جون 1930ء کو فوت ہوئے۔ آپ کی کتاب ''تبلیغ اسلام'' کو بڑی شہرت ملی۔ آپ انجمن ترقی اُردو کے ابتدائی صدر بھی تھے۔

زیکا وائرس

زیکا وائرس (Zika Virus) ایک خطرناک وائرس ہے جو انسانوں کی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ وائرس "Flavivirdae" خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور مخصوص مچھر "Aedes" کے ذریعے انسانوں میں پہنچتا ہے۔ یہ وائرس خون میں

شامل ہو کر زیکا بخار کا باعث بنتا ہے۔ یہ وائرس 1947ء میں یوگنڈا کے زیکا جنگل سے دریافت ہوا۔ اسی وجہ سے یہ زیکا وائرس کہلاتا ہے۔ یہ وائرس دماغ کو متاثر کرتا ہے۔ ننھے بچوں میں دماغ کی نشوونما نہیں ہو پاتی۔ کھوپڑی بھی چھوٹی رہ جاتی ہے۔ جنگلوں میں یہ وائرس بندروں کے خون میں رہتا ہے۔ یہ وائرس دن کے اوقات میں مچھروں سے انسانوں میں منتقل ہوتا ہے۔ چند یوم میں سر درد، جسم پر نشانات، بخار، دانے اور جوڑوں میں درد ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس بیماری کا سب سے اچھا علاج آرام ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ افریقہ سے یہ بیماری پھیلانے والا وائرس بذریعہ بحری جہاز ایشیا تک پہنچا ہے۔ کئی افریقی ممالک ان دنوں اس وائرس کی لپیٹ میں ہیں۔

یومِ ارض

دُنیا بھر میں ہر سال یومِ ارض (Earth Day) منایا جاتا ہے، جسے سب سے پہلے 22 اپریل 1970ء کو باضابطہ طور پر منا کر عالمی حیثیت دی گئی۔ یہ آئیڈیا امریکن سینیٹر جناب "Gaylord Nelson" کا تھا۔ جس کا مقصد سب انسانوں کو اپنے پیارے زمین کو آلودگی سے بچانا (صحت) اور صفائی کی طرف متوجہ کرنا تھا۔

ہر سال 22 اپریل کو لوگ عہد کرتے ہیں کہ اپنی زمین سے پیار کریں گے۔ اس سلسلے میں ارتھ ڈے کے عنوان سے بھارتی آرٹسٹ "Abhay Kumar" اور یورپی شاعر "Willium Wallace" نے ترانے بھی لکھے ہیں جنہیں اقوام متحدہ نے عربی، انگلش، چینی، فرانسیسی، روسی اور اسپینی زبانوں میں ترجمہ کروا کر متعارف کروایا ہے۔ یہ ترانے عالمی سطح پر یومِ ارض کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔ دُنیا کے 199 ممالک یہ دن مناتے ہیں۔ یہ دن منانے کے ایجنڈے پر اقوام متحدہ کے تیسرے جنرل سیکرٹری اوتھاں (U Thant) نے دستخط کیے تھے۔ آپ کا تعلق برما (موجودہ میانمر) سے تھا۔ اقوام متحدہ سال 2020ء میں یومِ ارض کی 50 ویں سالگرہ کے پروگرام ترتیب دے رہی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

زلزلے کیسے آتے ہیں؟

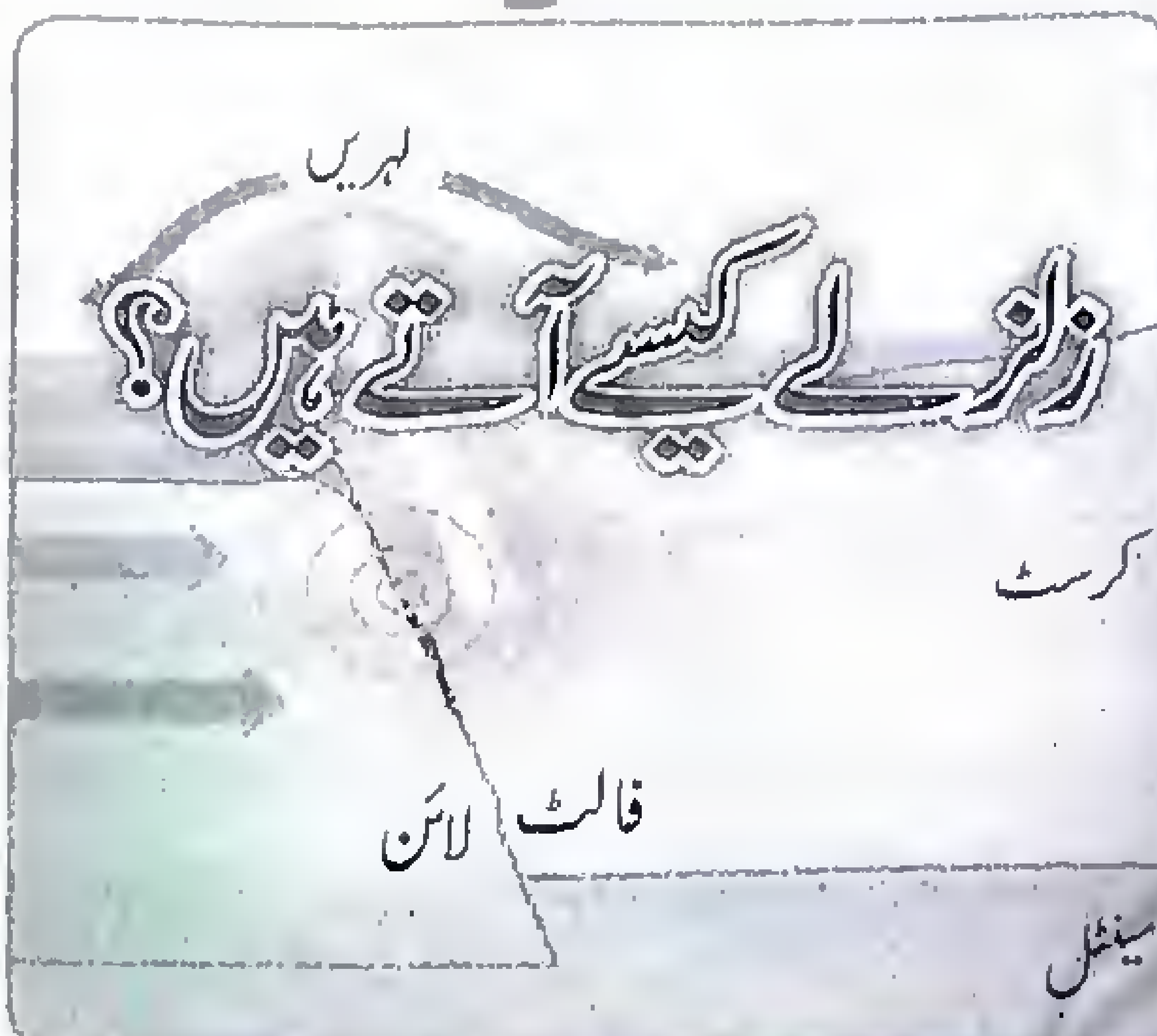

زلزلہ قشر الارض سے توانائی کے اچانک اخراج کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے زلزلیاتی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ توانائی اکثر آتش فشانی لاوے کی شکل میں سطح زمین پر نمودار ہوتی ہے۔ اس توانائی (آتش فشانی لاوے) کے قوت اخراج سے قشر الارض کی ساخت مانی تختیوں (tectonic plates) میں حرکت پذیری پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اپنے دوران حرکت یہ تختیاں آپس میں ٹکراتی ہیں جس کی وجہ سے سطح زمین کے اوپر جھٹکے (tremours) پیدا ہوتے ہیں اور زلزلے رونما ہوتے ہیں۔ زلزلوں کی پیمائش ایک پیمانے پر کی جاتی ہے جسے ریکٹر اسکیل کہا جاتا ہے۔

صدیوں پہلے لوگ زلزلے کے بارے میں عجیب و غریب رائے رکھتے تھے، مثلاً عیسائی پادریوں کا خیال تھا کہ زلزلے خدا کے باغی اور گناہ گار انسانوں کے لیے اجتماعی سزا اور تنبیہہ ہوتے ہیں۔ بعض قدیم اقوام سمجھتی تھیں، مافوق الفطرت قوتوں کے مالک دیوہیکل درندے جو زمین کے اندر رہتے ہیں، زلزلے پیدا کرتے ہیں۔ قدیم جاپانیوں کا عقیدہ تھا کہ ایک طویل القامت چھپکلی زمین کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے ہلنے سے زلزلے آتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی عقیدہ امریکی ریڈ انڈینز کا بھی تھا کہ زمین ایک بہت بڑے کچھوے کی پیٹھ پر دھری ہے اور کچھوے کے حرکت کرنے سے زلزلے آتے ہیں۔ سائبیریا کے قدیم باشندے زلزلے کی ذمہ داری ایک قوی الجثہ برفانی کتے کے سر تھوپتے ہیں، جو ان کے بقول جب اپنے بالوں سے برف جھاڑنے کے لیے جسم کو جھٹکا دیتا ہے تو زمین لرزنے لگتی ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگوں پر رکھی ہوئی ہے، جب وہ سینگ تبدیل کرتی ہے تو زلزلے آتے ہیں۔ قدیم یونانی فلسفی اور ریاضی دان فیثا غورث کا خیال تھا کہ جب زمین کے اندر مُردے آپس میں لڑتے ہیں تو زلزلے آتے ہیں۔ اس کے برعکس ارسطو کی توجیہہ کسی حد تک سائنسی معلوم ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب زمین کے اندر گرم ہوا باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے تو زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ افلاطون کا نظریہ بھی کچھ اسی قسم کا تھا کہ زیر زمین تیز و تند ہوائیں زلزلوں کو جنم دیتی ہیں۔ تقریباً 70 سال پہلے سائنس دانوں کا خیال تھا کہ زمین ٹھنڈی ہو رہی ہے اور اس عمل کے نتیجے میں اس کا غلاف کہیں کہیں کھنچ جاتا ہے، جس سے زلزلے آتے ہیں۔ کچھ دوسرے سائنس دانوں کا کہنا تھا کہ زمین کے اندرونی حصے میں آگ کا جہنم دہک رہا ہے اور اس بے پناہ حرارت کی وجہ سے زمین غبارے کی طرح پھیلتی ہے لیکن آج کا سب سے مقبول نظریہ ''پلیٹ ٹیکٹونکس'' کا ہے جس کی معقولیت کو دنیا بھر کے جیولوجی اور سیسمولوجی کے ماہرین نے تسلیم کر لیا ہے۔

زمین کی پلیٹیں کے اس نظریئے کے مطابق زمین کی بالائی پرت اندرونی طور پر مختلف پلیٹوں میں منقسم ہے۔ جب زمین کے اندرونی کرّے میں موجود پگھلے ہوئے مادے جسے جیولوجی کی زبان میں میگما (Magma) کہتے ہیں، میں کرنٹ پیدا ہوتا ہے تو یہ پلیٹیں بھی اس کے جھٹکے سے یوں متحرک ہو جاتی ہیں جیسے کنویئر بیلٹ پر رکھی ہوئی ہوں۔ میگما ان پلیٹوں کو کھسکانے میں ایندھن کا کام کرتا ہے۔ یہ پلیٹیں ایک دوسرے کی جانب سرکتی ہیں۔ اوپر نیچے یا پہلو میں ہو جاتی ہیں یا پھر ان کا درمیانی فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔ زلزلہ یا آتش فشانی عمل زیادہ تر ان علاقوں میں رونما ہوتا ہے، جو ان پلیٹوں کے جوڑ (joint) پر واقع ہیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ارضی پلیٹوں کی حالت میں فوری تبدیلی سے سطح میں دراڑیں یا فالٹ (fault) پیدا ہوتے ہیں جن میں پیدا ہونے والے ارتعاش سے زلزلہ آتا ہے۔ زیر زمین جو مقام میگما کے دباؤ کا نشانہ بنتا ہے، اسے محور (focus) اور اس کے عین اوپر کے مقام کو جہاں اس جھٹکے کے فوری اثرات پڑتے ہیں، زلزلے کا مرکز (Epicentre) کہا جاتا ہے۔ زلزلے کی لہریں پانی میں پتھر گرنے سے پیدا ہونے والی لہروں کی طرح دائرے کی شکل میں چاروں جانب یلغار کرتی ہیں۔ ان سے ہونے والی تباہی کا تعلق جھٹکوں کی ریکٹر اسکیل پر شدت، فالٹ یا دراڑوں کی نوعیت، زمین کی ساخت اور تعمیرات کے معیار پر ہوتا ہے۔ اگر زلزلہ زمین کی تہہ میں آئے تو اس سے پیدا ہونے والی بلند موجیں پوری رفتار کے ساتھ چاروں طرف چلتی ہیں اور ساحلی علاقوں میں سخت تباہی پھیلاتی ہیں۔

زلزلے دو قسم کے ہوتے ہیں، قدرتی وجوہات کی وجہ سے آنے والے زلزلوں کو ٹیکٹونک (Tectonic) زلزلے کہا جاتا ہے جب کہ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے آنے والے زلزلے نان ٹیکٹونک (Non Tectonic) کہلاتے ہیں۔ ٹیکٹونک زلزلے انتہائی شدت کے بھی ہو سکتے ہیں جب کہ نان ٹیکٹونک عام طور پر معمولی شدت کے ہی ہوتے ہیں۔ ایک ہی زلزلے کا مختلف علاقوں پر اثر مختلف ہو سکتا ہے، چناں چہ کسی خطے میں تو بہت زیادہ تباہی ہو جاتی ہے لیکن دوسرے علاقے محفوظ رہتے ہیں۔ زلزلے کی لہریں 25 ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پھیلتی ہیں۔ نرم مٹی اور ریت کے علاقے میں یہ نہایت تباہ کن ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی شدت کا اندازہ ریکٹر اسکیل پر زلزلہ پیما کے ریکارڈ سے لگایا جاتا ہے جب کہ ظاہر ہونے والی تباہی کی شدت مرکلی اسکیل (Mercally Intensity Scale) سے ناپی جاتی ہے۔

زلزلے سمندر کی تہہ میں موجود زمینی سطح پر بھی پیدا ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ زیادہ تر زلزلے سمندر کی تہہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ بحری زلزلوں یعنی سونامی سے سمندر میں وسیع لہریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو 100 میل سے لے کر 200 میل تک کی لمبائی تک پھیل جاتی ہیں، جب کہ ان کی اونچائی 40 فٹ تک ہوتی ہے۔ یہ لہریں ساحل پر پہنچتی ہیں تو ساحل سے گزر کر خشکی کی جانب سیلاب کی طرح داخل ہو جاتی ہیں اور بے پناہ تباہی و بربادی پھیلا دیتی ہیں۔

دنیا کے وہ خطے جہاں زلزلے زیادہ پیدا ہوتے ہیں، بنیادی طور پر تین پٹیوں (Belts) میں واقع ہیں۔ پہلی پٹی جو کہ مشرق کی جانب ہمالیہ کے پہاڑوں سے ملی ہوئی ہے، انڈیا اور پاکستان کے شمالی علاقوں میں ہمالیہ کے پہاڑوں سے ہوتی ہوئی افغانستان، ایران اور پھر ترکی سے گزرتی ہوئی براعظم یورپ اور یوگوسلاویہ سے فرانس تک یعنی کوہ ایلپس تک پہنچ گئی ہے۔ دوسری پٹی براعظم شمالی امریکا کے مغربی کنارے پر واقع الاسکا کے پہاڑی سلسلے سے شروع ہو کر جنوب کی طرف روکی ماؤنٹین (Rocky mountain) کو شامل کرتے ہوئے میکسیکو سے گزر کر براعظم جنوبی امریکہ کے مغربی حصے میں واقع ممالک کولمبیا، ایکواڈور اور پیرو سے ہوتی ہوئی چلی تک پہنچ جاتی ہے، جب کہ تیسری پٹی براعظم ایشیا کے مشرق پر موجود جاپان سے شروع ہو کر تائیوان سے گزرتی ہوئی جنوب میں واقع جزائر فلپائن، برونائی، ملائیشیا اور انڈونیشیا تک پہنچ جاتی ہے۔ دنیا میں 50 فی صد زلزلے کوہ ہمالیہ، روکیز ماؤنٹین اور کوہ اینڈیز میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ تینوں پہاڑی سلسلے اوپر بیان کردہ پٹیوں ہی میں واقع ہیں۔ تقریباً 40 فی صد زلزلے، براعظموں کے ساحلی علاقوں اور ان کے قرب و جوار میں پیدا ہوتے ہیں جب کہ بقیہ 10 فی صد زلزلے دنیا کے ایسے علاقوں میں جو کہ نہ تو پہاڑی ہیں اور نہ ساحلی ہیں، رونما ہوتے ہیں۔

جب زمین کی پلیٹ جو تہہ در تہہ مٹی، پتھر اور چٹانوں پر مشتمل ہوتی ہے، کسی ارضیاتی دباؤ کا شکار ہو کر ٹوٹتی یا اپنی جگہ چھوڑتی ہے تو سطح زمین پر زلزلے کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں دائروں کی صورت میں ہر سمت پھیل جاتی ہیں۔ جہاں پلیٹ میں حرکت کا مرکز واقع ہوتا ہے وہ Hypo Centre کہلاتا ہے۔ اس کے عین اوپر سطح زمین پر زلزلے کا مرکز Epicentre کہلاتا ہے۔ یہ لہریں نظر تو نہیں آتیں لیکن ان کی وجہ سے سطح زمین پر موجود ہر شے ڈولنے لگتی ہے۔

زلزلہ کی صورت میں، لیٹ جانا (Drop)، ڈھک لینا (Cover) اور پکڑے رہنا (Hold on) کو یاد رکھیں۔ فرش پر لیٹ جائیں اور چھپنے کے لیے کسی چیز کے نیچے رہیں اور اسے اس وقت تک پکڑے رہیں جب تک زلزلہ رک نہ جائے۔ ☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

درج ذیل دیئے گئے جوابات میں سے درست جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ تیسرے کلمے کا کیا نام ہے؟

i۔ کلمہ توحید ii۔ کلمہ تمجید iii۔ کلمہ شہادت

2۔ پاکستان کے کس شہر کو نور محل کہا جاتا ہے؟

i۔ لاہور ii۔ بہاول پور iii۔ ملتان

3۔ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کون تھے؟

i۔ لیاقت علی خان ii۔ قائداعظم iii۔ ایوب خان

4۔ ''ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔'' یہ کس سائنس دان کا قول ہے؟

i۔ گلیلیو ii۔ نیوٹن iii۔ فیثا غورث

5۔ نامور شاعر ابراہیم کا ادبی تخلص کیا ہے؟

i۔ جگر ii۔ ذوق iii۔ غالب

6۔ ساقی نامہ اور مسجد قرطبہ علامہ اقبالؒ کے کس مجموعہ کلام میں ہے؟

i۔ بانگ درا ii۔ بال جبریل iii۔ ضرب کلیم

7۔ علامہ اقبالؒ کا شعر بانگ درا سے لیا گیا ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر ....

8۔ قائداعظمؒ کے مقبرے کا سنگ بنیاد کس نے رکھا؟

i۔ لیاقت علی خان ii۔ ایوب خان iii۔ عبدالرب نشتر

9۔ دُنیا میں سب سے لمبے قد کا جانور کون سا ہے؟

i۔ اُونٹ ii۔ زرافہ iii۔ زیبرا

10۔ رقبے کے لحاظ سے دُنیا کا سب سے بڑا براعظم کون سا ہے؟

i۔ افریقہ ii۔ ایشیا iii۔ آسٹریلیا

جوابات علمی آزمائش مارچ 2016ء

1- تورات 2- کیکاریں 3- خنک 4- ''دل کو لگتی ہے بات بکری کی'' 5- پیزو (Peso) 6- ہائیڈروجن 7- خیالات کی سائنس 8- گرینڈ ٹرنک روڈ 9- ترکوں کا باپ 10- تین

اس ماہ بے شمار ساتھیوں کے درست حل موصول ہوئے۔ ان میں سے 3 ساتھیوں کو بذریعہ قرعہ اندازی انعامات دیئے جا رہے ہیں۔

☆ عائشہ فاطمہ قادری، کامونکے (150 روپے کی کتب)

☆ عادل خان، کراچی (100 روپے کی کتب)

☆ احمد حسن قادر، لاہور (90 روپے کی کتب)

دماغ لڑاؤ سلسلے میں حصہ لینے والے کچھ بچوں کے نام بہ ذریعہ قرعہ اندازی:
داؤد ابراہیم ملک، راول پنڈی۔ خنسہ حیات، خیبر ایجنسی۔ اقرا، مطلوب قریشی، میرپور آزاد کشمیر۔ ناصرہ مقدس، شیخوپورہ۔ محمد حنفاء، واہ کینٹ۔ فضہ فاطمہ، اسلام آباد۔ آمنہ غفار، اسلام آباد۔ محمد سلمان شاہد، کراچی۔ محمد سہیل علی، شیخوپورہ۔ عارفہ شیخ، حیدر آباد۔ مائرہ حنیف، بہاول پور۔ امامہ شبیر، فیصل آباد۔ سارہ خالد ڈوگر، فیصل آباد۔ رمیل خیام، راول پنڈی۔ نایاب صدیقہ، راول پنڈی۔ محمد احمد غوری، جویریہ غوری، بہاول پور۔ احمد حسن، چشتیاں۔ سیدہ امامہ تنویر، کراچی۔ ارفع اختر، راول پنڈی۔ عزت مسعود، فیصل آباد۔ آسیہ قادر جھمٹ، گوجرانوالہ۔ محمد شیراز انصاری، کراچی۔ علی عبداللہ قیوم، ننکانہ صاحب۔ امیمہ زینب، اسلام آباد۔ عبدالمجید گلگتی، کراچی۔ حبیب الرحمٰن ملک، کراچی۔ صائمہ شہزادی، محمد ایاز، لاہور۔ لائبہ ندیم، میانوالی۔ محمد احمد، اودھراں۔ ارسلان احمد، اٹک۔ حدیقہ عارف، لاہور۔ محمد فہد بٹ، جہلم۔ محمد عمر، فیصل آباد۔ امامہ یاسر، لاہور۔ حورعین جمیل، ڈیرہ غازی خان۔ شعال آصف، لاہور۔ محمد حسان، سرگودھا۔ محمد یاسر، کرک۔ سید محمد عادل ہاشمی، لاہور۔ خضر ایوب، لاہور۔ قاضی محمد روشن علی، ساہی وال۔ سندس آسیہ، کراچی۔ لیشل راشد، راول پنڈی۔ عمر شہزاد اویسی، وہاڑی۔ سیدہ ثمرہ علی، لاہور۔ نشاء اعجاز، جوہر آباد۔ وقاص احمد قادری، لالہ موسیٰ۔ مہر اکرم، لاہور۔ مہک خالد، لاہور۔ حیدر علی، بھلوال۔ حفصہ اعجاز، صوابی۔ آمنہ اقبال، قلعہ دیدار سنگھ۔ نعمان اقبال، قلعہ دیدار سنگھ۔ عبداللہ ساجد، گوجرانوالہ۔ ماہم زہرہ، راول پنڈی۔ صباحت تنویر، پشاور کینٹ۔ محمد حسن، لاہور کینٹ۔ حفصہ بنت آصف، پشاور۔ احمد عبداللہ، میانوالی۔ حبیب الرحمٰن، ننکانہ صاحب۔ احمد زہیر سلیمانی، لاہور۔ محمد بلال، وہاڑی۔ حرا ارشد، سرگودھا۔ طیبہ محمود، ساہی وال۔ ریحان حبیب، لاہور۔ سیماں کوثر، جہلم۔ نور فاطمہ، لاہور۔ محمد طیب، راول پنڈی۔ جویریہ اشتیاق، حیدر آباد۔ ضیاء اللہ، لکی مروت۔ حائقہ عرفان، مومنہ قاضی، مقدس چوہدری، راول پنڈی۔ فرحین زمان، کرک۔ اسد عبداللہ، ملتان۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

میری بیاض سے

مدت سے نہ اٹھا کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایران وہی تبریز ہے ساقی

☆

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

(سید علی جانی النقوی، لاہور کینٹ)

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

☆

تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط ان کو
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گلہ تیرا

(وقار احمد قادری، لالہ موسیٰ)

پیڑ کو دیمک لگ جائے یا آدم زاد کو غم
دونوں ہی کو امجد ہم نے بچتے دیکھا کم

(محمد حمزہ انصاری، میانوالی)

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

(حدیقہ عارف، لاہور)

مشکل تھے راستے آسان ہو گئے
دشمن یہ دیکھ کر حیران ہو گئے
رکھا جب میرے نبیؐ نے زمانے میں قدم
پتھر بھی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے

☆

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

(سارا ارشد، سرگودھا)

امارت کیا شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنا سلمانی

(مریم نعیم، لاہور)

اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

(صباحت تنویر، پشاور)

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(ایمان علی، راولپنڈی)

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی
جو بادہ کش تھے پرانے، وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی
کٹی ہے رات تو ہنگامہ گستری میں تیری
سحر قریب ہے، اللہ کا نام لے ساقی

(زینب نور، شیخوپورہ)

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن، تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن، تم ہو

(عائشہ شہباز، بورے والہ)

کیا میں نے اس خاکداں سے کنارا
جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ
پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

(خدیجہ نعیم، لاہور)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ندا عامر اقبال

66 دن کا راز

جمعہ کا دن تھا اور آخری پیریڈ تھا۔ چھٹی ہونے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ ساتویں کلاس کے سیکشن سی کے بچوں نے خوب شور مچایا ہوا تھا۔ یہ اُن کی سائنس کی کلاس تھی۔ سر حامد ابھی تک کلاس میں نہیں آئے تھے۔ کلاس میں کھیل کے میدان کا سا سماں بندھا ہوا تھا۔ بچے پوری کلاس میں بھاگ رہے تھے۔ کچھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو کچھ ایک دوسرے کو کاغذ کے جہاز بنا بنا کر مار رہے تھے۔ کچھ ہفتہ اور اتوار کی چھٹی کی بات کر رہے تھے تو کچھ کلاس کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں گیند پھینک رہے تھے۔ اچانک ہی سر حامد کلاس میں داخل ہوئے اور پوری کلاس میں یک دم خاموشی چھا گئی۔ تمام بچے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

''میں معذرت چاہتا ہوں، آج مجھے کلاس میں آنے میں دیر ہو گئی کیوں کہ میں پرنسپل کے ساتھ ایک ضروری میٹنگ میں تھا۔'' سر حامد نے ساری بات ایک ہی سانس میں بتا دی۔

''جاؤ بیٹا علی، ایک گلاس پانی کا لے آؤ۔'' سر حامد نے کلاس مانیٹر کو اشارہ کیا۔ ان کی سانس اس طرح پھولی ہوئی تھی کہ جیسے وہ بھاگتے بھاگتے کلاس میں آئے ہوں۔

علی پانی لے کر آیا اور سر حامد نے پانی پی کر گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر چاک لے کر بلیک بورڈ کی طرف بڑھے اور بورڈ پر لکھتے ہوئے بولے۔ ''بچوں آج کا سبق انتہائی ضروری ہے۔ یہ نہ صرف آپ کی معلومات میں اضافہ کرے گا بلکہ آپ کو زندگی میں کام یاب بنانے کے لئے بھی انتہائی اہم ہے۔''

انہوں نے یہ کہتے ہوئے بورڈ پر لکھ دیا: ''66 دن کا راز!''

کلاس میں کھسر پھسر شروع ہو گئی۔ بچے ایک دوسرے سے کانوں میں پوچھنے لگ گئے۔ ''یہ کیا ہے؟'' اتنے میں حسن نے پوچھا۔

''سر! یہ کتاب کے کون سے صفحے پر ہے۔''

سر! حامد مڑے اور انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''بیٹا! اس کا تعلق آپ کی کتاب سے نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں امتحانات میں سوال پوچھا جائے گا مگر اس کا تعلق آپ کی زندگی سے ضرور ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آج آپ کو اس کے بارے میں بتایا جائے۔''

ساری کلاس متوجہ ہو گئی۔ بچے اب زیادہ دلچسپی کے ساتھ بلیک بورڈ کی طرف دیکھنے لگ گئے کہ جیسے وہاں سے واقعی کوئی راز کی بات ان کے سامنے کھلے گی۔ انہیں معلوم تھا کہ سر حامد ہمیشہ ہی ایسی معلوماتی باتیں بتاتے ہیں جو ان کی زندگی کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہیں۔

''اب جو میں بورڈ پر لکھنے لگا ہوں، وہ آپ اپنی اپنی کاپیوں پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

لکھ لیں اور ہفتہ اتوار کی چھٹی میں آپ نے اس پر سوچنا ہے اور پھر پیر کی کلاس میں آپ لوگوں کو اس کے بارے میں ضرور بتاؤں گا۔'' یہ کہہ کر سر حامد بورڈ کی طرف بڑھے اور لکھنے لگ گئے اور ان کے ساتھ پوری کلاس بھی اپنی اپنی کاپیوں پر لکھنے میں مصروف ہو گئی۔

''میں تمہاری ساتھی ہوں۔ میں تمہارا ساتھ بھی دے سکتی ہوں اور تمہارے لیے بوجھ بھی بن سکتی ہوں۔ میں تمہیں کامیابیاں بھی دے سکتی ہوں اور تمہیں ناکامی تک بھی پہنچا سکتی ہوں۔ تم دن میں آدھے سے زیادہ کام میری مدد سے کرتے ہو۔ میری وجہ سے تمہاری زندگی انتہائی آسان ہو جاتی ہے۔ میں کوئی مشین نہیں مگر مشین کی طرح کام کرتی ہوں۔ میں کوئی انسان نہیں مگر انسان جیسے کام کر سکتی ہوں۔ تم مجھے اپنے نفع کے لیے بھی اپنا سکتے ہو اور اپنے نقصان کے لیے بھی۔ میری وجہ سے بہت سے لوگ کامیاب اور افسوس بہت سے لوگ ناکام بھی ہوئے ہیں۔ اگر تم مجھے اپنا غلام بنا لو تو میں ساری دُنیا تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دوں گی اور اگر تم میرے غلام بن جاؤ تو میں تمہیں برباد کر دوں گی۔ مجھے بننے میں 66 دن لگتے ہیں اور ایک بار اگر میں بن گئی تو مجھے توڑنا بہت مشکل ہے۔ 66 دن لگاتار اگر تم مجھے ایک کام سکھاؤ تو وہ میں پھر پوری زندگی تمہارے لیے خود کر سکتی ہوں۔

''کون ہوں میں؟ بوجھو تو جانیں!''

سر حامد جیسے بورڈ پر یہ لکھ کر مڑے، انہوں نے پوری کلاس کو اپنے سامنے حیران نظروں سے دیکھتے ہوئے پایا جیسے کوئی جادو کی بات سامنے آ گئی ہو۔ سر حامد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''آپ سب نے یہ اپنی اپنی کاپیوں پر لکھ لیا ہے؟''

ساری کلاس نے یکجا ہو کر کہا۔ ''جی!''

اتنے میں چھٹی کی گھنٹی بجنا شروع ہوئی اور تمام بچے اپنی اپنی کتابیں سمیٹنے میں لگ گئے اور سر حامد ''اللہ حافظ، بچو!'' کہہ کر کلاس سے باہر چلے گئے۔

علی نے اپنا بیگ اُٹھایا اور مسکراتا ہوا کلاس سے باہر نکل پڑا۔ اسے دو چھٹیوں کی خوشی سے زیادہ اب پیر کا انتظار تھا۔

علی، حسن اور احمد تینوں بہت اچھے دوست تھے۔ وہ ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے اور ایک ساتھ کھیلتے تھے۔ تینوں انتہائی لائق طالب علم تھے۔ آج بھی ہمیشہ کی طرح وہ اتوار کی شام پارک میں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر بات کر رہے تھے کہ اچانک حسن بولا۔

''یار تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ 66 دن کا راز کیا ہو سکتا ہے؟''

''کمال ہے، تمہیں اتنی آسان بات سمجھ نہیں آئی۔ میں نے تو اُس کا جواب کل ہی معلوم کر لیا تھا۔ سر حامد موبائل فون کی بات کر رہے تھے کیوں کہ فون ہمارا کام آسانی سے کر دیتا ہے اور آج کل ہم اپنے زیادہ تر کام اسی کی مدد سے کرتے ہیں۔ اگر ہم اس کا استعمال ٹھیک طریقے سے کرتے ہیں تو وہ ہمیں کامیاب بنا دیتا ہے ورنہ ناکام۔'' احمد جھٹ سے بولا۔

''مگر یار وہ تو مشین ہے اور سر نے لکھوایا تھا کہ وہ مشین نہیں ہے، بس مشین کی طرح کام کرتی ہے۔'' علی بولا۔

''ہاں یار، یہ تو مشین ہے سوچا ہی نہیں۔'' احمد سر کھجاتے ہوئے بولا۔

پھر سر حامد جن کی بات کر رہے ہوں گے کیوں کہ جن ہی ہے جو اتنے سارے کام کر سکتا ہے۔'' حسن بولا اور وہ تینوں زور سے ہنس پڑے۔

''واہ، کیا بات کی ہے! جن کو بننے میں 66 دن لگتے ہیں کیا؟'' علی بولا اور اس کی بات سن کر تینوں دوست زور سے ہنسنے لگ گئے۔

''مگر یار وہ جو بھی چیز ہے، لگ بہت فائدہ مند رہی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے اور ہم اس کا صحیح استعمال کریں تو ہماری زندگی بدل سکتی ہے۔'' علی بولا۔

ان تینوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی، پھر کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے تینوں اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور وہ لمحہ آ ہی گیا، جس کا تمام بچوں کو انتظار تھا۔ سر حامد چاک لے کر بورڈ کے سامنے کھڑے تھے اور تمام بچے ان کی طرف متوجہ تھے۔ ''اچھا تو پیارے بچو! آپ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کیا ہے؟'' سر حامد بولے۔

''نہیں سر! سوچ سوچ کر دماغ چکرا سا گیا ہے مگر کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا چیز ہے!'' اکرم نے سر کھجایا اور بولا۔ پوری کلاس ہنس پڑی۔

''چلیں کوئی بات نہیں، میں بورڈ پر اُس کا جواب لکھ دیتا ہوں۔'' سر حامد بولے۔

ساری کلاس کی نظریں اب بورڈ پر ٹکیں تھیں۔

سر حامد مڑے اور بورڈ پر بڑا سا لکھ دیا۔ ''عادت!''

اور اس کے نیچے لکھ دیا۔ ''Habit''

ساری کلاس میں پھر سے شور مچ گیا، سب ایک دوسرے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بات کرنے لگ گئے اور پوچھنے لگ گئے۔ اب لگ رہا تھا کہ جیسے اُن کے دماغوں میں سوالات کا طوفان اُمڈ آیا ہو۔

سر حامد نے بولنا شروع کیا اور ساری کلاس چپ کر کے انہیں سننے لگ گئی۔

''جی ہاں بچو! اُس راز کا نام ہے ''عادت'' جسے ہم انگلش میں ''Habit'' کہتے ہیں آپ کی عادت آپ کی ساتھی بھی ہو سکتی ہے اور آپ پر بوجھ بھی بن سکتی ہے۔ یہ آپ کو کام یاب بھی بنا سکتی ہے اور آپ کو ناکام بھی۔ اگر آپ کی عادتیں آپ کی غلام ہیں تو آپ کام یاب ہو جائیں گے اور اگر آپ اپنی عادتوں کے غلام ہیں تو پھر یہ آپ کو ناکامی کی طرف لے جائیں گی۔''

''وہ کیسے سر؟'' علی نے تجسس کے ساتھ پوچھا۔

''وہ اس طرح کہ اگر آپ اچھی عادتیں اپناتے ہیں اور آپ کے دن کا زیادہ حصہ ان اچھی عادتوں پر کام کرتے ہوئے گزرتا ہے تو آپ کام یابی کی طرف گامزن ہو جائیں گے لیکن اگر بُری عادتوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو وہ عادتیں کیوں کہ بنانا تو آسان ہیں مگر چھوڑنا مشکل ہیں وہ ناکامی کی طرف لے جاتی ہیں۔'' سر حامد نے جواب دیا۔

''ہم اپنے نوے فی صد حصے میں وہی کام کرتے ہیں جو ہم کافی عرصہ سے کرتے آ رہے ہیں۔ ہماری عادتیں بالکل ایک مشین کی طرح صبح ہونے سے رات ہونے تک کام کرتی رہتی ہیں اور ہماری زندگی کو آسان بنا دیتی ہیں۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرتے ہیں یا اپنے نقصان کے لیے۔''

''مگر سر یہ 66 دن میں بنتی ہیں، ایسے کیوں؟'' حسن نے پوچھا۔

''سائنس کی مدد سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر ہم ایک کام لگاتار 66 دن تک کرتے ہیں تو وہ کام ہماری ''عادت'' بن جاتا ہے اور پھر وہ کام ہم فوراً آسانی سے کرنے لگ جاتے ہیں۔ شروع شروع میں ہم وہ کام آہستہ آہستہ کر کے سیکھتے ہیں اور روز کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ہمارے دماغ کا ایک حصہ اس کام کو خود سے کرنا سیکھ لیتا ہے جس کی وجہ سے اگر ہم بعد میں توجہ نہ بھی دیں تو بھی ہم وہ کام کر لیتے ہیں، جیسا کہ ہم بچپن میں تسمے باندھنا سیکھتے ہیں تو شروع شروع میں مشکل ہوتی ہے مگر جب ہم لگاتار وہ کام کرتے ہیں تو وہ ہمارے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب ہم سائیکل چلانا سیکھتے ہیں یا لکھنا سیکھتے ہیں، ہم شروع میں پوری توجہ کے ساتھ وہ کام کر رہے ہوتے ہیں مگر جیسے جیسے ہم اسے لگاتار کرتے جاتے ہیں وہ کام ہمیں آسانی سے آنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ہم زیادہ توجہ دیئے بغیر بھی کر سکتے ہیں۔

''سر، یہ تو بہت زبردست بات بتائی آپ نے۔'' اکرم بولا۔

''جی ہاں! یہ واقعی بہت زبردست بات ہے اور یہ بات آپ سب کو پتا ہونی چاہیے تاکہ آپ لوگ ابھی سے اچھی اچھی عادتیں بنا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

سکیں اور کامیابی حاصل کر سکیں۔''

''سر! آپ ہمیں کچھ اچھی عادتیں بتا سکتے ہیں؟'' حسن بولا۔

''جی ضرور، آپ لوگ شکر ادا کرنے کی عادت ضرور بنائیں۔ نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور ہمیں اور بھی زیادہ نعمتیں عطا کرتے ہیں۔ آپ روزانہ کتاب پڑھنے کی عادت بھی بنائیں، اس سے نہ صرف آپ کے علم میں اضافہ ہوگا بلکہ آپ کے سوچنے کی صلاحیت بھی بڑھ جائے گی۔ اسی طرح آپ روزانہ اچھے کام کرنے کی عادت بھی بنا سکتے ہیں۔

''مگر یاد رہے کہ آپ نے 66 دن لگاتار یہ کام کرنے ہیں تب جا کر یہ آپ کے دماغ کا ایک مستقل حصہ بن جائیں گے اور پھر آپ روزانہ یہ کام آسانی سے کر سکیں گے۔ شروع میں مشکل لگے گا اور آہستہ آہستہ سیکھیں گے مگر جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا آپ کی عادت بنتی جائے گی۔''

''سر کیا آپ ہمیں ''عادت'' کے بننے کے پورے عمل کو آسان لفظوں میں سمجھا سکتے ہیں تاکہ ہم اپنی مرضی کی اچھی عادتیں بنالیں۔'' علی نے پوچھا۔

''بہت اچھا سوال کیا آپ نے علی بیٹا، شاباش!'' سر حامد مسکراتے ہوئے بولے اور پھر انہوں نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ''آپ لوگ پہلے یہ فیصلہ کریں گے کہ آپ نے کون سی عادت بنانی ہے پھر روزانہ ہو سکے تو ایک خاص وقت اس کام کے لئے مختص کرنا ہے۔ پھر روزانہ اسی وقت پر اس کام کو سرانجام دینا ہے۔ جب آپ وہ کام کر رہے ہوں تو پوری دل چسپی اور توجہ سے سیکھنا ہے۔ جب آپ 66 دن لگاتار وہ کام کریں گے تو وہ کام آپ کی عادت بن جائے گا۔''

''سر! ہم کیسے بُری عادت ختم کر سکتے ہیں؟'' حسن نے پوچھا۔

''شاباش حسن ایک اور اچھا سوال۔''

''ہم اپنی بُری عادتیں یا پُرانی عادتیں ختم تو کر سکتے ہیں مگر اس میں کافی مشکل ہوتی ہے اور وقت لگ سکتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ پُرانی عادتوں کو ختم کرنے کی بجائے ان کی جگہ نئی عادت بنالی جائے تو وہ خود سے ختم ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ شام کو ویڈیو گیم کھیلتے ہیں اور اس عادت کی جگہ آپ نے کتاب کا مطالعہ کرنے کی عادت بنانی ہے تو آپ نے روزانہ اسی وقت کتاب پڑھنا شروع کر دینی ہے اور ہو سکے تو اس وقت گیم چھپا دینی ہے تاکہ وہ آپ کے سامنے نہ ہو اور آپ آسانی سے کتاب پڑھ سکیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عادت بن جائے گی اور پُرانی عادت فوراً ختم ہو جائے گی۔''

''پیارے بچو! ہمارے دن کا اگر 90 فی صد وقت ہماری عادتوں کا محتاج ہے تو ہمیں اس موضوع کو ضرور پوری توجہ کے ساتھ سیکھنا چاہیے۔ ہمیں اچھی اچھی عادتیں بنانی چاہیں تاکہ ہمارا دن اچھے کام کرتے ہوئے گزرے اور جب ہم ہر روز اچھے کام کریں گے تو ہمیں کام یاب ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔''

تو پیارے بچوں آپ میں سے کون کون اچھی عادتیں بنائے گا، اب سے 66 دن کے راز کا مکمل فائدہ اُٹھائے گا؟''

سر حامد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

پوری کلاس نے خوشی سے بلند آواز میں ایک ساتھ ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ ''میں سر!''

اس کے ساتھ ہی چھٹی کی گھنٹی بجی اور سر حامد کلاس سے باہر چلے گئے مگر جاتے وقت وہ مطمئن تھے کیونکہ آج انھوں نے بچوں کو کام یابی کا سب سے اہم راز سمجھا دیا تھا۔ ☆☆☆

بقیہ: دارالاقبال "بھوپال" پارک کے چاروں طرف جو دیواریں بنائی گئی ہیں، ان پر اندر کی طرف پتھر کی تختیاں لگائی گئی ہیں، جن پر اُردو اور ہندی زبان میں علامہ اقبالؒ کے اشعار کھدوائے گئے اور ان میں خوب صورت رنگ بھرے گئے ہیں۔ اقبال میدان کی مشرقی سمت میں اقبال یادگار قائم کی گئی ہے۔ تیس فٹ اُونچے ستون کی شکل میں اس یادگار پر ساڑھے تین ٹن کی قدرتی چٹان کا ایک ٹکڑا رکھا گیا ہے۔ اس چٹان پر مختلف دھاتوں کا بنا ہوا ایک ''شاہین'' بٹھایا گیا ہے، جس کے نیچے یادگار کے چاروں طرف علامہ اقبالؒ کے وہ اشعار تحریر کیے گئے ہیں، جو شاہین سے متعلق ہیں، بالخصوص اس شعر ''تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر'' کو نمایاں طور پر تحریر کروایا گیا ہے۔ اس میدان میں ایک اندازے کے مطابق دس ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اقبال میدان کے سامنے شیش محل کی عمارت جہاں بینک اور چند دوسرے دفاتر قائم تھے، کو حکومت نے مکمل طور پر خالی کروا کر یہ تاریخی عمارت آل انڈیا اقبال ادبی مرکز کے حوالے کر دی، جس میں اقبال لائبریری، شعرا و ادبا کے لیے قیام گاہ، کتابت اسکول اور غیر اُردو داں طلبہ کے لیے اُردو سیکھنے کے لیے اسکول کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا۔ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

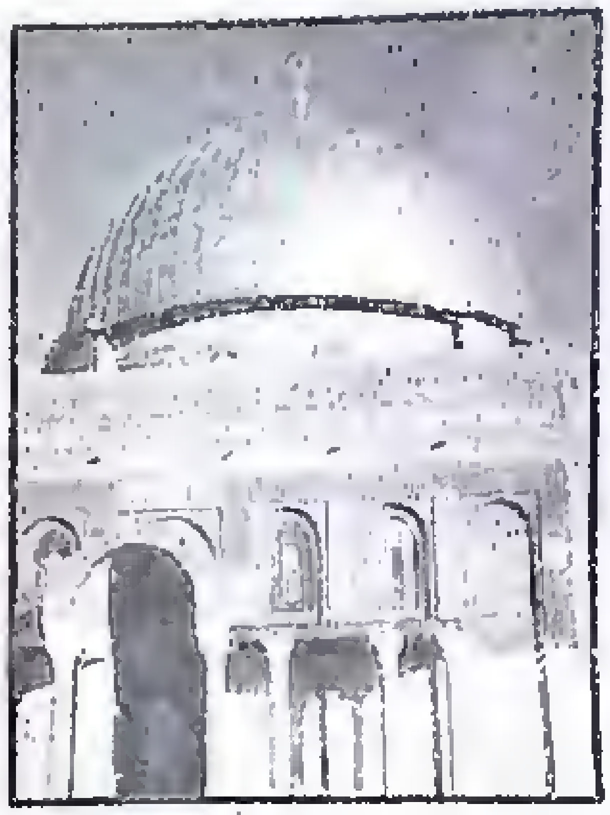

حضرت ھود علیہ السلام

قوم عاد جسے قرآن پاک نے عاد اولیٰ کے نام سے یاد کیا، وادیٔ احقاف میں سکونت پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دُنیا میں ہر قسم کی سہولتیں اور آسائشیں دے رکھی تھیں اور خیال یہ ہے کہ حضرت مسیح سے دو ہزار سال قبل یہ قوم خوش حالی سے زندگی بسر کر رہی تھی۔ فارغ البالی، خوش حالی اور قوت و طاقت کے گھمنڈ نے انہیں خدا سے باغی کر دیا اور انہوں نے بت پرستی شروع کر دی۔ خود ہی بت بناتے اور ان کی پوجا کرتے اور ان سے مرادیں مانگتے۔ آخر اللہ کی سنت کے مطابق انہی میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کی نبوت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ وہ ان بھٹکے ہوئے انسانوں کو سیدھے راستے پر لائیں تاکہ جہاں وہ دُنیاوی مسرتوں میں مگن ہیں، وہاں عاقبت کی آسائشیں اور خوشیاں بھی حاصل کریں۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو میں تمہارا ہی بھائی ہوں۔ تمہارا دشمن نہیں بلکہ خیرخواہ ہوں۔ اپنے سے پہلی قوم نوح کا خیال کرو، جس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور آخر خدا کے عذاب میں گرفتار ہو کر ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی اور پھر یہ دیکھو کہ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں، اس کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو خدا کے پاس ہے۔ آؤ بُرے کاموں سے باز آؤ اور ان بتوں کو چھوڑ کر جو نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ سنوار سکتے ہیں، ایک خدا کی عبادت کرو، جس نے اپنے فضل و کرم سے تم کو طاقت، قوت اور مال و دولت اور دانائی سے سرفراز کیا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کو یاد کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔ اس کے جواب میں ان کی قوم نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ ہم میں سے ہی ایک آدمی پیغمبری کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اگر خدا نے پیغمبر بنانا تھا تو صرف تم ہی عزت کے لیے رہ گئے تھے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن بتوں کو ہمارے آباؤ اجداد پوجتے آئے ہیں ان کو تیرے کہنے پر پوجنا چھوڑ دیں۔ پھر تیرے پاس نبوت کی کیا واضح دلیل ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ اور تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے اس شرک سے بیزار ہوں۔ میرا خدا وہی ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے، جو عدل و انصاف میں بے نظیر ہے۔ وہ کسی بے گناہ کو نہیں پکڑتا۔ اگر تم نے خدا کے دین سے منہ پھیرا تو اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ اگر راہِ راست پر نہیں آؤ گے تو یاد رکھو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا اور خداوند کریم کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں کہ تم کو مٹا کر کسی اور قوم کو تمہارا جانشین بنا دے۔ تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ اس پر عاد کی قوم نے کہا کہ "یہ روز روز تو ہمیں خدا کے عذاب سے ڈراتا رہتا ہے۔ جا اپنے خدا سے کہہ کہ ہم پر عذاب نازل کرے اور اس میں ہرگز دیر نہ کرے۔" جب قوم عاد نے اپنے پیغمبر کی کسی بات پر دھیان نہ دیا تو غیرتِ خداوندی جوش میں آ گئی۔ آسمان پر ایک بادل نمودار ہوا جس کو دیکھ کر عاد کے لوگ خوش ہوئے کہ بارش آنے والی ہے جو ہماری کھیتیوں کو ہرا بھرا کر دے گی۔ حضرت ہود علیہ السلام ایمان دار لوگوں کو ساتھ لے کر بستی سے باہر نکل گئے۔ اس بادل نے بعد میں ایک خوف ناک آندھی کی شکل اختیار کر لی جو آٹھ دنوں اور سات راتوں تک متواتر چلتی رہی اور اس نے قوم عاد اولیٰ کے تمام سرکش انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس طرح خدا کے غضب کا شکار ہو کر یہ قوم دُنیا سے نیست و نابود ہو گئی۔

کھوج لگائیے

ہر حل کے ساتھ کوپن چسپاں کرنا ضروری ہے۔ آخری تاریخ 10 اپریل 2016ء ہے۔

نام: ____________

شہر: ____________

مکمل پتا: ____________

موبائل نمبر: ____________

دماغ لڑاؤ

ہر حل کے ساتھ کوپن چسپاں کرنا ضروری ہے۔ آخری تاریخ 10 اپریل 2016ء ہے۔

نام: ____________

مقام: ____________

مکمل پتا: ____________

موبائل نمبر: ____________

ہونہار مصور

اپریل کا موضوع "ہمارا اسکول" ارسال کرنے کی آخری تاریخ 08 اپریل 2016ء ہے۔

نام ____________ عمر ____________

مکمل پتا: ____________

موبائل نمبر: ____________

میری زندگی کے مقاصد

کوپن پُر کرنا اور پاسپورٹ سائز رنگین تصویر بھیجنا ضروری ہے۔

نام ____________ شہر ____________

مقاصد ____________

موبائل نمبر: ____________

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اوجھل خاکے

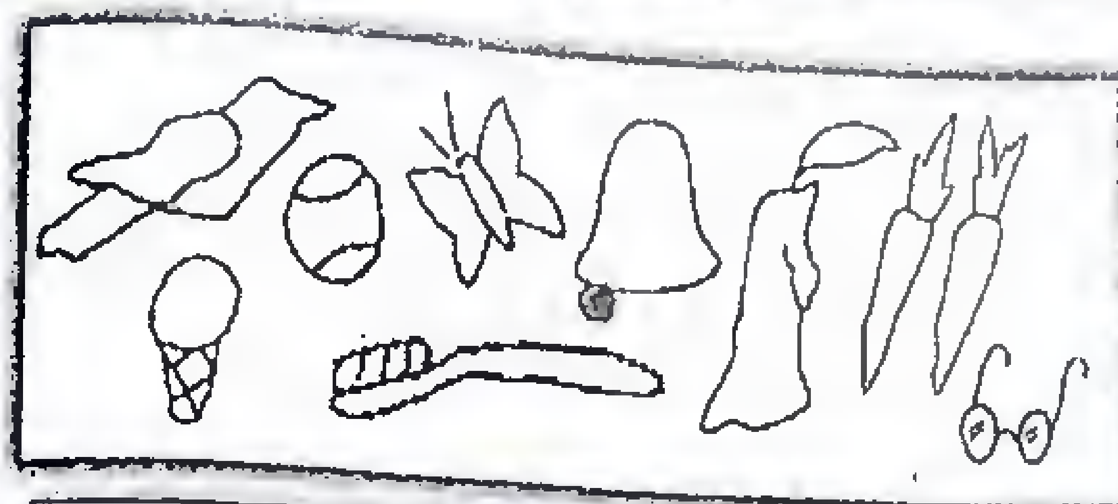

یہ چیزیں خاکے میں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ ان چیزوں کو تلاش کیجیے اور شاباش لیجیے۔

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

میری زندگی کے مقاصد

محمد نہد بٹ، جہلم
میں بڑا ہو کر وکیل بنوں گا اور لوگوں کو سستا انصاف مہیا کروں گا۔

نعمان مولا بخش، لاہور
میں فوج میں شامل ہو کر ملک و قوم کی خدمت کروں گا۔

احمد حسن قادر، لاہور
میں ڈاکٹر بنوں گا اور غریبوں کا مفت علاج کروں گا۔

علی سابر انتوی، لاہور کینٹ
میں فوجی آفیسر بن کر اپنے ملک کی حفاظت کروں گا۔

کائنات زہرہ، لاہور
میں بڑی ہو کر ایئر فورس میں شامل ہو کر پائلٹ بنوں گی۔

حسیب احمد قریشی، ٹیکسلا
میں بڑا ہو کر انجینئر بنوں گا اور ملک کا نام روشن کروں گا۔

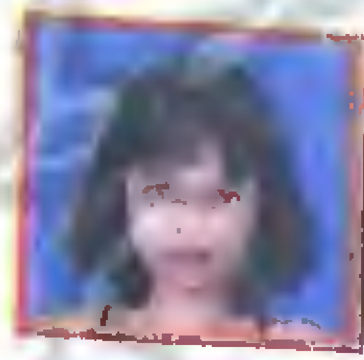

رہام اعظم، لاہور
میں ڈاکٹر بن کر دکھی انسانیت کی خدمت کروں گی اور اپنے ملک کا نام روشن کروں گی۔

عائزہ سلمان، لاہور
میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بنوں گی اور غریبوں کا مفت علاج کروں گی۔

بلال بن ایوب، کراچی
میں فوجی بن کر اسلام اور پاکستان دشمنوں کا خاتمہ کروں گا۔

حمزہ معظم، لاہور
میں بڑا ہو کر ڈاکٹر بنوں گا اور غریبوں کا مفت علاج کروں گا۔

اعیان صدیقی، لاہور
میں فوجی بن کر اپنے ملک کا نام روشن کروں گا۔

دعا نور، گوجر خان
میں لیڈی پولیس آفیسر بن کر ملک دشمن عناصر کا قلع قمع کروں گی۔

محمد بابر عبداللہ، خانیوال
میں بڑا ہو کر فوجی بنوں گا اور ملک کی حفاظت کروں گا۔

محمد احمد کامران، لاہور
میں ڈاکٹر بن کر ماں باپ اور ملک و قوم کا نام روشن کروں گا۔

آمنہ بتول، اسلام آباد
میں ٹیچر بن کر معاشرے کو علم کی روشنی سے منور کروں گی۔

میاں محمد حمزہ، سیال کوٹ
میں بڑا ہو کر سافٹ ویئر انجینئر بنوں گا اور اپنے ملک کا نام روشن کروں گا۔

سید محمد شوذب نقوی، لاہور کینٹ
میں ڈاکٹر بن کر ملک و قوم کا نام روشن کروں گا اور دکھی انسانیت کی خدمت کروں گا۔

ثاقب محمود قادر بخش، لاہور
میں فوجی بن کر ملک کی سرحدوں کی حفاظت کروں گا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ
میں ڈاکٹر بنوں گی اور غریب مریضوں کا مفت علاج کروں گی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

مختصر مختصر

مفت حج و عمرہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے فجر کی نماز (باجماعت) ادا کی اور طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا (یہاں تک کہ) پھر اس نے دو رکعتیں (اشراق) ادا کیں، اس شخص کو حج و عمرہ کی مانند ثواب ملے گا۔ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا: ''پورا، پورا، پورا (ثواب)۔ (ترمذی) (شکیل الرحمٰن، شیخوپورہ)

صبر، ایثار، شکر

شقیق بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے میری حالت پوچھی تو میں نے جواب دیا کہ اگر مجھے روزی مل جاتی ہے، تو کھا لیتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ بلخ کے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ (مل جاتی ہے کھا لیتے ہیں نہیں ملتی تو صبر کر لیتے ہیں۔) میں نے پوچھا آپؒ کی کیا حالت ہے تو فرمایا کہ اگر روزی مل جاتی ہے تو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہوں اور نہیں ملتی تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (محمد شہزاد صوبی، شہباز قریشی، چاچڑاں شریف)

انسان

ایک دفعہ انسان نے کوئل سے کہا: ''اگر تو کالی نہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔'' پھر سمندر سے کہا: ''اگر تو کھارا نہ ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔'' پھر گلاب سے کہا: ''اگر تجھ پر کانٹے نہ ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔'' پھر تینوں ایک ساتھ بولے: ''اے انسان! اگر تجھ میں دوسروں کے عیب ڈھونڈنے کی عادت نہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔''

(حرا ارشد، سارا ارشد، عائشہ امجد، سرگودھا)

''جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ''

خطیب امت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ الشریف خیر المدارس جالندھر کے جلسہ میں شریک تھے۔ بعد ازاں کھانے کے لیے دسترخوان پر بیٹھے تو سامنے ایک نوجوان بھنگی غیر مسلم کو دیکھا۔ حضرت امیر شریعت شاہ جی قدس اللہ سرہ نے اس سے فرمایا کہ ''آؤ بھائی کھانا کھا لو۔''

اس نے عرض کیا۔ ''جی، میں تو بھنگی ہوں۔''

حضرت شاہ جیؒ نے درد بھرے لہجے میں فرمایا۔ ''انسان تو ہو اور بھوک تو لگتی ہے۔'' یہ فرما کر شاہ جیؒ خود اٹھے، اس کے ہاتھ دھلا کر ساتھ بٹھا لیا، وہ بے چارا تھر تھر کانپتا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ ''جی میں تو بھنگی ہوں۔'' حضرت شاہ جیؒ نے خود لقمہ توڑا اور شوربے میں بھگو کر اس کے منہ میں دے دیا۔ اس کا کچھ حجاب دور ہوا تو شاہ جیؒ نے ایک آلو اس کے منہ میں ڈال دیا۔ اس نے جب آدھا آلو دانتوں سے کاٹ لیا تو شاہ جیؒ نے باقی آدھا خود کھا لیا۔ اسی طرح اس نے جب پانی پیا تو اس کا بچا ہوا پانی شاہ جیؒ نے خود پی لیا۔ وقت گزر گیا، وہ کھانے سے فارغ ہو کر غائب ہو گیا۔ اس پہ رقت طاری تھی اور خوب رویا۔ اس کی کیفیت ہی بدل گئی۔ عصر کے وقت وہ اپنی بیوی جس کی گود میں ایک بچہ تھا، لے آیا اور عرض کیا۔ ''شاہ جی! اللہ کے لیے ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجیے۔'' حضرت امیر شریعت شاہ جیؒ نے دونوں کو کلمہ پڑھایا اور وہ اسلام لے آئے۔ جگر مراد آبادی نے کیا خوب کہا ہے:

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

(محبوب ابوبکر آرائیں)

ماں

جنت قدم تلے ہے ماں کے
جگ سونا ہے سارا بن ماں کے
چاہتے ہو چلی جائے دور ماں
ڈھونڈو گے جب ہو گے بن ماں کے
چھوڑ دیتے ہیں دنیا کے لیے ماں
اکیلے ہو گے تم جب ہو گے بن ماں کے
خالی ہے دنیا بن ماں کے
کوئی نہیں اپنا بن ماں کے

(اریبہ حریم)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اِک وصیت

ہم کو چاہیے کہ اتحاد کیجیے
قطرہ برابر ظلم بھی نہ کیجیے
ہوئے پریشان تو ظاہر کیجیے
ایمان کو اپنے نہ خراب کیجیے
اتفاق سے رہیں، سلوک سے رہیں
دکھاوے سے بالکل نہ کام لیجیے
ٹھیک رکھیں نیت، رکھیں نہ کھوٹ
اپنے آپ کو بُری عادتوں سے نہ خراب کیجیے
ہم تو چل دیئے ابدی زندگی کی طرف
پر دُنیا کو اپنی آپ سنوار لیجیے

(عروہ حشمت خاکی، لاہور)

نمکین غزل

کس کا ماضی اور کس کا حال ہیں ہم
اور کس کے لیے وبال ہیں ہم
جس کو کوئی بھی حل نہ کر پائے
ایک الجبرا کا سوال ہیں ہم
لوگ کہتے ہیں دنیا گول سی ہے
گول گول گھوم کے بے حال ہیں ہم
دشمنی ہم کسی سے کرتے نہیں
اور دوستوں کی شامتِ اعمال ہیں ہم
نزتی خود سے بھی لاتعلق ہے
سوچو! کہ کتنے باکمال ہیں ہم

(نازیہ نزتی، نوشہرہ کینٹ)

حکمت کی باتیں

☆ خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کی پردہ پوشی ہے۔
☆ دُنیا کی محبت گناہوں کی جڑ ہے۔
☆ ایسی باتیں مت کرو، جس سے دوسروں کی دل شکنی ہو۔
☆ خدا کی یاد ہی مسائل کا حل ہے۔
☆ جو بات تمہیں شک میں ڈالے، اسے چھوڑ دو۔
☆ زبان فقیر سے بادشاہ اور بادشاہ سے فقیر بنا دیتی ہے۔

☆ ہمیشہ اپنی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بچنے کی کوشش کرو کیوں کہ انسان پہاڑوں سے نہیں، پتھروں سے ٹھوکر کھاتا ہے۔
☆ خوبی وہ ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کریں۔
☆ ہر چیز کا ایک حسن ہے، نیکی کا حسن یہ ہے کہ فوراً کی جائے۔

(خدیجہ تحریم، رینالہ خورد)

کام کی باتیں

☆ محنت ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
☆ کسی کا دل مت دکھاؤ کیوں کہ دکھی دلوں کی فریاد آسمانوں کو چیر دیتی ہے۔
☆ خوشی ایسا عطر ہے جسے جتنا زیادہ آپ دوسروں پر چھڑکیں گے اتنی ہی زیادہ خوشبو آپ کو اپنے اندر سے آئے گی۔
☆ بے کار رہ کر زنگ آلود ہونے سے کام کرتے کرتے گھس جانا بہتر ہے۔
☆ مشکلات کا مقابلہ کرنے کا نام زندگی اور ان پر غالب آ جانے کا نام کامیابی ہے۔
☆ کھانے میں عیب نہ نکالو۔
☆ جس آدمی کے پاس کتاب ہے، وہ اکیلا نہیں۔

(قاری محمد اعجاز، صوابی)

مطالعے کے فائدے

☆ وسوسے، رنج اور تفکرات دُور ہو جاتے ہیں۔
☆ باطل میں پڑنے سے آدمی بچتا ہے۔
☆ بے کار اور گپ باز لوگوں سے نجات ملتی ہے۔
☆ گفتگو اور بات چیت کا طریقہ آ جاتا ہے۔
☆ زبان فصیح ہوتی ہے اور غلطیاں نہیں ہوتیں۔
☆ عقل بڑھتی ہے، دل کی صفائی ہوتی اور ذہن کھلتا ہے۔
☆ علم وافر ہوتا، فہم کو جلا ملتی اور معلومات کا ذخیرہ بڑھ جاتا ہے۔
☆ لوگوں کے تجربوں، حکیموں کی حکمت اور علماء کے استنباط (نتیجہ اخذ کرنا) سے فائدہ ہوتا ہے۔
☆ کتاب ذہن کو انتشار سے، دل کی شکست سے اور وقت کے ضیاع سے بچاتی ہے۔

(مہک خالد شیخ)

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

فروٹ کسٹرڈ کیک

اجزاء:

چینی: 200 گرام — انڈے: 5 عدد — بڑی کشمش: 100 گرام — مکھن: 150 گرام

میدہ: 200 گرام — بیکنگ پاؤڈر: ایک کھانے کا چمچ

کسٹرڈ کے اجزاء:

دودھ: آدھا لیٹر — کسٹرڈ پاؤڈر: آدھی پیالی — فروٹ کوکٹیل: آدھی پیالی — چائنا گراس: آدھا پیکٹ

ونیلا ایسنس: چند قطرے — چینی: 5 کھانے کے چمچ

ترکیب:

ایک پیالے میں الیکٹرک بیٹر کی مدد سے 200 گرام چینی اور 5 عدد انڈے کو ایک جان کر لیں۔ جب چینی کا دانہ ختم ہو جائے تو اس میں 200 گرام میدہ اور ایک کھانے کا چمچ بیکنگ پاؤڈر شامل کریں۔ جب یہ مکس ہو جائے تو اس میں 150 گرام پگھلا ہوا مکھن اور 100 گرام کشمش شامل کریں اور کیک کے مولڈ میں ڈال کر 180 ڈگری پر 30 سے 35 منٹ بیک کر لیں۔ جب کیک اچھی طرح پھول جائے اور گولڈن ہو جائے تو اسے اوون سے نکالیں اور تھوڑا ٹھنڈا ہونے کے بعد درمیان سے دو حصوں میں کاٹ لیں۔ اب کیک کے ایک حصے کو دوبارہ اسی مولڈ میں رکھیں اور دوسرے حصے کو ایک طرف رکھ دیں۔ پھر ایک کڑاہی میں 1/2 لیٹر دودھ، 5 کھانے کے چمچ چینی اور 1/2 پیکٹ چائنا گراس شامل کر کے ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب چائنا گراس، چینی اور دودھ یک جان ہو جائے تو اس میں 1/2 پیالی کسٹرڈ پاؤڈر شامل کر کے گاڑھا کر لیں اور چند قطرے ونیلا ایسنس بھی ڈال دیں۔ اس کے بعد کیک والے مولڈ میں 1/2 پیالی فروٹ کوکٹیل ڈالیں اور اوپر سے گرم کسٹرڈ مولڈ میں ڈال دیں۔ پھر کیک کا دوسرا حصہ اوپر سے رکھیں اور تھوڑا سا کسٹرڈ کیک کی اوپری سطح پر بھی پھیلا کر فریج میں ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد اسے نکال کر مولڈ الگ کریں اور کاٹ کر سرو کریں۔ مزے دار فروٹ کسٹرڈ کیک تیار ہے۔

میٹھے کدو کا حلوہ

اجزاء:

میٹھا کدو: دو کلو — چھوٹی الائچیاں: چھ عدد، کٹی ہوئی — ناریل: 100 گرام — کھویا: 250 گرام

چینی: 250 گرام — کیوڑہ: ایک کھانے کا چمچ — پستہ: 50 گرام — چیریز اور انناس کے ٹکڑے سجانے کے لیے

ترکیب:

میٹھے کدو کو کدوکش کر لیں، ایک دیگچی میں ایک پیالی پانی اور کدوکش کیا ہوا کدو ڈال کر ہلکی آنچ پر گلا لیں۔ جب کدو گل جائیں تو گھی ڈال کر اچھی طرح سے بھون لیں، اس میں چینی اور الائچی شامل کریں۔ چینی کا پانی خشک ہو جائے تو ناریل اور کھویا ڈال کر ملا لیں۔ چولہے سے اُتارنے سے پہلے کیوڑہ شامل کریں اور پھر چولہا بند کر دیں۔ مزیدار حلوے کو ڈش میں نکالیں۔ چیریز انناس اور پستے سے سجا کر پیش کریں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

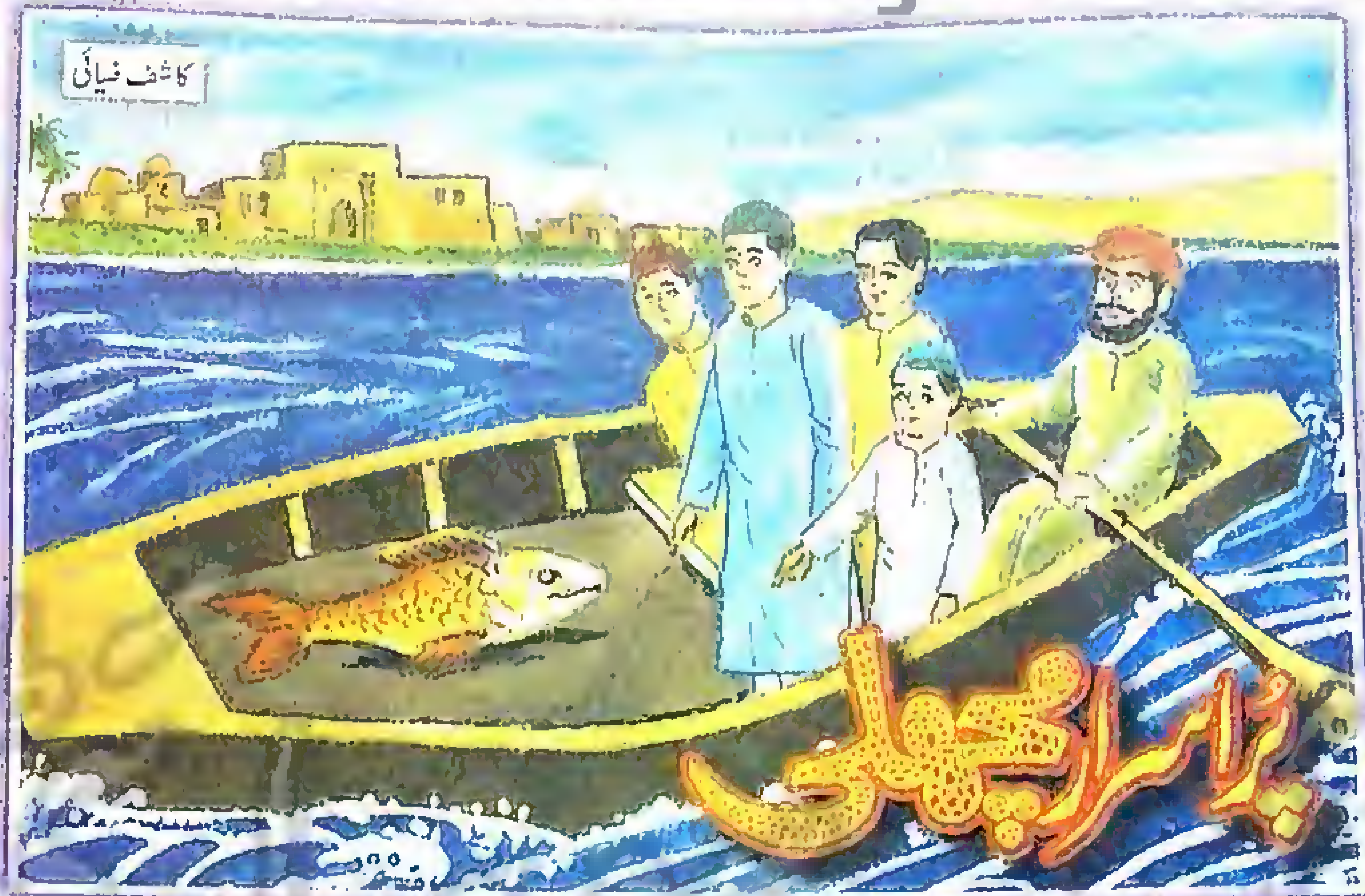

شیخ ابو ثمامہ حربی آج سے آٹھ سو سال پہلے عراق کے مشہور عالم گزرے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے شہر موصل میں رہتے تھے۔ ایک دن اتفاق سے کسی کام کے سلسلے میں بغداد جانے کی ضرورت پڑ گئی۔ اس زمانہ میں موصل سے بغداد تک جانے کا سب سے آسان ذریعہ وہ کشتیاں تھیں جو دریائے دجلہ میں چلتی تھیں کیوں کہ ان کا کرایہ بھی کم ہوتا تھا اور وقت بھی تھوڑا خرچ ہوتا تھا۔

چناں چہ میں نے اسی ذریعے کو اختیار کیا اور سفر کے دن ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ کشتی میں ملاح کے علاوہ ہم کل چار آدمی تھے اور کچھ ہمارا سامان تھا۔ اس دن موسم بہت خوش گوار تھا۔ نرم نرم دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی، دجلہ کے پانی میں مکمل سکون تھا۔ ایسے میں ملاح نے مست ہو کر گانا شروع کر دیا۔

دجلہ اے دجلہ!
تیرے پانیوں کی خیر
تیرے ملاحوں کی خیر
دجلہ اے دجلہ!
خیر ہو تیری خیر

یہ وہ گیت تھا جو ملاح لوگ عام طور پر گایا کرتے تھے تاکہ انہیں تھکن اور بے زاری نہ ہو۔ ایک تو موسم کا اثر اور دوسرے ملاح کی دل کش آواز، ہمیں ایسا سرور آیا کہ ہم سب اونگھنے لگے اور بعض تو نیند کی وادی میں چلے بھی گئے۔

اسی دوران ایک عجیب چیز پیش آئی۔ دریا سے ایک مچھلی اچھل کر نکلی اور کشتی کے فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ میں نے اسے سب سے پہلے دیکھا تھا اور ایسا اکثر ہو ہی جاتا ہے کہ دریا یا جھیل کی سیر کرتے ہوئے کوئی مچھلی کشتی میں آ پڑتی ہے چناں چہ میں جلدی سے اٹھا اور اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا وہ پھسل کر ذرا آگے ہو گئی۔ میں نے پھر اس پر پاؤں رکھا لیکن وہ پھر پھسل کر آگے ہو گئی۔ قریب ہی ملاح بیٹھا تھا اس نے ایک کپڑا لیا اور اس پر ڈال کر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا یوں وہ ہمارے قابو میں آ گئی۔

ہماری اس جدوجہد سے کچھ ایسی ہڑبونگ مچی کہ سونے والے ساتھی بھی جاگ گئے۔ کشتی کے فرش پر انہوں نے بڑی سی ایک مچھلی دیکھی تو پہلے حیران ہوئے پھر خوش۔

ان میں سے ایک کہنے لگا۔ "دوستو! یہ تو کوئی رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بھیجا ہے۔"

"اس بات میں کوئی شک نہیں۔" دوسرے نے کہا۔ "یہ تو اتنی بڑی ہے کہ ہم سب کو کافی ہو جائے گی۔"

تیسرے نے تجویز دی کہ سفر تھوڑی دیر کے لیے روک دیا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

جائے اور پہلے اس بھون کر کھالیں، پھر آگے بڑھیں گے۔

تھوڑی سی بحث کے بعد وہ سب مان گئے اور ملاح نے کشتی کنارے کی طرف موڑ دی۔ یہ تیسرا ساتھی جس نے مچھلی بھوننے کی پیش کش کی تھی دراصل کھانے پکانے کا ہی کام کرتا تھا۔ اس نے کچھ ایسے انداز سے ہمیں قائل کیا کہ ہم سب مان گئے اور بھنی مچھلی کے تصور سے ہی ہمارے منہ میں پانی آنے لگا۔

چناں چہ کنارے پر پہنچتے ہی ہم نے سب سے پہلے مچھلی کو کشتی کے ہی ایک کونے میں محفوظ کیا اور پھر لکڑیوں کی تلاش میں زمین پر اُتر گئے۔

اس جگہ زمین کچھ نرم تھی اور بڑی بڑی گھاس بھی اُگی ہوئی تھی۔ سامنے البتہ کچھ فاصلے پر درختوں کا ایک جھنڈ تھا جس کے اردگرد جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہم سب بے دھیانی میں اسی طرف چلے گئے۔

جیسے ہی ہم جھنڈ میں داخل ہوئے ہم نے ایک ایسا دہشت ناک منظر دیکھا کہ جس کے خوف سے ہمارے قدم وہیں جم گئے۔

زمین پر ایک چالیس پینتالیس سال کی عمر کا آدمی قتل ہوا پڑا تھا، اس کی گردن کٹ چکی تھی اور خون سے زمین لال ہو چکی تھی۔ قریب ہی وہ خنجر پڑا تھا جس سے اسے قتل کیا گیا تھا۔ چند قدم آگے ایک درخت کے تنے سے ایک نوجوان اس طرح بندھا ہوا تھا کہ نہ ہل جل سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا کیوں کہ اس کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا۔ ہمیں اُمید نہ تھی کہ یہاں ہمارے ساتھ ایسا کچھ ہوگا۔ تھوڑی دیر تک تو ہم کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ آخر ہمت کر کے آگے بڑھے اور بندھے ہوئے شخص کے منہ سے کپڑا کھینچا۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا: ”خدا کے نام پر مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔“ یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گیا۔

ہم نے جلدی جلدی اس کی رسیاں کھولیں اور اسے سیدھا کر کے لٹایا، پھر پانی لا کر اس کے چہرے پر چھینٹے مارے۔ اس ترکیب سے اسے فائدہ ہوا اور وہ ہوش میں آ گیا۔ پھر ہمارے دو ساتھیوں نے اسے سہارا دے کر سیدھا کیا اور میں نے اس کے حلق میں ذرا سا پانی ٹپکایا۔ پانی پی کر اسے بڑی ہمت ملی اور اس کے حواس درست ہو گئے لیکن وہ اب تک مسلسل خوف زدہ تھا اور حیران پریشان نظروں سے اردگرد دیکھ رہا تھا۔

”خدا تمہارا بھلا کرے۔“ اس نے مشکل سے کہا۔ ”تم لوگ تو مجھے فرشتے دکھائی دیتے ہو۔“

”نوجوان! تم بالکل خیریت سے ہو۔“ میں نے آگے بڑھ کر اس کے گال کو تھپتھپایا اور تسلی دی۔ نوجوان کو یہ سن کر کچھ سکون ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ہمارے ایک ساتھی نے اس سے پوچھا۔ ”بتاؤ تو سہی نوجوان تم کون ہو اور یہ کیا معاملہ ہے؟“

اس نے تھوڑی دیر سانس درست کیا اور پھر بتانے لگا کہ میرا نام حسن ہے اور میں ایک تجارت پیشہ شخص ہوں۔ ہمارا قافلہ دجلہ کے راستے بغداد جا رہا تھا۔ یہ شخص جسے تم مرا ہوا دیکھ رہے ہو، درحقیقت وہ ایک چور اور ٹھگ تھا۔ یہ بھی ہمارے قافلے میں شامل تھا۔ اس نے اپنی ذہانت سے بھانپ لیا کہ میرے پاس بہت سی اشرفیاں ہیں چناں چہ یہ مجھ سے دوستی جتانے لگا، بات بات میں میری تعریف کرتا۔ ہر معاملے میں میری مدد کرتا اور ہمیشہ میرے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا۔

میں سادہ آدمی تھا، مجھے آہستہ آہستہ اس پر اعتبار آنے لگا۔ حالاں کہ مجھے یہ بات سمجھنی چاہیے تھی کہ یہ سب دھوکہ ہے، اسے مجھ سے کوئی محبت نہیں بل کہ یہ صرف میرا مال ہتھیانا چاہتا ہے۔

کل شام ہمارا قافلہ یہاں رُکا۔ ہم جب کنارے پر اُترے تو سارے دن کے تھکے ہوئے تھے۔ چناں چہ کوئی یہاں اور کوئی وہاں لیٹ کر سستانے لگا۔ میں بھی نرم گھاس پر لیٹ گیا، جلد ہی مجھے نیند آ گئی۔ اس نے یہ شرارت کی کہ کوئی بوٹی سونگھا کر مجھے بے ہوش کر دیا۔ مجھے جب ہوش آیا تو میں نے خود کو اس درخت سے بندھے ہوئے پایا۔ کل رات میرے سو جانے کے بعد کیا ہوا، مجھے کچھ معلوم نہیں اور یہ بھی پتا نہیں کہ قافلہ مجھے سوتا چھوڑ کر کب آگے روانہ ہوا۔

میں نے جب اپنا یہ حال دیکھا تو سب سمجھ گیا پھر اس کی منت سماجت کرنے لگا کہ میرا مال لے لے لیکن میری جان بخش دے۔ یہ میری آہ و زاری پر بلند آواز سے قہقہے لگاتا رہا...... لگاتا رہا اور بڑے فخر سے کہتا رہا کہ ساری اشرفیاں بھی لوں گا اور تجھے قتل بھی کروں گا۔ اگر تجھے چھوڑ دیا تو تُو کبھی نہ کبھی میرے لیے خطرہ بن جائے گا۔ اس کے بعد اس نے میرے منہ میں کپڑا ٹھونسا تاکہ چیخ نہ سکوں اور خنجر نکالنے لگا۔

یہ جو تم زمین پر پڑا ہوا خنجر دیکھ رہے ہو، یہ اسی کا ہے لیکن اس نے اسے بڑی عیاری سے اپنے کپڑوں میں کہیں اس طرح چھپایا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

ہوا تھا کہ کسی کو پتا نہ چل سکے اور اس کے علاوہ ایک اور بات یہ بھی کہ خنجر کا پھل اوپر کی جانب تھا اور پکڑنے کا دستہ نیچے کی جانب۔ اس نے جو جلد بازی میں اسے نکالنا چاہا، وہ ازار بند میں کہیں پھنس گیا۔ اس نے زور سے کھینچا لیکن وہ نہ نکلا۔ اس نے کئی مرتبہ کوشش کی لیکن ہر بار ناکام رہا۔ آخرکار بار بار کی جدوجہد سے تنگ آ کر اس نے پوری قوت سے اسے کھینچا۔ خنجر تیزی سے نکلا اور اس کی نوک اس کی گردن کو چھیلتی ہوئی نکل گئی۔ ساتھ ہی اس کے گلے سے خون جاری ہو گیا۔

جب اس نے یہ حال دیکھا تو خنجر کو ایک طرف پھینک کر فوراً زمین پر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے گلے کو مسلنے لگا۔ خون بند نہ ہوا بلکہ اور تیزی سے جاری ہو گیا۔ پریشانی میں یہ شخص کبھی گلے کو مسلتا، کبھی قلابازیاں کھاتا اور کبھی خرخر کی آوازیں نکالتا لیکن خون رکنے کی بجائے اور تیز ہوتا گیا اور اس کا سارا سینہ لال ہو گیا۔

مجھے نہیں معلوم کہ اس کے گلے کو کتنا چیر آیا لیکن اس وقت اس کا حال دیکھنے والا تھا۔ یہ ذبح کی ہوئی مرغی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ میرا اپنا بھی یہ منظر دیکھ کر جی متلانے لگا۔

آخرکار کافی دیر بعد اس کی آواز مدھم ہوتی چلی گئی اور چہرہ پیلا ہو گیا۔ پھر یہ دھم سے زمین پر گرا اور دوبارہ نہ اُٹھ سکا۔ یہ بہت ظالم انسان تھا اور مجھ سے پہلے نہ جانے کتنوں کو لوٹ چکا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اسے مرتے دیکھ لیا لیکن اس کے مرنے کے بعد میں پھر غمگین ہو کر رونے لگا کیوں کہ یہ جگہ اجاڑ جنگل تھی اور یہاں کوئی بھی نہیں آتا تھا۔

میرا خیال تھا کہ میں یہاں بندھا بندھا یوں ہی بھوک پیاس سے مر جاؤں گا اور میرے بیوی بچوں کو اس بات کا پتا بھی نہ چلے گا۔ آخر ہر طرف سے مایوس ہو کر میں دعا کرنے لگا کہ یا اللہ میری مدد فرما! کافی دیر بعد میں نے تم لوگوں کی صورتیں دیکھیں تو میری جان میں جان آئی۔ اتنا کہہ کر وہ جوان خاموش ہو گیا اور ہماری طرف پسندیدہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ پانی پیا اور کہنے لگا۔

''بھائیو! ذرا یہ تو بتاؤ، تم آخر کس چکر میں یہاں آئے ہو۔''

جواب میں ہمارے ایک ساتھی نے مچھلی والا سارا واقعہ اسے سنا دیا۔ وہ موقع ایسا تھا کہ وہ نوجوان خود پر اور ہم سب اپنے آپ پر حیران ہو رہے تھے۔ اس کے بعد اس نے ہم سے درخواست کی کہ مجھے اپنے ساتھ بغداد لے چلو جسے ہمارے ملاح نے فوراً قبول کر لیا۔

اچانک ہمیں یاد آیا کہ اس سارے ہنگامے میں ہم مچھلی بھوننا تو بھول ہی گئے۔ چناں چہ جلدی جلدی لکڑیاں اکٹھی کیں، پھر آگ جلائی گئی۔ اس کے بعد ہمارا ایک ساتھی کشتی پر چڑھا تاکہ مچھلی اتار سکے لیکن مچھلی وہاں ہوتی تو اسے ملتی۔ اس نے چیخ کر ہمیں آواز دی۔ ہم سب دوڑتے دوڑتے کشتی میں پہنچے۔ کشتی کا فرش گیلا تھا لیکن مچھلی وہاں سے غائب تھی۔ نہیں معلوم وہ کب کود کر واپس دریا میں جا چکی تھی۔ ☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اماں کنیز سر پر گٹھڑی اُٹھائے دُھنیے کی دُکان پر پہنچی اور بڑی منت سے بولی: ''فضلو بھائی! میرا یہ لحاف ابھی میرے کھڑے کھڑے بھر دو، ایک دم سردی پڑنے لگی ہے اور میرے پاس اوپر لینے کو لحاف نہیں ہے۔'' فضلو بابا کے پاس ویسے بھی اس وقت کوئی کام نہ تھا۔ اس نے اماں کنیز سے گٹھڑی پکڑ لی اور بوریا بچھا کر روئی دُھنکنے لگا۔ لحاف کا پُرانا ''لوگڑ'' دُھنیے کی ''دُھن دُھن دُھنک دھوں'' کی آواز کے ساتھ ساتھ نرم ہو کر برف کے سفید گالوں کی طرح اُڑنے لگا۔

اتنے ہی میں اماں کنیز نے دیکھا کہ فضلو بابا کی دُکان کی ایک بغلی کوٹھڑی سے ننھی سی ایک چوہیا نکلی اور اپنی جسامت سے بیس گنا بڑا روئی کا گالا پنجوں میں دبا کر کوٹھڑی میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آئی اور بڑا سا روئی کا گالا لے کر بھاگ گئی۔ اس طرح چوہیا نے تانتا باندھ لیا، آتی اور گالا اُٹھا کر لے جاتی۔ اماں کنیز کو یہ منظر بڑا دل چسپ معلوم ہوا کہ جیسے روئی کا گالا اپنے آپ چل کر جا رہا ہو۔ وہ ننھی چوہیا کا یہ دل چسپ کرتب دیکھ دیکھ کر ہنستی جاتی تھی۔ فضلو بابا اسے یوں ہنستے اور خوش ہوتے دیکھ کر کہنے لگا:

''اب ہنستی ہے پھر روئے گی، جب اُوپر لے کر سوئے گی۔''

مگر اماں کنیز فضلو بابا کا یہ اشارہ اس وقت سمجھ نہ پائی اور چوہیا کے تماشے سے محظوظ ہوتی ہوئی لحاف لے کر گھر واپس آ گئی۔ آتے ہی لحاف بچھا کر اس میں ڈورے ڈالے اور رات کو مزے سے اوڑھ کر سوئی۔ چند دن بعد ہی بارش ہوئی، اولے پڑے اور ایک دم سردی بڑھ گئی۔ اس رات تو اماں کنیز کو وہ لحاف بہت ہلکا محسوس ہوا۔ اس میں سردی رُک نہیں رہی تھی اور بے چاری اماں کنیز ٹھٹھر رہی تھی۔ سردی کے مارے اسے نیند نہیں آ رہی تھی اور وہ کوفت کے مارے روہانسی ہو رہی تھی۔ اب اسے یاد آیا کہ فضلو بابا سچ ہی کہہ رہا تھا کہ اب ہنستی ہے پھر روئے گی، جب اُوپر لے کر سوئے گی۔

اس وقت تو اماں کنیز کو چوہیا کا وہ شغل بہت اچھا لگا تھا، مگر اس کے نتیجے میں اب وہ تکلیف اُٹھا رہی تھی۔ جب کسی دل پسند مشغلے کا بُرا انجام بھگتنا پڑے تو یہ مثل صادق آتی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

سمندری ملاحوں یا مچھلیاں پکڑنے والے مچھیروں سے کبھی سوال کیا جائے کہ آپ کون سی بحری مخلوق سے زیادہ ڈرتے ہیں تو ہر ایک ہی جواب دے گا۔ ''شارک سے'' اور یہ حقیقت بھی ہے کہ مچھلیوں میں صرف شارک واحد مچھلی ہے جس سے دُنیا کے سب انسان لرزہ براندام رہتے ہیں۔ مچھیرے شارک کے متعلق بڑی لرزہ خیز داستانیں سناتے ہیں۔ دہشت ناک فلمیں جو شارک پر فلمائی گئی ہیں، انہیں دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک خوف ناک مخلوق ہے جس کا محبوب ترین مشغلہ آدم خوری ہے۔ یہ گہرے سمندروں میں ساحل سے تھوڑی ہی دُور پانی کے اندر خاموشی سے بیٹھی تیراکوں یا طوفان زدہ بدقسمت انسانوں کا انتظار کرتی رہتی ہے اور جوں ہی کوئی نظر میں آئے، پلک جھپکتے میں اسے اپنی آری جیسے دانتوں میں دبوچ لیتی ہے۔ انسانی شکار نہ ملے تو یہ چھوٹی چھوٹی مچھلیوں سے پیٹ بھرنے پر اکتفا کرتی ہے۔ آخر شارک مچھلیاں ہی کیوں اتنی خوف ناک ہیں؟ ہاتھی، گینڈے جسمانی طور پر شارک سے کہیں بڑے اور انسانوں کو مارنے میں کہیں آگے ہیں۔ افریقہ اور آسٹریلیا میں پائی جانے والی کھمبیاں جو بہت چھوٹی مخلوق ہیں، اس بحری عفریت سے کہیں زیادہ انسانوں کو موت کی نیند سلاتی ہیں اور ان کے ڈنک سے مرنے والوں کی تعداد ہر سال بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے باوجود شارک سب سے زیادہ خوف ناک مخلوق شمار ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شارک میں بعض ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بنا پر یہ آدمی کو ڈراؤنے خواب کی طرح نظر آتی ہے۔ ان کے دانت خنجر کی طرح ہیں اور یہ ہر وقت اپنا جبڑا کھولے شکار کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔ پھر انسانی گوشت اس کی محبوب ترین غذا ہے۔ جہاں کہیں ان کا اجتماع ہو، وہاں دوسرے سمندری جانوروں کا جینا حرام ہو جاتا ہے۔ یہ سمندری دُنیا کی حکمران ہے اور بڑی آن بان اور دبدبے سے حکمرانی کرتی ہے، حتیٰ کہ وہیل جیسی عظیم ترین سمندری مخلوق بھی اس کے سامنے سرنگوں رہتی ہے۔

شارک مچھلی سمندر کا سب سے سخت جان اور خون خوار جانور ہے۔ انسان کی جانی دشمن اور دشمن بھی ایسی کہ دیکھتے ہی جھپٹتی ہے اور منٹوں میں نہایت بے دردی کے ساتھ تکا بوٹی کر کے چٹ کر جاتی ہے۔ شارک باوا آدم کے زمانے سے ہمارے ساتھ ہے اور قیامت تک رہے گی۔ دراصل اس کے جسم کی ساخت ہی کچھ ایسی ہے کہ اس کی نسل کبھی ختم نہ ہو گی۔

شارک دراصل مچھلی نما جانور ہے۔ اس کی دُنیا بھر میں 250 سے زائد اقسام ہیں مثلاً سفید شارک، نیلی شارک وغیرہ۔ اکثر قسم کی شارک مچھلیاں بچے دیتی ہیں جن کی تعداد 50 تا 60 ہوتی ہے۔ شارک کا وزن 90-80 من کے قریب ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ لمبائی 50 فٹ سے 70 فٹ ہوتی ہے۔ اس کا جسم لمبوترا، چپٹا اور تھوتھنی سخت ہوتی ہے۔ بعض کے سر تو ہتھوڑے کی طرح ہوتے ہیں۔ سخت اور کھردری چابک جیسی دُم پانی کے اندر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
READING Section

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

دائیں بائیں ایک خاص انداز میں متحرک رہتی ہے اور بعض اوقات شکار پر جھپٹتے وقت شارک اسے تلوار کی طرح استعمال کرتی ہے۔ شارک مچھلی کا رنگ پانی کے رنگ جیسا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشکل سے نظر آتی ہے۔ اس کی دہشت بٹھانے میں رنگ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شکار ہونے والا انسان یا جانور اسے ٹھیک ڈھنگ سے دیکھنے بھی نہیں پاتا کہ اس کے خون خوار جبڑوں میں پھنس جاتا ہے۔ یہ اس قدر طاقت ور ہوتی ہے کہ انسانوں کا ذکر ہی کیا بڑی بڑی کشتیوں تک منٹوں میں تباہ کر دیتی ہے۔ شارک واحد مچھلی ہے جو اپنی پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری لمحے تک مسلسل تیرتی رہتی ہے۔ ہے نا حیرت کی بات۔ عام مچھلیوں کے جسم میں دراصل ایک تھیلی ہوتی ہے جس میں وہ اپنی مرضی کے مطابق ہوا بھر لیتی ہیں۔ جب یہ تھیلی بھر لی جاتی ہے تو ننھے غبارے کی مانند ہو جاتی ہے۔ اس غبارے کی مدد سے مچھلیاں اپنے جسم کو پانی کے اندر کسی بھی جگہ ساکت رکھ سکتی ہیں اور بے حس و حرکت پڑی کچھ دیر کے لیے تیرنا بند کر کے آرام کر سکتی ہیں لیکن شارک مچھلی میں یہ تھیلی نہیں ہوتی، اس لیے شارک مسلسل تیرتے رہنے پر مجبور ہے۔

شارک کے منہ اور دانتوں کو اسلحہ خانہ کہا جاتا ہے۔ اس کے منہ میں پیدائش سے لے کر مرنے تک ہر وقت دانت موجود ہوتے ہیں۔ اگر کوئی دانت کمزور ہو کر گر بھی جاتا ہے تو اس جگہ دوسرا نکل آتا ہے۔ کبھی کبھی دوسرے سمندری جانوروں سے لڑائی کے دوران اس کے تمام دانت ٹوٹ جاتے ہیں وہ سب کے سب ہی دوبارہ نکل آتے ہیں۔ شارک کی کھال انتہائی سخت، مضبوط اور کھردری ہوتی ہے۔ یہ اس قدر سخت ہوتی ہے کہ اس پر تیز چاقو کی دھار بھی تیز ہو جاتی ہے۔ یہ کھال مختلف چیزیں بنانے میں کام آتی ہے۔ پُرانے زمانے میں تلواروں کے دستے پر شارک کی کھال منڈھ دی جاتی تھی۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا تھا کہ تلوار ہاتھ سے پھسلتی نہیں تھی۔

شارک میں سینکڑوں میٹر کے فاصلے سے فوراً شکار کے پاس پہنچ جانے کی حیرت انگیز صلاحیت ہوتی ہے۔ اسے سمجھ بوجھ نہیں ہوتی اس لیے سونگھنے اور محسوس کرنے کی قوت غیر معمولی ہوتی ہے۔ شارک بلا کی پیٹو ہوتی ہے۔ اسے اللم تللم ہر چیز ہضم ہو جاتی ہے۔ وہ چاہے لوہا ہو یا لکڑی ہو یا ربڑ کا بنا ہوا جوتا یا خالی بوتل اسے کسی چیز کے کھانے میں پس و پیش نہیں ہوتا۔ بس یوں سمجھے شارک ایک انتہائی بھوکا جانور ہے، اسے ہر وقت کھانے کی فکر لگی رہتی ہے۔ اس لالچ کا نتیجہ ہے کہ جو کچھ سامنے آتا ہے وہ سیدھا پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ اسے پیٹ بھرنے کے لیے کسی خاص کوشش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بس پیاز سا منہ کھول کر زور سے سانس لینا کافی ہوتا ہے۔ یہ منٹوں کے حساب سے پانی نگل کر اسے دوبارہ منہ سے نکال دیتی ہے۔ اس طرح بے شمار مچھلیاں آبی جانور اور سمندر کا سارا کوڑا کرکٹ اس کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

غذا لینے کے لیے یہ ان تھک محنت کرتی ہے۔ رات دن شکار کرتی رہتی ہے۔ انسان، جانور نہ ملیں تو مچھلیوں پر ہی گزارہ کرتی ہے۔ یہ ہزاروں مچھلیوں کو جو سانس کے ساتھ کھنچ کر چلی آتی ہیں چباتی نہیں بلکہ سالم نگل جاتی ہے۔ 16 فٹ بھوکی شارک 6 فٹ لمبی دوسری شارک کو نگل جاتی ہے۔ اسے اپنے بچوں سے کوئی پیار نہیں ہوتا انہیں تیرنا بھی نہیں سکھاتی اور اگر موقع ملے تو اپنے بچوں کو خود کھا جاتی ہے۔ شارک مچھلیاں زیادہ تر بحر قلزم، اوقیانوس اور بحرالکاہل میں ان حصوں میں جہاں پانی نسبتاً گرم ہوتا ہے، پائی جاتی ہیں۔ طبی ماہرین کے مطابق ٹونا سمیت مچھلی کی کچھ اقسام کا گوشت کھانے سے یادداشت تیز ہو جاتی ہے۔ مچھلی کے گوشت میں ایسڈز شامل ہوتے ہیں جو دماغی امراض کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ایسڈز جسم میں سوجن کم کرنے اور دل کے امراض ختم کرنے کے لیے بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ مچھلی کے تیل کو بھی دماغی و دیگر امراض کے لیے مفید قرار دیا گیا ہے۔

جنگل کے بادشاہ شیر کی طرح اس دیوہیکل آبی جانور شارک جسے سمندری دُنیا میں ملکہ کا درجہ حاصل ہے، اب وہ انسان کے عتاب سے محفوظ نہیں رہی۔ یہ گوشت خور جانور اب عسکری مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ امریکہ اور پینٹاگون نے شارک مچھلی کو جاسوسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تجربے کے تحت شارک کے دماغ میں ایک مائیکرو چپ داخل کی جاتی ہے جسے شارک کے ذہن کے ذریعے جاسوسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ شارک کی دماغی صلاحیتوں کو کنٹرول کرنے والے حصے میں نصب کی گئی یہ "جاسوسی چپ" باقاعدہ ریموٹ سے کنٹرول کی جا سکتی ہے۔ شارک کی نقل و حرکت کو ایک بڑی اسکرین پر دیکھ کر چپ کی کارکردگی سے آگاہی حاصل کی جاتی ہے۔

شارک مچھلی کا ذہن کسی شاطر انسانی ذہن کی مانند کام کرتا ہے۔ جاسوسی کے لیے شارک کا انتخاب اس لیے بھی کیا گیا ہے کہ یہ تیز رفتار مچھلی سمندر کی تہ میں نہایت خاموشی، سبک روی اور مختلف زاویوں سے سفر کرتی ہے۔ شارک کی حکمت عملی جاسوسی مقاصد کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

لیے نہایت مددگار ہے۔ دنیا بھر میں عسکری قوتوں پر حاوی ہونے کے لیے امریکہ سائنسی، دفاعی ایجادات کے علاوہ اب جانوروں کو بھی استعمال کرنے کا پکا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ امریکی ماہرین کا کہنا ہے کہ شارک کے بعد وہیل مچھلی بھی جاسوسی مقاصد کے لیے مفید ثابت ہو سکتی، خصوصاً کلر وہیل جو عام وہیل کے برعکس سمندر میں طویل اور گہرائی میں سفر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

شارک کی رفتار 10 کلو میٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ خوراک کی تلاش میں اس کی رفتار 20 کلو میٹر فی گھنٹہ تک ہو جاتی ہے اور اگر ہنگامی حالات میں اسے دوڑنا پڑے تو 40 کلو میٹر فی گھنٹہ تک جا پہنچتی ہے۔ بعض شکاریوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے شارک کو اس سے بھی زیادہ تیز تیرتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ گرم خون والے جانوروں میں درد کا احساس بہت تیز ہوتا ہے جب کہ اس کے برعکس ٹھنڈے خون والے جانور زیادہ درد محسوس نہیں کرتے مگر اس معاملہ میں بھی شارک دوسرے جانوروں سے سبقت لے گئی ہے۔ کئی ماہی گیروں کا دعویٰ ہے کہ شارک سرے سے درد ہی محسوس نہیں کرتی۔ انہوں نے اس قسم کے بے شمار قصے بیان کیے ہیں کہ شارک مچھلی کا پیٹ چاک کر کے اس کی آنتیں نکال دی گئیں لیکن وہ درد سے قطعی بے نیاز چھوٹی مچھلیاں کھانے میں مصروف رہی۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ شارک مچھلی کا جگر اور آنتیں نکال کر جب پانی میں اتارا گیا تو وہ بڑے آرام سے تیرتی ہوئی چلی گئی۔

ایک ماہر حیاتیات نے تو یہ حیرت انگیز بیان تک دیا کہ جب تک کوئی حادثہ پیش نہ آئے، شارک زندہ رہتی ہے۔ قدرت نے شاید طبعی موت اس کے مقدر میں نہیں لکھی۔

شارک کا جگر بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ ماہی گیروں کا خیال ہے کہ شارک کا ہاضمہ بہت تیز ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ہضم کر لیتی ہے، حتیٰ کہ لوہا اور لکڑی بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ ہضم نہ ہونے والی اشیاء کا بوجھ جب معدے میں بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے تو وہ بآسانی سب کچھ اگل دیتی ہے اور مزید خوراک کی تلاش میں روانہ ہو جاتی ہے۔

دنیا کی تاریخ میں پرانی تہذیبوں کی داستان کی طرح انواع و اقسام کے جانوروں کے عروج و زوال کی کہانی بھی بڑی دل چسپ ہے۔ مثلاً زمانہ قبل از تاریخ میں زمین پر ڈائنو سار جیسے مختلف دیوقامت درندوں کا راج تھا مگر آج ان جانوروں کا کہیں نام و نشان نہیں۔ اب یہ صرف عجائب گھروں میں ڈھانچوں کی صورت میں ملتے ہیں۔ صرف شارک مچھلی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس پر کوئی آفت نہیں آئی، نہ ہی اس کے خوراک کے ذخائر نایاب ہوئے اور نہ ہی موسمی تغیرات نے اس کا جینا حرام کیا۔

سمندر میں بھی اس کا کوئی حریف پیدا نہیں ہوا۔ اس کے ہم عصر جانور نابید ہو چکے ہیں لیکن شارک مچھلی کی نسل اسی طرح پھیل رہی ہے جس طرح ہزاروں برس قبل تھا۔

شارک کی ڈھائی سو اقسام میں سے کچھ سمندر کی انتہائی گہرائیوں میں بسیرا کرتی ہیں۔ ''پورٹ جوگیز'' نامی شارک دو ہزار میٹر سے بھی زیادہ گہرے سمندر میں رہتی ہے۔ سب سے بڑی شارک ''وہیل شارک'' ہے جس کی لمبائی 15 سے 18 میٹر تک ہوتی ہے۔ اتنی لمبائی پانچ منی بسوں کو آگے پیچھے کھڑی کرنے سے ہوتی ہے۔ وہیل شارک بالکل بے ضرر ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک ''گریٹ وہائٹ شارک'' ہے۔ یہ گرم خطوں کے سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ ''بھوری نرس'' اور ''کاگو'' نامی شارکوں کے دانت بڑی بڑی سیدھی میخوں کی طرح ہوتے ہیں جو اپنے شکار کے گوشت میں دھنس جاتے ہیں۔

''پورٹ جیکسن'' ایک ایسی شارک ہے جس کا گزارہ زیادہ تر مچھلیوں کے خولوں اور کیکڑوں پر ہوتا ہے۔ ''ہتھوڑا نما شارک'' سب سے عجیب و غریب ہے۔ اسے یہ نام اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس کا سر ہتھوڑے جیسا بلکہ انگریزی حرف ٹی (T) کی طرح کا ہوتا ہے۔ سمندر میں یہ راکٹ کی طرح تیز رفتاری سے تیرتی ہے۔

پاکستان کا شمار سمندری خوراک (مچھلیاں و دیگر آبی جانور) برآمد کرنے والے ممالک میں کیا جاتا ہے ہمارے ملک میں انواع و اقسام کی مچھلیاں، جھینگے، کیکڑے اور دیگر سمندری مخلوق کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ مچھلیوں کے حوالے سے پاکستانی ساحلوں پر ان کی افزائش نسل کے لیے قدرتی آماجگاہیں بھی موجود ہیں جو صدیوں سے مچھلیوں کی گزر بسر کا ذریعہ اور کاروباری افراد کے لیے کثیر زرمبادلہ کمانے کا سبب ہیں۔ ماہی گیری ملک کے لیے زرمبادلہ حاصل کرنے والی صنعت ہے حکومت پاکستان کو اس اہم شعبے کو اہمیت دینی چاہیے۔ ساتھیو! سمندر کی گہرائیوں کے نیچے زندہ رہنے والی شارک اور دیگر آبی مخلوق دراصل اللہ تعالیٰ کی بیش بہا قدرتوں کا چھوٹا سا نمونہ ہے۔ عقل اور دانش رکھنے والے ان چیزوں کے بارے میں جان کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

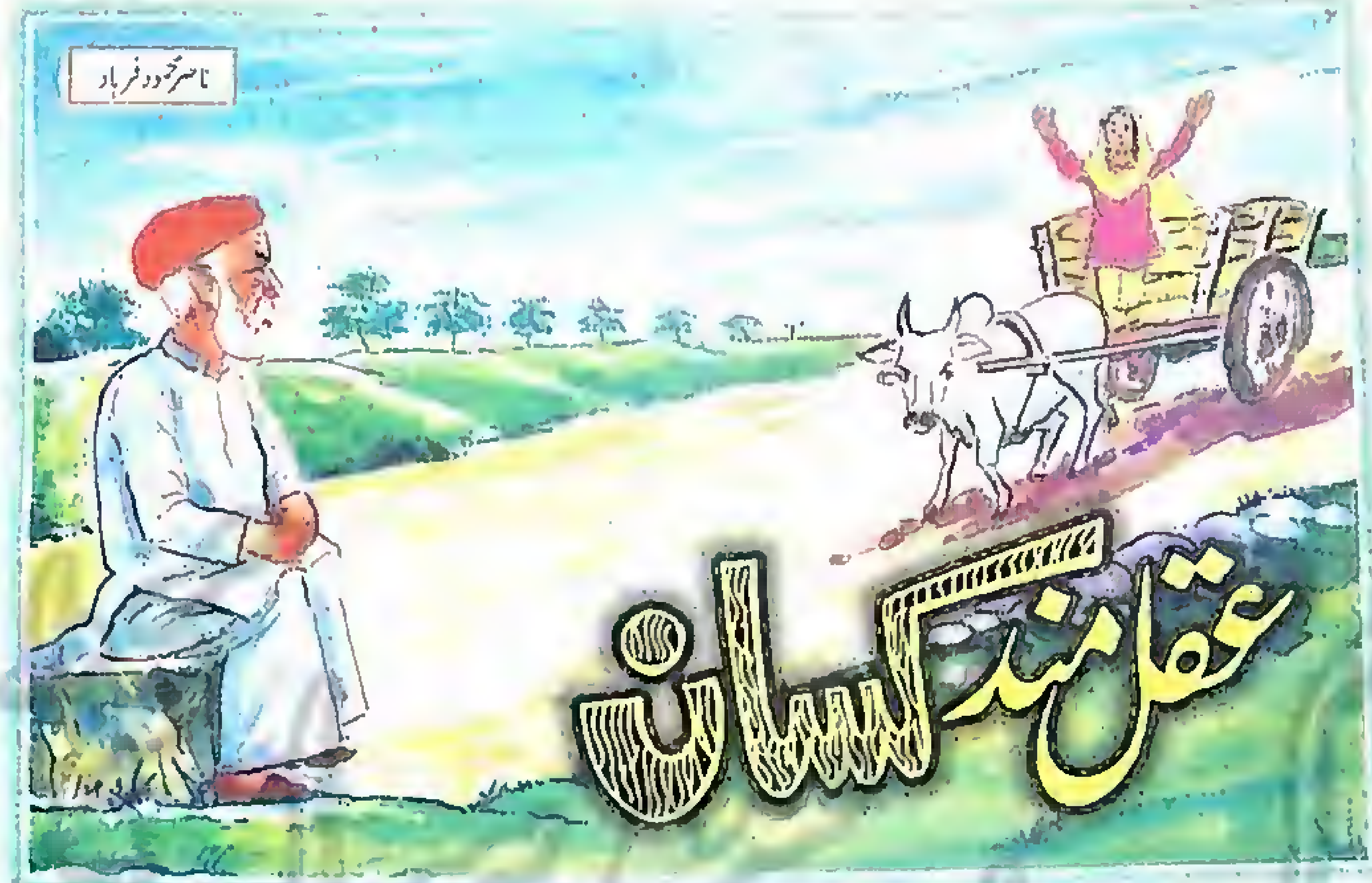

کسی گاؤں میں ایک کسان اپنی سیدھی سادی اور کم عقل بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن اس کسان کو کسی ضروری کام سے دوسرے گاؤں جانا پڑ گیا تو سفر پر روانہ ہونے سے پہلے وہ اپنی بیوی کو تاکید کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں ساتھ والے گاؤں جا رہا ہوں اور تین روز بعد واپس آؤں گا۔ شہر کا ایک شخص ہماری تین گائیں خریدنا چاہتا ہے، اگر وہ میری غیر موجودگی میں آ جائے تو تم رقم وصول کر کے اسے گائیں دے دینا مگر یاد رکھو دو سو اشرفیوں سے کم ہرگز نہ لینا اور میری یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا۔"

"تم اطمینان سے اپنے سفر پر جاؤ، جیسا تم چاہتے ہو میں ویسا ہی کروں گی۔" کسان کی بیوی نے اسے تسلی دی تو وہ کسان مطمئن ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔

دوسرے دن مویشی خریدنے والا کسان کے گھر آ گیا۔ کسان کی بیوی کو زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہ پڑی۔ خریدار نے جب گائیں دیکھیں اور ان کی قیمت سنی تو کہنے لگا۔

"بہت مناسب قیمت ہے، میں اتنی ہی ادا کر دوں گا۔" اس کے بعد اس نے گایوں کی رسّی کھولی اور قیمت ادا کیے بغیر ان کو لے کر چل پڑا۔ جب وہ دروازے سے باہر نکلنے لگا تو کسان کی بیوی نے آگے بڑھ کر اس کو روک لیا اور کہنے لگی۔

"میں تمہیں قیمت ادا کیے بغیر گائیں لے کر جانے نہیں دوں گی۔ تم پہلے مجھے دو سو اشرفیاں ادا کرو۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ آدمی بولا۔ "......... میری رقم گھر رہ گئی ہے مگر تم اطمینان رکھو میں بعد میں ان کی قیمت ادا کر دوں گا۔ میں دو گائیں لے جاتا ہوں اور ایک چھوڑ جاتا ہوں۔ تم اس کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لو۔ میں جب رقم ادا کروں گا، اس کو بھی لے جاؤں گا۔"

کسان کی بیوی نے کچھ دیر سوچا اور پھر اس آدمی کو گائیں لے جانے کی اجازت دے دی اور خود سوچنے لگی کہ اس کا خاوند واپسی پر یہ جان کر کتنا خوش ہو گا کہ اس نے کتنی خوش اسلوبی سے معاملہ طے کیا ہے۔

کسان تیسرے دن واپس آیا اور آتے ہی گایوں کے متعلق پوچھنے لگا۔

"وہ تو میں نے فروخت کر دیں اور وہ بھی تمہارے کہنے کے مطابق پوری دو سو اشرفیوں کے عوض۔" کسان کی بیوی نے جواب دیا۔

"رقم کہاں ہے؟" کسان نے پوچھا۔

"وہ تو میں نے وصول نہیں کی۔" کسان کی بیوی نے سادگی سے جواب دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"کیوں......؟" کسان تیزی سے بولا۔

"خریدار اپنا بٹوہ گھر بھول آیا تھا مگر وہ جلد ہی رقم ادا کرنے واپس آئے گا کیونکہ وہ ضمانت دے کر گیا ہے۔"

"کس قسم کی ضمانت......؟" کسان نے پوچھا۔

"جو تین گائیں اس نے خریدی تھیں، ان میں سے ایک وہ چھوڑ گیا ہے۔ جب رقم ادا کرے گا تو اس کو بھی لے جائے گا۔ میں نے خوب سوچ سمجھ کر سب سے دُبلی گائے ضمانت کے طور پر رکھی ہے کیوں کہ وہ سب سے کم کھاتی ہے، اس طرح ہمارا خرچہ بھی زیادہ نہیں ہوگا۔" کسان کی بیوی نے خوش ہو کر بتایا۔

اس کی بات سن کر کسان کو غصہ آ گیا۔ اس کا جی چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے مگر وہ رک گیا اور بیوی سے کہنے لگا۔

"تم اس زمین پر سب سے زیادہ بے وقوف انسان ہو۔ مجھے تم پر شدید غصہ آ رہا ہے، اس لیے اب میں گاؤں سے باہر جا کر بڑی سڑک پر تین دن انتظار کروں گا اور تم سے زیادہ کسی بے وقوف انسان کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو تمھیں معاف کر دوں گا ورنہ تمھیں تمھاری اس حماقت کی سخت سزا ملے گی۔"

اتنا کہہ کر کسان اپنے گھر سے نکلا اور گاؤں کے باہر ایک پتھر پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک بیل گاڑی کو اپنی طرف آتے دیکھا جس پر بھوسا لدا ہوا تھا اور ایک عورت اس گاڑی پر سیدھی کھڑی تھی۔ کسان نے سوچا شاید یہ وہی بے وقوف ہے جس کی مجھے تلاش ہے۔ وہ فوراً اُٹھا اور پاگلوں کی طرح گاڑی کے آگے اور پیچھے بھاگنے لگا۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟" عورت نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم گاڑی پر بیٹھتی کیوں نہیں، کھڑی کیوں ہو؟" کسان نے سوال کیا۔

"میں اس بیل گاڑی پر اس لیے نہیں بیٹھ رہی کہ اس طرح گاڑی پر بوجھ زیادہ پڑے گا۔ کھڑے رہنے سے بوجھ ہلکا رہے گا اور بیل کو محنت بھی کم کرنی پڑے گی۔" عورت کا جواب سن کر کسان کو یقین ہو گیا کہ وہ جس بے وقوف کی تلاش میں آیا ہے، وہ یہی ہے لہٰذا وہ کہنے لگا۔

"میں نہیں جانتا تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو مگر میں آسمان سے گرا ہوں اور اب نہیں جانتا کہ واپس آسمان پر کیسے جاؤں۔ کیا تم میری مدد کرو گی؟"

"مجھے آسمان پر جانے کا راستہ معلوم نہیں مگر تین سال پہلے میرا شوہر مر گیا تھا اور آسمانوں پر چلا گیا تھا۔ اگر تم آسمان سے آئے ہو تو مجھے بتاؤ میرے شوہر کا کیا حال ہے؟ تم نے تو اسے وہاں دیکھا ہو گا۔" عورت نے بھولپن سے پوچھا۔

"ہاں! میں نے اسے دیکھا ہے۔ وہ وہاں بھیڑیں چراتا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ہے۔ بھیڑیں بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ جاتی ہیں، ان کو اکٹھا کرنے میں اسے بہت محنت کرنا پڑتی ہے۔ اس بھاگ دوڑ میں اس کے کپڑے پھٹ چکے ہیں اور وہاں کوئی درزی نہیں جو اس کے کپڑے سی سکے۔''

یہ ساری کہانی سن کر وہ عورت رونے لگی اور بولی۔ ''میرے شوہر کا ایک نیا کوٹ ابھی تک گھر میں الماری میں لٹکا ہوا ہے۔ تمہاری بہت مہربانی ہوگی، اگر تم وہ کوٹ اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس کو پہنچا دو۔''

''یہ ممکن نہیں کیوں کہ آسمان پر کپڑے لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔'' کسان نے جواب دیا۔

کسان کی بات سن کر اس عورت نے کچھ سوچا، پھر بولی۔ ''میں نے کل ہی اپنی عمدہ گندم فروخت کی ہے اور سونے کی بہت سی اشرفیاں کمائی ہیں۔ میں وہ تمہیں دیتی ہوں، تم ان کو اپنی جیب میں چھپا کر لے جانا، کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا۔''

''ہاں...... میں تمہاری یہ مدد ضرور کر سکتا ہوں۔'' کسان نے خوشی سے اُچھلتے ہوئے ہامی بھرلی۔

''تم یہیں رُک کر میرا انتظار کرو، میں گھر سے رقم لے کر جلد واپس آتی ہوں۔'' عورت بولی اور بیل ہنکاتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ کسان سوچنے لگا یہ عورت بے وقوفوں کے اعلیٰ درجے پر ہے۔ اگر وہ سچ مچ رقم لے آئی تو میری بیوی خوش قسمت ہوگی کہ اس کو سزا نہیں ملے گی۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ عورت رقم لے کر بھاگم بھاگ واپس آگئی اور اپنے ہاتھ سے کسان کی جیب میں رقم ڈالی اور واپس جاتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرنے لگی۔

جب وہ عورت گھر واپس پہنچی تو اس کا بیٹا کھیتوں سے واپس آ چکا تھا۔ اس عورت نے اس کو ساری عجیب کہانی سنا دی اور بولی۔

''میں خوش ہوں اس طرح تمہارے بے چارے باپ کو کچھ رقم مل جائے گی اور وہ آسمان پر اپنی ضروریات پوری کر سکے گا۔''

ماں کی بات سن کر بیٹا حیران رہ گیا اور پریشان ہو کر بولا۔ ''ماں! یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی آسمان سے واپس آ جائے۔ میں فوراً جاتا ہوں اور اس آدمی کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس سے ساری بات پوچھتا ہوں۔''

اس نے فوراً گھوڑا نکالا، اس پر زین ڈالی اور پوری رفتار سے گھوڑا دوڑا دیا۔ تھوڑی دُور جا کر اس کو وہ کسان نظر آ گیا جو ایک درخت کے نیچے اطمینان سے بیٹھا اشرفیاں گن رہا تھا۔ نوجوان نے اس کو دیکھتے ہی پوچھا۔ ''کیا تم نے وہ آدمی دیکھا ہے جو آسمان سے گرا ہے۔''

''ہاں! دیکھا ہے۔'' کسان نے جواب دیا اور پھر ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ''وہ اس پہاڑی کی طرف چلا گیا ہے جہاں آسمان زمین سے قریب ہے۔ اگر تم تیز دوڑو تو اس کو پکڑ سکتے ہو۔''

''افسوس......'' نوجوان بولا۔ ''میں سارا دن کھیت میں کام کر کے تھک چکا ہوں، اب زیادہ بھاگ دوڑ نہیں کر سکتا۔ تم اس آدمی کو پہچانتے ہو، اس لیے تم میرا گھوڑا لو اور اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔''

کسان نے سوچا یہ تو ایک اور اعلیٰ درجے کا بے وقوف ہے جس کی کھوپڑی میں دماغ بالکل نہیں ہے، لہٰذا وہ نوجوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں ضرور تمہاری مدد کروں گا۔'' پھر وہ اچک کر نوجوان کے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے اندھا دھند بھگا دیا۔ نوجوان ساری رات وہیں بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا مگر کسان واپس نہ آیا۔ نوجوان نے سوچا، آسمان سے گرنے والا آدمی ضرور جلدی میں ہوگا، اس لیے جو آدمی گھوڑا لے کر گیا ہے اس نے یقیناً میرا گھوڑا اس آدمی کو دے دیا ہوگا تاکہ وہ جلد از جلد میرے باپ تک پہنچ جائے۔ یہ سوچ کر وہ مطمئن ہو گیا اور گھر واپس آ کر ماں کو ساری کہانی سنا دی اور بتایا کہ اس نے گھوڑا ابھی باپ کو پہنچا دیا ہے تاکہ وہ بھیڑوں کے پیچھے بھاگ دوڑ سے بچ جائے۔ اس کی ساری بات سن کر ماں بولی۔

''میرے بیٹے تم نے بہت اچھا کیا۔ تم نوجوان ہو، پیدل چل سکتے ہو۔ اچھا ہے گھوڑا تمہارے باپ تک پہنچ گیا ہے۔''

جب کسان گھر پہنچا، اس نے گھوڑا اصطبل میں باندھا اور پھر اپنی بیوی کے پاس آ کر بولا۔

''تم خوش قسمت ہو۔ مجھے ایک کی بجائے دو بے وقوف ملے اور دونوں تم سے زیادہ اور اعلیٰ درجے کے بے وقوف تھے، اس لیے وعدے کے مطابق اب تمہاری سزا ختم۔ اس کے بعد کسان نے حقہ سلگایا، اپنے دادا کی آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ دو دبلی پتلی گائیوں کے بدلے ایک سبک رفتار گھوڑا اور اشرفیوں سے بھری تھیلی ملی۔

پیارے بچو! کچھ بے وقوف ایسے بھی ہوتے ہیں، جیسے کسان کو ملے۔ کیا آپ نے کبھی ایسے بے وقوف دیکھے ہیں......؟ ☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

میراتھن ...... ایک تاریخی کھیل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل 490 سال سے پہلے یونان کی فوج نے میراتھن کے مقام پر اپنے سے چار گنا بڑی فوج سے جنگ لڑی۔ حالات سے عیاں تھا کہ یونان یہ جنگ ہار جائے گا مگر حیرت انگیز طور پر اس کی فوج نے جنگ جیت لی۔ فوج کا ایک سپاہی ''دی پیڈس'' فوراً ہی فتح کی خبر لے کر دارالحکومت ایتھنز کی جانب روانہ ہوگیا۔ تقریباً 26 میل دوڑنے کے بعد جب سپاہی بادشاہ کے دربار میں پہنچا تو تھکن سے چور، پسینے سے شرابور، پھولی ہوئی سانسوں اور بے ہنگم آواز میں اس نے نعرہ لگایا کہ ''خوشی منایئے! ہم جنگ جیت گئے۔'' اور اس کے فوراً بعد زمین پر گر کر جان دے دی۔

دی پیڈس کی یاد میں میراتھن کے مقام پر ایتھنز تک ایک دوڑ کا اہتمام کیا گیا جو 26 میل اور 385 گز پر مشتمل تھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک اہلِ یونان اس دوڑ کا اہتمام کرتے ہیں۔ 1896ء میں پہلی مرتبہ 26 میل پر مشتمل میراتھن دوڑ کو اولمپکس مقابلوں میں بھی شامل کر لیا گیا اور تب سے اب تک یہ دوڑ اولمپکس کھیلوں میں شامل ہے۔ پوری دنیا کے نامور دوڑنے والے اس میں شرکت کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ دنیا کے کئی شہروں میں ہر سال یہ دوڑ پابندی سے منعقد کی جاتی ہے۔ شہروں میں ہونے والی میراتھن کا اصل مقصد لوگوں میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ کھلی فضا میں دوڑنا صحت کے لیے انتہائی مفید ہے۔ شہروں میں سب سے زیادہ میراتھن ''بوسٹن سٹی میراتھن'' ہے جس کا انعقاد 19 اپریل 1897ء سے ہو رہا ہے جب کہ 1897ء سے ہی ناروے میں میراتھن چیمپئن شپ کا انعقاد کیا گیا۔ گزشتہ 35 سالوں سے میراتھن ریس دنیا میں بے حد مقبول ہوئی ہے۔ نیو یارک، لندن، ڈبلن، پیرس، برلن، ماسکو، ٹوکیو اور دیگر شہروں میں اس کا انعقاد پابندی سے کیا جاتا ہے۔ مختلف شہروں میں جدتیں بھی پیدا کی گئی ہیں۔ کہیں یہ آدھی میراتھن ہوتی ہے تو کہیں یہ 10 کلومیٹر کی دوڑ ہوتی ہے، بلکہ بعض جگہ تو عورتوں اور بچوں کی علیحدہ میراتھن ہوتی ہے۔ اس میں معذور افراد بھی حصہ لیتے ہیں۔

1929ء میں نیویارک سے لاس اینجلس کے راستے سے کیلی فورنیا تک 3665 میل دوڑ کا انعقاد کیا گیا۔ اس دوڑ میں فن لینڈ کے جونی سالو پہلے نمبر پر آئے جنہوں نے یہ فاصلہ 79 دنوں میں طے کیا۔ ان دنوں آسٹریلیا میں تقریباً 700 میل پر مشتمل طویل ترین دوڑ ہر سال سڈنی سے میلبورن تک ہوتی ہے۔

دوڑ کے ریکارڈز میں امریکہ کے رابرٹس سویٹ گل نے تنہا 10608 میل طویل دوڑ کا ریکارڈ قائم کر رکھا ہے۔ سب سے تیز دوڑنے کا امریکی ریکارڈ 46 دن 8 گھنٹے اور 36 منٹ میں قائم ہوا جو فرینک گلی نانو نے 3100 میل کا فاصلہ طے کر کے قائم کیا۔ اسی طرح برطانیہ کے ڈگلس السٹر گورڈن نے 40 سالوں میں 21 لاکھ 6 ہزار میل کا فاصلہ طے کیا۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

فرض کی ادائیگی

سیدہ شبینہ شاہین

آسمان پر تیرتے بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے بارش کی آمد کا پتا دے رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا بھی بادلوں سے اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔ امی جان! ”میں بابا کی قبر پر فاتحہ پڑھ کے آتا ہوں۔“ عبید نے آئینے میں اپنا طائرانہ جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ ”ماشاء اللہ! میرا بیٹا بہت اچھا لگ رہا ہے۔“ امی نے عبید کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا تو عبید مسکراتا ہوا گھر سے باہر آ گیا۔

عبید آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا، انتہائی ذہین اور فرماں بردار۔ وہ ابھی چوتھی جماعت میں تھا کہ اس کے بابا جان جو کہ آرمی آفیسر تھے، دورانِ ڈیوٹی برفانی تودہ گرنے کی وجہ سے اپنے دیگر 138 آرمی اور سویلین کے جوانوں کے ساتھ شہید ہو گئے تھے۔ عبید اگرچہ تب کافی چھوٹا تھا مگر ایک بات اسے معلوم تھی کہ ”شہید مرتے نہیں۔“

عبید اکلوتا تھا، امی کی خواہش تھی کہ وہ ایک کام یاب وکیل بنے جب کہ چاچو خود بچپن میں ہاتھ پر لگنے والی چوٹ کی وجہ سے پائلٹ نہ بن سکے تھے۔ اس لیے وہ کہتے تھے کہ عبید پائلٹ بن کر ان کا ادھورا خواب پورا کرے گا۔ ایسے میں اس کے بابا جان صرف مسکراتے اور کبھی نہ بتاتے کہ وہ عبید کے بارے کیا سوچتے ہیں۔

اس دن عبید اسکول سے آیا تو اسے پتا چلا کہ گیاری میں برفانی تودہ گرنے کی وجہ سے آرمی کے جوان تودے تلے دب گئے ہیں جن میں اس کے بابا بھی شامل تھے۔

”امی! بابا جان مل جائیں گے ناں؟“ عبید نے ٹی وی کی آواز بند کرتے ہوئے پوچھا۔ ”بیٹا! پریشان نہ ہو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔“ امی کی بجائے چاچو نے اسے تسلی دی۔ شام تک وہی خبریں چلتی رہیں اور کوئی خاص خبر سننے کو نہ ملی، عبید نے کھانا بھی نہ کھایا۔ رات کو سب کے اصرار پر اس نے دودھ پیا اور بابا کے بارے اچھی خبر سننے کی آس لگائے سو گیا۔

اگلی صبح آئی، ایک ہفتہ، ایک مہینہ اور پھر ایک نہیں کئی مہینوں کی صبر آزما مدت کے بعد بابا جان قومی پرچم سے لپٹے تابوت میں امر ہو کر آ گئے۔

بابا جان جب بھی گھر آتے، عبید ان سے فوجی ٹریننگ کی باتیں سنتا۔ بابا اسے بڑے جوش اور خوشی سے باتیں سناتے۔ جذبہ حب الوطنی اس وقت ان کے چہرے پر عیاں ہوتا۔

”بابا! گیاری میں تو سنا ہے بے حد سردی ہوتی ہے تو آپ سردی سے کیسے بچتے ہیں؟ ایسے میں کیا بچاؤ کرتے ہیں؟“ عبید نے پوچھا۔

”بیٹا! گیاری کی سردی خون جما دینے والی ہے اور وہاں رُکنے کیا، چند لمحے کھڑے ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن ایسا کسی عام انسان کے لیے ہے، پاک آرمی کے جوان اس سردی کو اپنے جذبے سے شکست دے دیتے ہیں۔“ بابا جان نے اس کے بال سہلاتے ہوئے بتایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''بیٹا! شدید سردی میں پوری قوم چین کی نیند سو رہی ہوتی ہے۔ یہ سوچ کر کہ اس کی سرحد پر کھڑے جوان ان کی حفاظت کر رہے ہیں، ہمارے جوان سردی تو کیا موت سے بھی نہیں ڈرتے۔'' بابا جان نے جوش سے بتایا۔

''ٹریننگ کے دوران کتنا انجوائے کرتے ہیں؟'' چاچو بھی گفتگو میں شریک ہوئے۔ ''بہت زیادہ، سب فیملی کی طرح رہتے ہیں اور ہر طرح کے حالات کا مل کر مقابلہ کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں، اپنی اپنی فیملی سے دُور ایک نئی فیملی بنا کر رہتے ہیں۔'' بابا نے چاچو کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

گیاری میں برفانی تودہ گرنے کے دن سے بابا کو فرض پورا کر کے آنے تک عبید نے کئی بار اس خدشے کو ذہن سے نکالا کہ بابا شاید نہ آئیں مگر ایک موہوم سی اُمید اس کے خدشے کو دُور کر دیتی۔ بالآخر 7 اپریل کو عبید کے بابا جان سمیت تمام 139 آرمی اور سویلین کے جوانوں کو شہداء قرار دے دیا گیا۔ 139 جوان امر ہو گئے، فرض پورا ہو گیا، وعدہ نبھا دیا گیا۔ وطن کی مٹی ایک اور عظیم قربانی کی گواہ بن گئی۔ ایک دوسرے کو ایک فیملی کہنے والے ایک ساتھ چلے گئے۔ بابا کا تابوت گھر آیا تو عبید نے اپنے اندر وہی جوش محسوس کیا جو وہ بابا کے ہمیشہ گھر آنے پر محسوس کرتا تھا۔ آرمی کے جوان بابا کے تابوت کے علاوہ ان کا یونی فارم اور کچھ دیگر سامان بھی دے کر گئے۔

عبید کافی اُداس تھا۔ بابا جب بھی گھر آتے تھے تو عبید بھاگ کر ان سے لپٹ جاتا اور پھر اس کا سارا وقت بابا جان کی گود میں گزرتا۔ بابا کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانا، سیر کرنے اور پھر وہ سب کچھ خریدنا جو یہ سوچ کر رکھا ہوتا کہ بابا آئیں گے تو لے کر دیں گے، اب یہ سب ختم ہو گیا تھا۔

بابا جان کے سامان میں سے ایک بڑا ڈبہ نکلا جس پر عبید کا نام لکھا ہوا تھا۔ باقی چیزیں بھی گھر والوں کے لیے ہی تھیں۔ ڈبے کو کھولتے ہی عبید سمیت سب کو معلوم ہو گیا کہ بابا جان عبید کے بارے میں کیا سوچتے تھے۔ ڈبے میں عبید کے لیے آرمی کی یونی فارم ٹوپی اور کھلونا ٹینک اور بندوق تھے۔ ''اس کا مطلب ہے بابا چاہتے تھے کہ میں بھی ان کی طرح آرمی جوائن کروں۔'' عبید نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں تو ذرا میرا شہزادہ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔'' چاچو نے عبید کو جذباتی ہوتے دیکھ کر جلدی سے آرمی کیپ اس کے سر پر رکھتے ہوئے موضوع بدلا۔ ''میں بھی بابا جان کی طرح بہادر فوجی بنوں گا۔'' عبید نے بابا کی تصویر چومتے ہوئے کہا تو امی جان نے اسے گلے لگا لیا۔

آج بابا اور ان کے عظیم ساتھیوں کی چوتھی برسی تھی۔ عبید نے وہی کیا جو وہ تین سالوں سے کرتا آ رہا تھا، یعنی صبح جلدی اٹھنا، نماز سے فارغ ہو کر اپنی آرمی یونی فارم پہننا اور بابا جان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جانا آج بھی اس نے ایسا ہی کیا۔

''بابا جان! آپ مجھے سن رہے ہیں ناں؟ میں جانتا ہوں کہ شہید مرتے نہیں اور آج آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ میں نے اس سال آٹھویں کا بورڈ کا امتحان دیا ہے۔ میرے تمام پرچے بہت اچھے ہوئے۔ رزلٹ کے انتظار تک میں نے آرمی اکیڈمی جوائن کر لی ہے، جہاں میری اگلی جماعت کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ میری آرمی ٹریننگ بھی شروع ہو گئی ہے۔'' عبید نے بابا کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد قبر کے پاس بیٹھ کر کہا۔ آنسو نہ جانے کب اس کی آنکھوں سے اس کے گالوں پر لڑھک آئے تھے۔ ''میں آپ کو اپنے پاس محسوس کرتا ہوں، مگر کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ بالکل ویسے آپ سے لپٹ جاؤں جیسے آپ کے گھر آنے پر لپٹ جاتا تھا۔'' عبید نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ کافی دیر تک عبید وہاں بیٹھا بابا سے باتیں کرتا رہا۔ اس دوران وہ چند منٹ کے لیے اتنا جذباتی ہوا کہ اس کی آواز رندھ گئی۔

''جناب! آپ یہاں ہیں، قرآن خوانی شروع ہو چکی ہے، مولوی صاحب آ چکے ہیں۔'' چاچو نے عبید کو بابا کی قبر پر افسردہ بیٹھے دیکھ کر زور سے بولنا شروع کر دیا۔ ''جی چاچو، میں آ ہی رہا تھا۔'' عبید نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ ''جب تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہیں تو پھر یہ آنسو کیوں؟ بابا کتنے ناراض ہوتے ہوں گے اپنے بیٹے کو روتا دیکھ کر۔'' چاچو نے فاتحہ پڑھنے کے بعد عبید کے دونوں گالوں پر پیار کرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ ''بس ایسے ہی تھوڑا جذباتی ہو گیا تھا، بابا کا بیٹا تو بہت بہادر ہے۔'' عبید نے دھیما سا مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اس میں کوئی شک ہے؟'' چاچو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''آج میں بابا جان سے یہ کہنے آیا تھا کہ میں آپ کی خواہش پوری کروں گا۔ بابا نے اپنا فرض پورا کیا، اب میری باری ہے۔ تو گیاری ہو یا سیاچن یا پھر کوئی بھی سرد مقام، بابا کا بیٹا اپنا فرض نبھا کر وطن کی مٹی کو ایک اور قربانی کا گواہ بنائے گا۔'' عبید نے بابا جان کی قبر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو چاچو نے ان شاء اللہ کہتے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔ بابا کی قبر پر لگے پھول تیزی سے چلتی ہوا سے جھوم رہے تھے، گویا عبید کے ارادے پر بابا کی خوشی کی مہر ثبت کر رہے ہوں۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

باپ: ''پرچہ کیسا ہوا؟''

بیٹا: ''ایک سوال رہ گیا، دوسرا آ نہیں رہا تھا، تیسرا اور چوتھا بھول گیا، پانچواں نظر نہیں آیا۔''

باپ: ''باقی تین سوال؟''

بیٹا: ''صرف وہی غلط ہوئے ہیں۔'' (جانیتا اعظم، لاہور)

ایک غریب عورت کے گھر گیس کا بل دو لاکھ روپے آ گیا۔ بوڑھی عورت بل لے کر گیس کے دفتر پہنچی اور بولی: ''بدبختو! مجھے یہ بتاؤ کہ جہنم کی آگ کے لیے گیس کا پائپ میرے گھر سے جا رہا ہے کیا؟''

(خدیجہ نعیم، لاہور)

گاہک: ''کیلا کتنے کا ہے؟''

پھل فروش: ''پانچ روپے کا۔''

گاہک: ''دو روپے کا دے دو۔''

پھل فروش: ''دو روپے کا تو اس کا چھلکا آئے گا۔''

گاہک: ''یہ لو تین روپے، چھلکا اُتار کر تم رکھ لو۔'' (شیر دنیا شاہ، حیدر آباد)

ایک گدھا ایک مکان کے سامنے کان لگائے کھڑا تھا کہ ایک بکری کا وہاں سے گزر ہوا۔ بکری نے پوچھا۔ ''تم بغیر پوچھے کسی کے گھر کیوں دیکھ رہے ہو؟''

گدھے نے جواب دیا: ''اس گھر میں دو آدمی لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کو گدھے کا بچہ کہہ رہے ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ میرا بچہ کون سا ہے؟'' (عبدالمعید قریشی، ٹیکسلا)

اُستاد: ''حامد جو مضمون تم نے گھوڑے پر لکھا ہے وہ اعجاز کے مضمون سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ کیا تم نے ایک دوسرے کی نقل کی ہے؟''

حامد: ''ماسٹر صاحب ہم دونوں نے ایک ہی گھوڑے پر مضمون لکھا ہے، اس لیے ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے۔'' (نفیس سلمان، لاہور)

الیکشن کے موقع پر ایک لیڈر نے شہر کے بڑے چوک میں تقریر کرتے ہوئے کہا: ''مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں آپ کے شہر حیدر آباد کے دورے پر آیا ہوں۔''

حاضرین نے چلا کر کہا: ''یہ شہر حیدر آباد نہیں، فیصل آباد ہے۔''

لیڈر نے کہا: ''میں جانتا ہوں کہ یہ فیصل آباد ہے مگر میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ آپ لوگ سو تو نہیں رہے ہیں۔'' (احور کامران رانا، لاہور)

ایک شخص (ڈاکو سے): ''مجھے مارو مت، سارا سامان لے جاؤ۔''

ڈاکو: ''نہیں! میں اس طرح کسی کو نہیں لوٹتا، میں ہر چیز محنت کر کے حاصل کرتا ہوں۔'' (زحل رانا، لاہور)

اُستاد (لڑکے سے): ''تم کیسے ثابت کرو گے کہ زمین گول ہے؟''

لڑکا: ''پتنگ اڑا کر دیکھ لیں، پنا بھی گول ہے۔''

اُستاد (امتحان کے بعد پرچے تقسیم کرتے ہوئے): ''پرچہ اُٹھا کر دیکھ لو، انڈہ بھی گول ہے۔'' (سرفراز نبیل، فیصل آباد)

ایک سال بے تحاشا بارش ہوئی۔ ایک محفل میں کسی نے کہا: ''زمین میں جو کچھ ہے، اس دفعہ سب باہر نکل آئے گا۔''

یہ سن کر مُلّا نصیر الدین گھبرا کر بولے: ''یا اللہ! اگر میری تین بیویاں نکل آئیں تو کیا ہو گا؟'' (ضحویٰ رانا، ساہی وال)

آدمی (تھانے دار): ''جناب! چار دن ہوئے میری موٹر سائیکل چوری ہو گئی۔''

تھانے دار: ''چوری کو چار دن ہو گئے اور تم آج رپورٹ درج کروا رہے ہو؟ پہلے کیوں نہیں آئے؟''

آدمی: ''جناب! میں نے سوچا، پہلے چور اس کی مرمت کروا لے، پھر رپورٹ درج کراؤں گا۔'' (بلال افضل، کبیروال)

ایک ڈاکٹر مریض کو دیکھنے گیا تو مریض نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

ڈاکٹر نے کہا: ''آج تو آپ بہت بہتر نظر آ رہے ہیں۔''

''جی ہاں، دراصل میں نے دوا کی شیشی پر لکھی ہوئی ہدایت پر سختی سے عمل کیا ہے۔'' مریض نے جواب دیا۔

''کون سی ہدایت؟'' ڈاکٹر نے حیران ہو کر پوچھا۔

مریض بولا: ''شیشی کے ڈھکنے کو مضبوطی سے بندرکھیے۔''

(روحی اصغر، لاہور)

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کھوج لگایئے!

ذہانت آزمائیں اور 500 روپے کی کتابوں کا انعام پائیں۔

ثمینہ اور فاخرہ کو ٹیبل ٹینس کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ ان کے ابا جان نے انہیں گھر کے لان میں ٹیبل ٹینس رکھوا دیا تھا۔ دونوں روزانہ پریکٹس کرتی تھیں۔ اگلے روز ان دونوں کے درمیان میچ تھا، لہٰذا آج وہ پریکٹس کر رہی تھیں۔ ابا جان نے تھوڑی دیر بعد آ کر ان کی پریکٹس دیکھنی تھی اور میچ میں تمام گھر کے افراد اور دوست احباب نے بھی شرکت کرنی تھی۔ دونوں بہت ایکسائیٹڈ تھیں۔ دونوں کے درمیان سخت مقابلہ ہونا تھا۔ ابا جان نے ان کے لیے پرائز اور پارٹی کا اہتمام کر رکھا تھا۔

ثمینہ اور فاخرہ اپنے لان میں ٹیبل ٹینس کھیل رہی تھیں کہ اچانک گیند اُچھلی اور تھوڑی دور جا کر زمین میں ایک سوراخ میں گر گئی۔ وہ پورا سوراخ گیند کی اونچائی سے ایک انچ بڑا تھا اور تقریباً 3 فٹ گہرا تھا لیکن ڈیڑھ فٹ گہرائی کے بعد سوراخ ایک طرف کو تھوڑا سا مُڑ بھی گیا تھا۔ سوراخ میں ہاتھ ڈال کر گیند نکالنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کسی لکڑی کے ذریعے بھی گیند نکالنا مشکل تھا کیوں کہ سوراخ ڈیڑھ فٹ کے بعد تھوڑا مُڑ گیا تھا۔ زمین کھودنے کی اجازت بھی نہیں تھی اور جلد کھیل دوبارہ شروع کرنا تھا۔ ثمینہ اور فاخرہ بڑی پریشان تھیں۔ کیا آپ کھوج لگا کر ان کی مدد کر سکتے ہیں کہ گیند جلد از جلد باہر نکالی جائے اور کھیل دوبارہ شروع کیا جا سکے۔

پیارے بچو! مارچ 2016ء کے کھوج لگایئے کا جواب ہے: ”تربوز۔“

مارچ 2016ء کے کھوج لگایئے میں قرعہ اندازی کے ذریعے درج ذیل بچے انعام کے حق دار قرار پائے ہیں:

1- سیدہ تحریم مختار، لاہور
2- شکیل الرحمٰن، شرقپور
3- حاجرہ طارق، ملتان
4- مسفرہ ظفر، راول پنڈی
5- عبدالسنان، قصور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

علامہ اقبالؒ قومی شاعر، مفکر اور فلاسفر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت خوش مزاج، حاضر جواب اور بذلہ سنج بھی تھے۔ اکثر ایسا لطیف مزاح وطنز کرتے کہ محفل کشتِ زعفران بن جاتی۔ اپنی مجلسی زندگی میں وہ خوش طبعی، ظرافت، طنز وفقرہ بازی اور لطیفہ گوئی سے دوسروں کو محظوظ کرتے تھے۔ علامہ اقبالؒ کی خوش طبعی اور ظرافت میں نہ صرف زندگی کی حرارت ہے بلکہ ایک جہاں آباد ہے۔

علامہ اقبالؒ بچپن ہی سے ذہین اور دوسرے بچوں سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔ ان کے اُستاد کا نام سید میر حسن تھا۔ شاگرد انہیں شاہ صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ اقبال کے بچپن کا ہی واقعہ ہے کہ ایک دفعہ شاہ صاحب کسی کام کے لیے گھر سے نکلے۔ ایک صحت مند بچہ جس کا نام احسان تھا، ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے اقبال سے کہا۔ ''اقبال اسے گود میں اُٹھالو۔'' اقبال نے بچہ گود میں اُٹھا لیا اور شاہ صاحب کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ شاہ صاحب چلتے چلتے آگے نکل گئے۔ جب انہوں نے اقبال کو اپنے پیچھے نہ پایا تو واپس آئے اور ایک دُکان کے تختے پر احسان کو بیٹھا پایا۔ اقبال بھی قریب ہی کھڑے تھے۔ شاہ صاحب نے اقبال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا بچے کو اُٹھانا مشکل ہے۔'' اقبال کے منہ سے فوراً نکل گیا۔ ''تیرا احسان بہت بھاری ہے۔''

سید حمید الدین اپنی کتاب ''روزگار فقیر'' میں علامہ اقبالؒ کے حوالے سے ایک واقعہ لکھتے ہیں: ''میرے ایک قریبی رشتے دار سید ماجد علی کو کتے پالنے کا بہت شوق تھا۔ ایک بار میں ان کے ساتھ موٹر میں بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب سے ملنے گیا۔ موٹر میں ان کے کتے بھی موجود تھے۔ ہم لوگ ڈاکٹر صاحب کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ جب کہ کتے موٹر میں ہی چھوڑ دیے۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر صاحب کی ننھی بیٹی منیرہ بھاگتی ہوئی آئی اور کہنے لگی۔ ''ابا جان! موٹر میں کتے آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہماری طرف اشارہ کر کے کہا۔ ''نہیں بیٹی! یہ تو آدمی ہیں۔''

ایک دفعہ گورنمنٹ کالج کے چند طلبا، علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ ''ڈاکٹر صاحب! پردہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم تو سمجھتے ہیں کہ پردہ ترقی کے راستے میں حائل ہے۔'' اس پر علامہ اقبالؒ کہنے لگے: ''آپ اس فکر میں ہیں کہ عورتوں کو پردے سے نکالا جائے اور میں اس فکر میں ہوں کہ لڑکوں کو بھی پردہ میں بٹھا دیا جائے۔''

علامہ اقبالؒ بچپن ہی سے بہت ذہین اور حاضر جواب تھے۔ یہ واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپ کو اسکول پہنچنے میں کچھ دیر ہوگئی تو اُستاد نے پوچھا۔ ''اقبال! تم دیر سے کیوں آئے ہو؟'' کم عمر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اقبال نے برجستہ کہا۔ ''جناب اقبال (خوش بختی) ہمیشہ دیر سے ہی آیا کرتا ہے۔'' اس ذہانت پر آپ کے استاد نے انہیں شاباش دی۔

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ علامہ اقبالؒ بیمار ہو گئے۔ کچھ دن بعد بیماری سے کچھ افاقہ ہوا مگر برابر ہائے ہائے کرتے رہے۔ منشی طاہر الدین بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ ''علامہ صاحب! خیر تو ہے۔'' جواب میں علامہ اقبالؒ کہنے لگے۔ ''ہاں، میں ذرا بیماری کی یاد تازہ کر رہا ہوں۔''

ایک دفعہ لاہور میں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہو رہا تھا۔ دو گروپ باہم بحث و تکرار میں الجھے ہوئے تھے۔ بات ایسی بڑھی کہ دونوں گروپ باہم دست و گریباں ہو گئے۔ ایک مولوی صاحب گروپ کے ہتھے چڑھ گئے۔ انہوں نے مولوی صاحب پہ لاتوں اور گھونسوں کی بارش کر دی۔ علامہ صاحب چپ چاپ بیٹھے یہ منظر دیکھتے رہے۔ ایک ساتھی نے ان سے مداخلت کے لیے کہا تو بولے۔ ''جب مولوی صاحب فی سبیل اللہ مار کھا رہے ہیں تو میں کیا دخل دوں؟''

یورپ میں ایک بار ایسا ہوا کہ علامہ اقبالؒ کے ایک ہم جماعت نے ہندوستانیوں پر طنز کرتے ہوئے پوچھا۔ ''ہم انگریز لوگ سبھی سرخ و سفید اور ایک رنگ کے ہوتے ہیں جب کہ تم لوگوں میں یک رنگی نہیں ہے۔ کوئی سفید ہے، کوئی کالا اور کوئی کسی اور رنگ کا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟''

اقبالؒ نے بڑے تحمل سے اس کی بات سنی اور اس سفید چمڑی والے دوست کی گال تھپتھپاتے ہوئے بولے۔ ''تم نے گھوڑے دیکھے ہوں گے۔ کوئی سفید، کوئی کالا، کوئی بھورا اور کوئی چتکبرا ہوتا ہے جب کہ گوروں میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہ سبھی ایک رنگ کے ہوتے ہیں۔''

علامہ اقبالؒ کے ایک قریبی دوست چوہدری شہاب الدین، جن کی رنگت سیاہ تھی، ایک مرتبہ غسل خانے میں نہا رہے تھے کہ اندر پڑی ہوئی سیاہی کی دوات گر گئی اور یوں پانی سیاہ ہو کر نالی میں بہنے لگا۔ اتفاقاً علامہ اقبالؒ اسی وقت ملاقات کے لیے آئے۔ چوہدری صاحب نہا کر نکلے تو علامہ نے کہا۔

''اچھا تو آپ نہا رہے تھے، میں بھی حیران تھا کہ نالی میں پانی اس قدر سیاہ کیوں آ رہا ہے۔''

علامہ صاحب عمر کے آخری حصے میں بیمار رہنے لگے تو حکیم صاحب نے آم سے پرہیز بتایا۔ علامہ کو آم بے حد پسند تھے۔ چناں چہ بحث وغیرہ کے بعد حکیم صاحب ایک آم کھانے کی اجازت دینے پر مجبور ہو گئے لیکن ساتھ ہی زور دے کر کہا۔ ''صرف ایک آم روزانہ کھانے کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔'' کچھ دن بعد حکیم صاحب دوبارہ معائنہ کرنے کے لیے آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ علامہ صاحب کے سامنے طشتری میں ایک بڑا سا آم رکھا ہے جو کئی آموں کے مساوی ہے اور علامہ صاحب بڑے مزے سے چھری سے کاٹ کاٹ کر آم کھا رہے ہیں۔ حکیم صاحب نے آم کی طرف اشارہ کر کے غصے سے پوچھا۔ ''کیوں جناب! یہ سب کیا ہے؟'' علامہ صاحب معصومیت سے بولے۔ ''صرف ایک آم۔''

☆☆☆

کھوج لگانے میں حصہ لینے والے بچوں کے نام

ارسلان شہزاد، کراچی۔ اسماء صادق، واہ کینٹ۔ محمد طیب، راول پنڈی۔ ضیاء اللہ بن عبدالحمید، بکر دت۔ سمیہ عرفان، راول پنڈی۔ بلال احمد، چکوال۔ محمد عاقب، عبدالباسط، محسن خان، کراچی۔ عائشہ فاطمہ قادری، کاموکے۔ سین اعظم، لاہور۔ امیمہ زینب، اسلام آباد۔ صائمہ شہزادی، محمد ایاز، لاہور۔ لائبہ ندیم، میانوالی۔ محمد بلال، وہاڑی۔ فرجان سعید احمد، لاہور۔ سارہ فاطمہ، میانوالی۔ سویرا عمر، گجرات۔ محمد فہد بٹ، جہلم۔ محمد بلال صدیقی، کراچی۔ ارحم ایوب، لاہور۔ عثمان صفدر قرنی، ساہیوال۔ ارسلان احمد، اٹک۔ فائزہ رزاق، خانیوال۔ مقدس چوہدری، راول پنڈی۔ جویریہ شعیب، لاہور۔ محمد اطہر، لاہور۔ ولید احمد، محمد اسماعیل، گوجرانوالہ۔ ارقم اعجاز، نوشہرہ۔ عنبر عبداللہ، لاہور۔ عبدالمعیز، راول پنڈی۔ شفاء تبسم اقبال، لاہور۔ شعیب نذیر، احمد پور۔ حدیقہ عارف، لاہور۔ ریحان عزیز، راجہ جنگ۔ محمد عثمان، واہ کینٹ۔ سندس سفروز، جہلم۔ طوبیٰ راشد، لاہور۔ احمد عبداللہ، ملتان۔ محمد رومان، پشاور۔ خنزرت امین، پشاور۔ صباء شوکت، گوجرانوالہ کینٹ۔ عدن سلیمان، گوجرانوالہ۔ ایمان فاطمہ، بھکر سٹی۔ سمیہ توقیر، کراچی۔ محمد دانیال، سرائے عالم گیر۔ جویریہ اشتیاق، حیدر آباد۔ میاں محمد سعد، لاہور۔ سیما کوثر، جہلم۔ اقراء یعقوب، قصور۔ فاطمہ جیلانی، لاہور۔ سعد مدنی، بہاول پور۔ محمد حفظ الرحمٰن فاروقی، ڈیرہ اسماعیل خان۔ حافظہ اقصیٰ محمود، سرگودھا۔ سارا ارشد، سرگودھا۔ عبدالرافع احمد، لاہور۔ فجر امجد، فیصل آباد۔ محمد شکیل، جھنگ۔ زہرہ فاطمہ، لاہور۔ حرا سعید شاہ، خوشاب۔ سعیدہ ثمرہ علی، لاہور۔ وقاص احمد قادری، لالہ موسیٰ۔ علی وارث، اوکاڑہ۔ مقدس لطیف، اوکاڑہ۔ ضرار احمد، سیال کوٹ۔ لائبہ مریم، خان پور۔ عریشہ اعجاز، لاہور۔ حورعین جمیل، ڈیرہ غازی خان۔ مشعال آصف، لاہور۔ نعمان علی بھٹی، لاہور۔ زینب عقیل، لاہور۔ محمد بابر، کرک۔ شرجیل، لاہور۔ حافظ عبداللہ صدیقی، وہاڑی۔ زینب ادریس، لاہور۔ نوید وقاص، لاہور۔ زعیمہ یاسر، لاہور۔ شرجیل غوری، اسلام آباد۔ احمد عبداللہ، میانوالی۔ محمد حسان، سرگودھا۔ کشف جاوید، فیصل آباد۔ ہادیہ شکیل، شیخوپورہ۔ محمد عبداللہ بن اعظم، فیصل آباد۔ زہاب حسین، گوجرانوالہ۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ننھے قارئین

بوجھو تو جانیں

1- ہر اک جانے اس کا نام
ہر گھر میں ہے اس کا کام
سیدھا ہو تو ہے تلوار
کبڑا ہو تو ہے بے کار

2- اس کے بازو ہیں نہ ٹانگیں
پھر بھی مارے خوب چھلانگیں
اُچھلا، کودا، دوڑ کے آیا
سب نے مار کے پرے بھگایا
(حسن رؤف، لاہور)

3- آگ کا اس میں ہے بسیرا
اس کے آنے سے ہو سویرا

4- تازہ ہو تو کرے سیوہ
سوکھے تو بن جائے میوہ

5- پھولوں کا رس میں پیتی ہوں
اور رنگوں میں جیتی ہوں

6- بارش نہ بھگوئے، آگ نہ جلائے
میں جہاں جاؤں، میرے پیچھے آئے
کوئی اس کو پکڑ نہ پائے
اندھیرے کو دیکھے تو مر جائے

7- روزے میں بھی پی سکتے ہو
پی کر ہی جی سکتے ہو
(شاہ بہزام انصاری، ملتان)

جوابات: [illegible]

دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کو سال گرہ کے موقع پر تحفے ملے۔ ہر تحفے کے نیچے بچے کا نام لکھا تھا۔ مگر اس کے حرف گڈمڈ ہو گئے۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ ان بچوں کے نام کیا ہیں؟

ل د ا خ	م ا ج د	ای س ی م ن	ح ا ن ہ ر ے

یہ لٹو یوں دیکھنے میں تو ایک سے لگتے ہیں مگر ایک لٹو میں تین باتیں ایسی ہیں جو دوسرے میں نہیں ہیں۔ غور سے دیکھ کر بتایئے کہ وہ کون سی باتیں ہیں؟

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

جادو کی چھڑی

(سدرہ عروج نیازی، میانوالی)

"احمد میاں! آپ ایسے منہ بھلا کر کیوں بیٹھے ہیں؟" دادا نے جب احمد علی کو یوں کافی دیر سے چپ چاپ بیٹھے دیکھا تو وہ اس کے قریب چلے آئے لیکن احمد میاں تھے کہ کوئی جواب بھی نہ دیا۔ دادا فوراً بھانپ گئے کہ احمد میاں کو کچھ ناگوار گزرا ہے، مسکراتے ہوئے بولے۔ "چلو ٹھیک کچھ نہیں بتانا تو نہ بتاؤ، اپنے دادا کو، لیکن یار ناؤ آئی ایم ناٹ یور گرینڈ فادر، آئی ایم یور فرینڈ ڈیئر...... بتاؤ! کم آن، پھر مل کے تمہاری الجھن کا کوئی حل نکالتے ہیں۔"

"اوکے، ایک شرط پر میں آپ کی بات مانوں گا۔" احمد کچھ رضامند ہوا۔ "شرط!" دادا حیرانی سے بولے۔

"ہاں جی، شرط! بولیں منظور ہے؟"

"اوکے فرینڈ منظور ہے۔" دادا خوشی سے بولے۔

"آپ مجھے وہ چیز دیں گے، جو میں مانگوں گا۔" احمد نے چیلنج والے انداز میں کہا۔ "اوکے اوکے، ڈیئر منظور ہے۔" دادا کو بھی ہار ماننا پڑی۔ "مجھے جادو کی چھڑی چاہیے۔" احمد میاں جب بولے تو خوب بولے۔ دادا جی پہلے تو حیران ہوئے پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ "جادو کی چھڑی؟" "جی ہاں! جادو کی چھڑی، جس سے جب میں چاہوں، سب کو اپنا تابع کر لوں۔ سب مجھے ڈانٹتے ہیں، نہ امی ویڈیو گیمز کھیلنے دیتی ہیں اور نہ بابا دوستوں کے ساتھ جانے دیتے ہیں۔ کچھ بھی میری مرضی کا نہیں ہوتا۔"

دادا اس کا مسئلہ سمجھتے ہوئے بولے۔ "واقعی یار، یہ تو پرابلم ہے، اس کے بارے میں تو کچھ سوچنا پڑے گا...... اور واقعی کسی جادو کی چھڑی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔"

"جی دادا، کیا آپ لا سکتے ہیں ایسی جادو کی چھڑی؟" احمد نے پُراشتیاق لہجے میں پوچھا۔ "جی جی! بالکل، ایسا کرتے ہیں مغرب کی نماز کا وقت ہو چلا ہے، پہلے نماز ادا کرتے ہیں، پھر رات کو تم میرے کمرے میں آنا، میں تمہیں وہ جادو کی چھڑی دوں گا۔" احمد کی ساری پریشانی رفع ہوگئی اور وہ خوشی خوشی دادا کے ساتھ ہولیا۔

رات کو انتہائی پُراسرار انداز میں وہ دادا کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور بڑے رازدارانہ انداز میں دروازے کو کنڈی چڑھائی اور دادا کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ بھی لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسی کے منتظر تھے۔ "آؤ بھئی آؤ، احمد میاں آؤ، یہاں ادھر بیٹھو" دادا نے اسے اپنے ساتھ بستر میں بیٹھنے کو کہا۔ "دادا! وہ جادو کی چھڑی......" احمد نے کھوجتی نظروں سے آس پاس دیکھا۔ "جی جی...... ہم آپ کو وہی جادو کی چھڑی دینے والے ہیں۔" احمد دادا کے پاس بستر میں بیٹھ چکا تھا۔ "دیکھو! میری بات دھیان سے سنو، جس جادو کی چھڑی کا میں ذکر کرنے جا رہا ہوں، اس چھڑی کو تم جب اور جس وقت بھی گھماؤ گے تو سب کو اپنے تابع پاؤ گے۔"

"سچ دادا جان!" احمد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

"جی ہاں! احمد میاں، جادو کی چھڑی دراصل میٹھا بول ہے۔ اگر آپ ہر معاملے میں ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ غور کرو گے اور دوسروں کے سامنے مناسب الفاظ کا انتخاب کر کے جواب دو گے تو دوسرے بندے آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور ہر جگہ آپ کا احترام بھی کیا جائے گا۔ بھئی احمد میاں، میری بات دھیان سے سنو! اپنی بات منوانے کے لیے آپ کو دوسرے کی بات بھی ماننا پڑے گی، تبھی آپ کی رائے کا بھی احترام کیا جائے گا اور یہی زندگی کا اصول بھی ہے۔ اگر اسکول میں آپ اپنے دوستوں کی پسند کو ترجیح دیں گے تو دوسرے دن وہ آپ کی پسند کو ترجیح دیں گے۔

اسی طرح گھر میں بھی آپ محنت کے ساتھ اپنے تمام کام ختم کر کے اور شائستہ انداز میں امی اور ابو سے اپنی پسندیدہ گیمز کھیلنے کی اجازت لے سکتے ہو، نہ کہ یوں منہ پھلا کر بیٹھ جاؤ۔ کم آن گائے (guy) بی ایکٹو اینڈ سمارٹ۔" اس کے ساتھ ہی کمرے میں دادا اور پوتے کا قہقہہ گونجا تھا کیوں کہ دادا نے پوتے کو جادوئی چھڑی جو دے دی تھی۔

(پہلا انعام: 195 روپے کی کتب)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بلبل کی مبارک

(اقرا طالب، گوجرانوالہ)

سحر کب کی سو چکی تھی۔ کھڑکی پہ پردہ لگا ہونے کے باوجود بھی تھوڑی تھوڑی روشنی اندر آ رہی تھی۔ یہ روشنی سورج کی کرنوں کی نہیں تھی بلکہ یہ روشنی وہ تھی، جب رات کی سیاہی چھٹ جائے اور صبح کا اجالا پھیل جائے۔ کب سے امی جان آوازیں دے رہی تھیں کہ بیٹا نماز پڑھ لو، مگر ہم پہ کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ امی جان نماز پڑھنے کے لیے صحن کی طرف بڑھ گئیں اور وضو کر کے اندرونی ہال کے ایک طرف بچھے ہوئے جائے نماز پہ نماز پڑھنے لگیں۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور آتی بھی کیسے؟ جب دل میں ہر طرف مایوسیوں نے ڈیرہ لگایا ہوا تھا۔ میں سوچتے سوچتے کہاں سے کہاں نکل گئی تھی۔ ''امی جی، میں نماز پڑھ کر کیا مانگوں؟ اتنی دعائیں کرتی ہوں، کب قبول ہوں گی؟'' مجھے امی سے کہا گیا دو دن پہلے کا جملہ یاد آیا۔ کچھ عرصے سے میں جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتی، وہ ادھورا رہتا۔ ہر خوشی کے ساتھ کوئی نہ کوئی غم مل جاتا۔ وقفے وقفے سے بخار بھی ہو رہا تھا۔ ان سب چیزوں نے دل میں ایک عجیب سا اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ کوئی آرام سے بھی بات کرتا تو میں غصے اور سختی کے ساتھ بات کرتی۔ دن بدن میری مایوسیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ مایوسی کفر ہے، میں مایوسی کی دلدل میں پھنستی جا رہی تھی۔ میں کچھ عرصے سے نماز پڑھنا، دعا کرنا بھی چھوڑ چکی تھی کیوں کہ مجھے لگتا تھا، میری دعائیں عرش الٰہی تک نہیں پہنچ رہیں۔ میرا اللہ میری دعائیں اور التجائیں سب سن رہا ہے، قطروں کی صورت میں جو آنسو میں نے اس کی بارگاہ میں بھیجے، وہ سب کیا اللہ کو میری طرف متوجہ نہیں کر سکے۔ میں چارپائی پہ لیٹے لیٹے پھر ایک بار رونے لگ گئی تھی۔ اچانک میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا۔ میں نے اس کی آواز سنی تو وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ ''ہر روز کھانا بناتی ہو، مجھے تم یہ تو بتاؤ! اکثر کھانا بھی تم سے خراب ہو جاتا ہے لیکن کبھی تم نے یہ کہا ہے کہ ہنڈیا ہی خراب ہے۔ کیا تم کھانا پکانا چھوڑ دیتی ہو۔ تم یہ سوچتی ہو کہ تم نے ہنڈیا بنانے میں غلط طریقہ استعمال کیا ہے، اسے درست کرنے کی کوشش کرتی ہو؟ آج تک تم نے مایوسی میں آ کر کبھی کھانا پکانا نہیں چھوڑا کہ یہ تو مجھ سے ٹھیک ہی نہیں بنتا اور جب تم اللہ کی بارگاہ میں جاتی ہو تو تم یہ نہیں دیکھتی کہ اتنے بڑے دربار میں جانے کا طریقہ کیا ہے۔ کبھی خشوع و خضوع سے نماز پڑھی تم نے......'' میں چونک سی گئی تھی۔ میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں اب اپنے اس رب کو منانے کے لیے ہر طرح کی کوشش کروں گی۔ اللہ سے میں نے صدق دل سے معافی مانگی۔ میں سوچوں سے نکلی تو مجھے یاد آیا کہ میں نے تو ابھی نماز پڑھنی ہے۔ میں باہر صحن میں آ گئی۔ میں وضو کر رہی تھی کہ اچانک چھت کی طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ چھت کی طرف نظر کی تو چھت کی منڈیر پر دو بلبلیں چہک رہی تھیں اور جب میں نے انہیں دیکھا تو وہ دونوں اپنی اپنی زبان میں مجھ سے کچھ کہہ رہی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے وہ کوشش کر رہی ہیں کہ نہیں پہلے میں بتاؤں گی۔ پھر وہ میری طرف دیکھ کر شور مچاتی رہیں۔ میں ان کی بولی سمجھنے سے تو قاصر تھی لیکن میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ مجھے میری توبہ کرنے پر مجھے مبارک باد دے رہی تھیں۔ میں بہت خوش تھی، بہت خوش...... آخر میں نے انسان ہو کر پرندوں سے مبارک باد وصول کی تھی اور مجھ کمتر انسان کے لیے یہ اعزاز کون سا کم تھا۔ (دوسرا انعام:175 روپے کی کتب)

حیثیت متمنی

(ابن حبیب اللہ خان، کراچی)

بارش کے بعد ہر چیز نکھر چکی تھی۔ پتوں نے پانی کے قطرے پھسل کر مخملی گھاس پر گر رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا، جیسے کوئی سچے موتیوں کے دانے گرا رہا ہے۔ پرندے فضاؤں میں چہچہاتے پھر رہے تھے۔ بلبل ہر سمت میں جا کر بہار کی آمد کا مژدہ سنا رہا تھا۔

شہر کے پوش علاقے میں بنے ہزار گز کے بنگلے ''خرم ولا'' میں خوشی کا سماں تھا۔ ننھے منہال اور مصعب تتلیوں کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ چار سالہ عائشہ اپنی بلی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ خرم صاحب نے اپنی بہنوں کو بھی آنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ اس موسم کو بھرپور انجوائے کرنے کے موڈ میں تھے۔ لان میں سب بیٹھے تھے۔ گرما گرم پکوڑوں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ چائے سے دھوئیں کے بادل اُٹھ رہے تھے، اسی وقت اندر سے ملازمہ سموسے اور پکوڑوں کی پلیٹ لے کر آئی اور نفاست سے میز پر رکھ دی۔ ابھی وہ جانے ہی لگی تھی کہ خرم صاحب نے کہا۔ ''کیا ہوا بھئی ثمینہ، آپ نہیں کھائیں گی؟'' ملازمہ نے مڑ کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے انتہا حیرت تھی۔ بمشکل اس نے کہا۔ ''ج...... جی! وہ میرے ہاتھ صاف نہیں۔'' ''تو کیا ہوا، دھو کر آ جائیں۔ اس موسم میں پکوڑے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING SECTION

www.Paksociety.com

چائے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔" ثمینہ کو لگا کہ وہ خواب دیکھ رہی ہے۔ اسے اس گھر میں کام کرتے ابھی تین دن ہی ہوئے تھے۔ اس سے پہلے وہ جتنے بھی گھروں میں کام کرتی رہی تھی، وہاں اسے کھانا تو دور کی بات، تنخواہ بھی ایک ہفتہ دیر سے ملتی تھی اور اب ایک انیسویں گریڈ کا سرکاری افسر اپنے ساتھ بیٹھ کر ناشتا کرنے کا کہہ رہا تھا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

"آپ کھانے نہیں آئیں؟" جب ثمینہ برتن سمیٹنے گئی تو خرم نے شکایتی لہجے میں کہا۔ اس کا جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ ضبط کے باوجود اس کے آنسو چھلک پڑے۔ "ارے کیا ہوا؟" حفصہ نے گھبرا کر کہا۔ سب حیرت سے ثمینہ کو دیکھنے لگے۔

"بی بی جی! اللہ آپ کو بے پناہ عزت دے، آپ نے مجھے اتنی عزت دی۔" "عزت...... کون سی عزت؟" خرم نے حیرت سے پوچھا۔ "جی، وہ آپ نے کہا تھا کہ سموسے لے لیں۔" اس نے کہا۔ "تو اس میں عزت کی کیا بات ہے؟" فردوس نے حیرت سے کہا۔ "بیگم صاحبہ! میں نے اتنے گھروں میں کام کیا ہے، کسی نے مجھے ساتھ کھانے کا نہیں کہا۔ اس رونے سے میں خود کو اچھوت سمجھنے لگی تھی اور......" "بی ثمینہ، اسلام میں سب برابر ہیں، کوئی بڑا نہیں، کوئی غریب نہیں۔" خرم نے بات کاٹی۔ "ہاں صاحب، یہ تو ہے، پر آج کل یہ بات کون سمجھتا ہے۔" ثمینہ نے کہا۔

"نہیں بی ثمینہ، اب بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو سمجھتے ہیں اور وہ سب کو برابر ہی عزت دیتے ہیں۔ اللہ کے کرم سے ہم بھی ان میں شامل ہیں۔ یہ اس لیے کہ بچپن میں میری بہنوں نے بھی کام کاج کیے ہیں اور انہیں بھی اسی قسم کے سلوک کا سامنا رہا ہے۔" خرم نے تقریر کی۔ "ہاں نا، اور خرم نے بھی سائیکل کی دکان پر کام کیا ہے۔" فردوس نے کہا تو سب ہنس پڑے۔ (تیسرا انعام: 125 روپے کی کتب)

نیکی کا صلہ

(اشعر ظفر جان، کراچی)

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ گاڑی زور سے ٹکرا جائے اور وہ مر جائے مگر بدقسمتی سے ابھی اس کی زندگی باقی تھی۔ تین بار وہ ایکسیڈنٹ سے بچا۔ پھر اس نے گاڑی کا رُخ شہر کی کچی بستی کی طرف موڑ دیا۔ ٹیڑھی میڑھی تنگ گلیوں میں کھیلتے بچے اس کی چمچماتی گاڑی کو حسرت سے دیکھنے لگے۔ "بچے مجھے دنیا کا خوش نصیب آدمی سمجھ رہے ہیں۔" اس نے تلخی سے سوچا۔ "حالاں کہ میں دنیا کا بدقسمت آدمی ہوں۔ میں دولت، شہرت، عزت سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنی ننھی سی کلی فاطمہ کو نہیں بچا سکتا۔"

اس نے سر جھٹک کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر اس کی گاڑی کو دیکھنے میں مگن تھے۔

مصعب کا شمار شہر کے مشہور تاجروں میں ہوتا تھا۔ دولت کی ریل پیل تھی۔ پھر قدرت نے اس کو ایک بیٹی فاطمہ عطا کی۔ اسے فاطمہ جان سے زیادہ عزیز تھی۔ جب فاطمہ تین سال کی ہوئی تو وہ پہلی مرتبہ بیمار ہوئی۔ ٹیسٹ کرایا گیا، آج رپورٹ آئی تو پتا چلا کہ فاطمہ کو ٹیومر ہے، جو کہ خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے۔ مصعب کا دماغ یہ سنتے ہی گھوم گیا جب ڈاکٹر نے یہ بتایا کہ فاطمہ کچھ دنوں کی مہمان ہے۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ فاطمہ کی ننھی شرارتیں اسے یاد آ رہی تھیں۔ اس کا پیار سے اسے "بابا" کہنا، فرمائشیں پوری نہ ہونے پر ناراض ہو جانا، مصعب کا دماغ پھٹتا جا رہا تھا۔ وہ گاڑی لے کر باہر نکل گیا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ گاڑی کہیں ٹکرا جائے اور وہ مر جائے۔ گاڑی لے کر وہ "کنڈ گوٹھ" بستی کی پچھلی سائڈ پر بنے نجی اسپتال تک چلا آیا۔ یہ مین روڈ پر بنا ہوا تھا۔ اس کا پچھلا حصہ کنڈ گوٹھ میں لگتا تھا۔ بستی کے غریب لوگ اس اسپتال میں جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مصعب نے گوٹھ کے آخری سرے پر گاڑی کھڑی کر دی اور گاڑی سے اتر کر گوٹھ کے باسیوں کو دیکھنے لگا۔

وہ وہیں کھڑا تھا کہ ایک میاں بیوی گود میں ایک بچی اٹھائے اسپتال کی طرف دوڑے، بچی کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں۔ وہ تیزی سے اندر گئے۔ مصعب کو معلوم تھا کہ ان کو کاؤنٹر سے ہی واپس کر دیا جائے گا۔

مصعب ایک خیال کے تحت اسپتال میں چلا گیا۔ بچی کا باپ کاؤنٹر مینیجر کی منتیں کر رہا تھا۔ "صاحب! تم کو کہاں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیں، ہم رکشہ چلاتا ہے، ہمارا بچی کو دیکھ لو ورنہ......" اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ مینیجر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بچی کا سانس اکھڑ رہا تھا۔

مصعب کاؤنٹر پر گیا۔ "اس بچی کو داخل کرو، میں اس کا علاج کراؤں گا۔" مینیجر مصعب کو جانتا تھا۔ اس نے ہاں میں سر ہلا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

دیا۔ بچی کے ماں باپ کے مردہ چہروں میں جان آ گئی۔

بچی کو ایمرجنسی میں لے جایا گیا، ڈاکٹرز کی بروقت مدد سے اس کی جان بچ گئی۔ مصعب نے پیمنٹ کی اور دعائیں لیتا ہوا واپس چلا آیا۔

''مصعب! آپ پریشان نہ ہوں۔ فاطمہ کی رپورٹ بالکل ٹھیک ہے۔'' شانزے نے کہا۔ ''لیڈی ڈاکٹر میرے پاس آئی اور مبارک باد دی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ رپورٹ غلط ہے۔ فاطمہ کو ٹیومر نہیں، صرف تیز بخار ہے۔'' ''کک...... کیا کہا! فاطمہ ٹھیک ہے؟'' مصعب اسی وقت سجدے میں گر گیا۔ کتنی ہی دیر وہ سجدے میں روتا رہا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو اس کی بہن شانزے فاطمہ کو گود میں لیے کھڑی تھی۔ فاطمہ بالکل اسی انداز میں مسکرا رہی تھی جیسے صحیح ہونے کے بعد وہ بچی مسکرا رہی تھی۔

(چوتھا انعام: 115 روپے کی کتب)

محنت کی کمائی

(مرزا عمر سلیمان، آزاد کشمیر)

اشرف ایک لوہار تھا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا مگر بہت سست اور کاہل۔ سارا وقت آوارہ گردی میں ضائع کر دیتا۔ وقت گزرتا رہا لیکن لوہار کے بیٹے میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ جب تک باپ کام کرتا رہا، آرام سے گزر بسر ہوتا رہا۔ پھر وقت نے اسے بوڑھا کر دیا تو زندگی مشکل سے دوچار ہوئی۔ ایک دن لوہار پریشانی کے عالم میں بیوی سے مخاطب ہوا۔ ''ہم نے ایک ایسا بیٹا جوان کیا جو کسی کام کا نہیں اور کاہل اور نکھٹو ہے۔ ذرا سوچو! اب بھی اگر اس نے کام نہ کیا تو ہم کھائیں گے کہاں سے؟ میں بوڑھا اور لاچار ہو گیا ہوں۔ مجھ سے کچھ نہیں ہوتا لیکن اب بھی وقت ہے، اسے کہو کوئی کام سیکھے اور پیسہ کمائے۔ آج ہی سے کام شروع کر دے ورنہ زندگی بڑی مشکل ہو جائے گی۔'' لوہار نے اپنی بات ختم کی تو اس کی بیوی پریشان ہو گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا بیٹا اس قابل ہے ہی نہیں کہ کچھ کر سکے۔ پیسہ کمانا تو بہت دور کی بات ہے۔ سوچ بچار کے بعد اس نے تنہائی میں بیٹے کو ایک سکہ دیا اور کہا کہ دن کا زیادہ تر حصہ باہر گزار دو، شام کو گھر آ کر اپنے باپ کو سکہ دینا اور کہنا کہ تم نے یہ کمایا ہے۔ کاہل بیٹے نے ویسے ہی کیا۔ شام کو جب وہ گھر لوٹا تو اس نے سکہ باپ کو دیا تو باپ نے سکہ لے کر انگلیوں میں گھمایا اور چولہے میں جھونک دیا اور غصے سے بولا۔ ''یہ سکہ تم نے اپنی محنت سے نہیں کمایا۔'' بیٹا خاموش ہو گیا کیوں کہ وہ سمجھا باپ کو حقیقت کا علم ہو گیا ہے۔

دوسرے دن ماں نے بیٹے کو ایک اور سکہ دیا اور کہا کہ گھر سے نکل جاؤ اور سارا دن بھاگ دوڑ میں گزار دو، شام کو تمہارے چہرے پہ تھکاوٹ ہو گی تو تمہارے باپ کو یقین آ جائے گا کہ یہ سکہ تم نے اپنی محنت سے کمایا ہے۔ بیٹے نے ویسا ہی کیا اور شام کو سکہ باپ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس نے چند لمحے سکہ انگلیوں میں گھمایا اور اسے بھی چولہے میں جھونک دیا اور سختی سے بولا۔ ''تم نے پھر مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی، یہ سکہ تمہاری محنت کی کمائی کا نہیں ہے۔''

ماں نے محسوس کر لیا ہے کہ اس کے بیٹے کو کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ چوں کہ جب باپ نے سکہ آگ میں پھینکا تو بیٹے کے چہرے پہ پریشانی کے کوئی آثار نہ تھے، اس لیے اگر یہ سکہ اس نے اپنی محنت کی کمائی سے کمایا ہوتا تو وہ پریشان ہو جاتا۔ ماں نے بیٹے کو سمجھایا۔ ''اب تم جان چکے ہو کہ اپنے باپ کو بے وقوف نہیں بنا سکتے، اسے مزید تکلیف مت دو۔ جاؤ کوئی کام ڈھونڈو، یہ پروا نہیں کہ تم کتنے پیسے کماتے ہو۔ جو بھی کما کر لاؤ باپ کو دو اور اسے بتاؤ کہ تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہو۔''

بیٹا خاموشی سے چلا گیا۔ جب اپنی محنت سے کچھ پیسہ اکٹھا کر لیا تو اس نے پیسے باپ کو لا کر دیئے۔ باپ نے سکے مٹھی میں لیے اور گھمائے اور پھر انہیں آگ میں جھونک دیا اور بولا۔ ''مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ تمہاری ہی کمائی کے ہیں۔'' بیٹے نے جب یہ سنا تو آگ کی طرف بڑھا اور غصے کے عالم میں بولا۔ ''میں نے ہفتہ بھر صبح سے شام تک محنت مزدوری کی، یہ پیسے اکٹھے کیے اور آپ نے آگ میں پھینک دیئے۔'' باپ نے بیٹے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ ''اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ سکے تم نے اپنی محنت سے ہی کمائے ہیں۔ جو سکے تمہیں بغیر محنت کے ملے، انہیں آگ میں پھینکنے سے تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، مگر اپنی محنت سے کمائے گئے سکوں کی خاطر تم نے آگ میں ہاتھ ڈالنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ اب مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے کیوں کہ وہ اب محنت کرنے لگا ہے۔''

(پانچواں انعام: 95 روپے کی کتب)

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

شاہی نجومی سنگھا کفن چور کی وارداتوں سے کچھ کچھ واقف تھا۔ اس نے پوچھا۔ ''کس کو بے ہوش کرنا چاہتے ہو؟''

سنگھا بولا۔ ''حضور! میرا ایک رشتے دار ہے، اس کے پیٹ میں بڑا درد ہے۔ چاہتا ہوں اسے دوائی پلا کر بے ہوش کر دوں۔ کم از کم وہ آدھا دن تو آرام سے گزار لے۔''

شاہی نجومی کے سامنے اس وقت ستاروں کا حساب کھلا پڑا تھا۔ اس نے اس خانے کو دیکھا جس میں سنگھا کفن چور بیٹھا تھا۔ فوراً ستارے نے بتا دیا کہ سنگھا کفن چور ایک بڑا منصوبہ ذہن میں لے کر آیا ہے۔ اس سے زیادہ ستارہ کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ آگے شاہی نجومی نے خود اندازہ لگانا تھا۔ شاہی نجومی نے سنگھا کفن چور کو قریب بٹھا لیا اور کہا۔ ''سنگھا! اگر تو مجھے سچ سچ بتا دے کہ بے ہوشی کی دوا کس کے لیے لے جا رہا ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بے ہوشی کی دوا بھی دے دوں گا اور زائچہ دیکھ کر یہ بھی بتا دوں گا کہ تم اپنے منصوبے میں کس طرح سے کامیاب ہو سکتے ہو۔''

سنگھا کفن چور بڑا خوش ہوا۔ اس نے سب کچھ شاہی نجومی کو بتا دیا۔ شاہی نجومی کے کان ایک دم کھڑے ہو گئے۔ اسے مدت سے کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو مُردوں سے بات کر سکتا ہو۔ جب اس نے سنا کہ شہر کی سرائے میں ایک جولی سانگ نام کی ایک ایسی عورت آئی ہوئی ہے جو مُردوں سے بات کر سکتی ہے تو اس کی نیت بدل گئی۔ اس نے اسی وقت سنگھا کفن چور کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس زمانے کی حویلیاں آج کل کے قلعوں کی طرح ہوتی تھیں۔ آدمی کو بڑی آسانی سے غائب کیا جا سکتا تھا۔ شاہی نجومی نے کہا۔ ''سنگھا! تم مجھے اس عورت جولی سانگ کی شکل دکھاؤ۔ تمہیں اس کو بے ہوش کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں ایسا جادو کا منتر پھونکوں گا کہ وہ خود بخود بھاگ کر تمہارے پاس آ جائے گی۔ پھر تم اسے قبرستان لے جا کر چاہے جس مردے سے خزانے کا راز حاصل کر لینا۔''

سنگھا کفن چور تو خوشی سے پھولا نہ سمایا، کہنے لگا۔ ''مہاراج! میرے ساتھ چلیے۔ اس وقت جولی سانگ...... میرا مطلب ہے مُردوں سے باتیں کرنے والی لڑکی سرائے میں ہی ہو گی۔ میں ابھی چل کر آپ کو اس کی شکل دکھائے دیتا ہوں اور مہاراج! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی خزانہ مل گیا تو اس میں سے آدھا میں آپ کو دے دوں گا۔''

شاہی نجومی نے کہا۔ ''ارے سنگھا! مجھے کسی خزانے کی ضرورت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Reading Section

www.Paksociety.com

نہیں ہے۔ مجھے رابعہ سے بہت تنخواہ مل جاتی ہے۔ چلو، تم مجھے اس لڑکی کی شکل دکھاؤ۔"

شاہی نجومی نے سنگھا کفن چور کو ساتھ لیا۔ دونوں سرائے کی جانب چل پڑے۔ اس وقت سرائے میں جولی سانگ اکیلی تھی۔ تھیو سانگ اور کیٹی شہر میں عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ کفن چور نے جولی سانگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہ ہے وہ لڑکی۔ اس کا نام جولی سانگ ہے اور یہ کسی بھی پُرانی سے پُرانی مردہ لاش کو ہاتھ لگا دے تو وہ اس سے باتیں کرنے لگتی ہے۔"

جولی سانگ اپنی کوٹھڑی کے سامنے لکڑی کے اسٹول پر بیٹھی اپنے سنہری بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ شاہی نجومی نے جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ اس کی شکل کو اچھی طرح ذہن میں بٹھا لیا اور کفن چور سے کہا۔ "چلو واپس چلو۔"

اپنی حویلی میں آ کر شاہی نجومی نے کفن چور سنگھا سے کہا۔

"اس لڑکی سے ہم بڑا کام لے سکتے ہیں۔"

"یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا۔" کفن چور نے پُرجوش انداز میں جواب دیا مگر شاہی نجومی تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ اس نے کفن چور سے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اس لڑکی جولی سانگ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ وہ مُردوں سے بات کر لیتی ہے۔ میں ایک ایسے مقبرے کو جانتا ہوں جس میں ہزاروں سال پُرانی لاش دفن ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی یہ لاش ہے اس کو ہزاروں برس پُرانے ایک بیش بہا خزانے کا علم تھا مگر وہ کسی کو بتائے بغیر ہی مر گیا۔ ہم جولی سانگ کی مدد سے اس خزانے کا راز معلوم کر لیں گے۔"

کفن چور بڑا خوش ہوا، کہنے لگا۔ "مگر مہاراج! جولی سانگ کو ہم کیسے مجبور کریں گے کہ وہ لاش سے خزانے کا راز معلوم کرے...... وہ تو اپنی مرضی سے ہرگز ایسا نہیں کرے گی۔"

شاہی نجومی مکاری سے مسکرایا اور بولا۔ "یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اس وقت تم ایسا کرو کہ پچھلی کوٹھڑی میں جاؤ۔ وہاں ایک مرتبان رکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک خاص جڑی بوٹی کا سفوف پوٹلی میں بندھا پڑا ہے، وہ لے آؤ۔ میں اس سفوف پر ایک طلسم کر دوں گا۔ پھر یہ سفوف جولی سانگ کو کسی طریقے سے پلا دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ ہمارے پاس چلی آئے گی۔"

کفن چور تو بہت خوش تھا۔ اس کی اُمیدیں پوری ہونے والی تھیں، فوراً حویلی کی پچھلی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ وہاں کونے میں ایک مرتبان رکھا ہوا تھا۔ اس کے منہ پر کپڑا بندھا تھا۔ کفن چور نے کپڑا اُتارا اور مرتبان میں ہاتھ ڈال دیا کہ سفوف کی پوٹلی نکالے، مگر مرتبان کے اندر سفوف کی پوٹلی کی جگہ ایک نہایت خطرناک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ جوں ہی کفن چور کا ہاتھ سانپ سے ٹکرایا۔ سانپ نے اسے ڈس لیا۔ کفن چور نے فوراً اپنا ہاتھ باہر کھینچ لیا۔ پھر اسے مرتبان کے اندر سے سانپ کے پھنکارنے کی آواز سنائی دی۔ سمجھ گیا کہ سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اب اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور باہر کو بھاگا، مگر کوٹھڑی کی دہلیز پر گر پڑا۔ سانپ کے مہلک زہر نے اس کے خون کو زہر بنا دیا تھا۔

شاہی نجومی اپنے کمرے میں بیٹھا اسی چیخ کی آواز کا انتظار کر رہا تھا۔ چیخ سنتے ہی وہ اُٹھا اور کوٹھڑی کی طرف آیا۔ دہلیز پر اسے کفن چور کی لاش نظر آئی۔ شاہی نجومی جانتا تھا کہ مرتبان کے سانپ کے زہر سے کوئی بڑے سے بڑا جادوگر بھی نہیں بچ سکا۔ اس نے کفن چور کی لاش کو اُٹھا کر حویلی کے سب سے پچھلے کمرے کے کنوئیں میں پھینک کر کنوئیں کو اُوپر سے بند کر دیا اور اپنے کمرے میں آ کر الماری میں سے ایک کتاب نکال کر اس کو غور سے پڑھنے لگا۔ اس کتاب میں ستاروں کا حال لکھا ہوا تھا۔ اس نے جولی سانگ کی شکل کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا زائچہ بنایا تو زائچے نے اسے بتایا کہ یہ لڑکی خلائی مخلوق ہے اور واقعی مُردوں سے بات کر سکتی ہے۔

شاہی نجومی کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کو ایک ایسی ہی عورت کی تلاش تھی۔ شاہی نجومی نے اسی وقت ایک خاص طلسم تیار کیا۔ اس طلسم میں اس نے کاغذ پر جولی سانگ کے جسم کا خاکہ بنایا۔ پھر ایک چاقو لے کر جولی سانگ کے خاکے کے جسم میں جہاں دل کا نشان تھا، چاقو اس کے دل میں چبھو دیا۔

جولی سانگ سرائے کے برآمدے میں بیٹھی، اپنے بالوں کو باندھ کر ٹھنڈی ہوا کا لطف لے رہی تھی کہ اچانک اس کے دل میں درد اُٹھا۔ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور درد سے دُہری ہو گئی۔ جلدی سے اُٹھ کر کوٹھڑی میں آ کر چارپائی پر لیٹ گئی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ دماغ میں شور اُٹھ رہا تھا جیسے تیز

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

آندھی چل رہی ہو۔ پھر وہ ایک دم سے بے ہوش ہوگئی۔ ایک منٹ بعد اسے اپنے آپ ہی ہوش آ گیا۔ وہ ایک بدلی ہوئی جولی سانگ تھی۔ چارپائی سے اُٹھتے ہی اِدھر اُدھر دیکھ کر حیرانی سے بولی۔ ''یہ میں کہاں آ گئی ہوں؟ پانڈو! تم کہاں ہو؟''

پانڈو شاہی نجومی کا نام تھا۔ جولی سانگ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر نکلی۔ سرائے کو دیکھا اور بولی۔ ''مجھے یہاں کون لے آیا تھا؟'' اور پھر سرائے سے نکل کر شاہی نجومی کی حویلی کی طرف روانہ ہوگئی۔ جولی سانگ کو جیسے معلوم تھا کہ شاہی نجومی کی حویلی کہاں ہے۔

شاہی نجومی اپنے کمرۂ خاص میں بیٹھا ستاروں کے زائچے پر جھکا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور جولی سانگ اندر داخل ہوئی۔ آتے ہی شاہی نجومی پانڈو کو دیکھ کر بولی۔ ''پانڈو! مجھے سرائے میں کون لے گیا تھا؟''

شاہی نجومی پانڈو کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔

اس کا طلسم کام یاب ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے ستاروں کے طلسم کے ذریعے جولی سانگ کے دماغ پر قبضہ کر کے اس کی پرانی یادداشت کو ختم کر دیا تھا اور اب وہ اپنے آپ کو شاہی نجومی کی بیوی سمجھنے لگی تھی۔ وہ یہ بالکل ہی بھول گئی تھی کہ اس کا نام جولی سانگ ہے اور وہ سرائے میں تھیو سانگ اور کیٹی کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے اور وہ دونوں شہر کی طرف عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے گئے ہوئے ہیں۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ اس کا نام شانتا ہے اور وہ شاہی نجومی کی بیوی ہے۔ جولی سانگ نے تعجب سے کہا۔

''پانڈو! میں سرائے میں کیسے چلی گئی تھی؟''

شاہی نجومی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شانتا! تم پر ایک طلسم کا اثر ہو گیا تھا اور تم اپنے آپ نیند میں اُٹھ کر سرائے میں چلی گئی۔ اب تم واپس آ گئی ہو۔ ورنہ میں خود سرائے میں جانے والا تھا کیوں کہ میں نے زائچے کے ذریعے پتا لگا لیا تھا کہ تم سرائے میں ہو۔''

جولی سانگ نے پلنگ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

''پانڈو! میں نے تمہیں ہزار بار منع کیا ہے کہ اپنے جادو مجھ پر نہ آزمایا کرو۔''

اپنے طلسم کی کام یابی پر شاہی نجومی بے حد خوش تھا۔ کہنے لگا۔

''یہ طلسم ایک بالکل نیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسے تم پر آزما کر دیکھوں۔ چلو اب تیاری کرو۔ یاد ہے ناں ہمیں ست پڑا کی پہاڑیوں والے پرانے قلعے میں جانا ہے۔''

جولی سانگ کے ذہن پر چوں کہ نجومی پانڈو کے خیالات کا اثر تھا اس لیے جولی سانگ نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''ارے! میں تو بھول ہی گئی تھی۔ میں ابھی تیار ہوتی ہوں، تم گھوڑوں کو تیار کرو۔''

نجومی پانڈو کی دل کی کلی کھلنے والی تھی۔ ست پڑا کی پہاڑیوں میں ایک قدیم قلعہ تھا۔ اسی قلعے میں اس کے زائچے کے مطابق شاہی خاندان کے ایک ایسے آدمی کی لاش دفن تھی جس کو شاہی خزانے کا علم تھا مگر وہ کسی کو بتائے بغیر ہی مر گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خزانے کا کسی کو پتا چلے۔ شاہی نجومی پانڈو نے زائچے کے حساب سے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

لاش کا پتا چلایا تھا۔ ستاروں نے نجومی کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی سات پشتیں بھی اگر اسے خرچ کرتی رہیں تو خزانہ ختم نہیں ہوگا۔ شاہی نجومی نے یہ سوچ رکھا تھا کہ جب اسے خزانے کا علم ہو جائے گا تو وہ ایک سمندری جہاز خرید کر خزانہ اس پر لادے گا اور پھر ملک بابل کے کسی شہر میں جا کر ایک عالی شان محل بنائے گا اور ساری زندگی عیش و آرام سے بسر کرے گا۔

اس نے فوراً دو برق رفتار صحت مند گھوڑوں کو تیار کیا۔ دو خالی گھوڑوں پر کھانے پینے کی چیزیں اور کمبل وغیرہ رکھے اور حویلی میں آ گیا۔ جولی سانگ تیار ہو چکی تھی۔

''میں کیسی لگ رہی ہوں پانڈو؟''

جولی سانگ نے اپنا خوب صورت لباس پانڈو کو دکھاتے ہوئے پوچھا۔ جولی سانگ واقعی بالکل بدل چکی تھی۔ نجومی پانڈو نے اس کی تعریف کی اور کہا۔ ''اس لباس میں تم ہمیشہ خوب صورت لگتی ہو؟ آؤ چلتے ہیں۔ گھوڑے بالکل تیار ہیں۔''

جس وقت کیٹی اور تھیو سانگ شہر وارانا سی کے بازاروں میں عنبر ناگ ماریا کا سراغ لگانے میں مصروف تھے تو اچانک انہیں محسوس ہوا کہ جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ تھیو سانگ نے چونک کر کیٹی سے پوچھا۔ ''جولی کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی کیٹی؟''

اب کیٹی نے بھی فضا کو سونگھا تو پریشان ہو کر بولی۔

''ہاں تھیو سانگ! جولی کی خوشبو فضا میں نہیں ہے، جلدی سے واپس سرائے میں چلو۔ کہیں اسے کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو۔''

وہ وہیں سے سرائے کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ سرائے میں آ کر دیکھا تو کوٹھڑی خالی تھی۔ کوٹھڑی کے باہر اسٹول پڑا ہوا تھا مگر جولی سانگ غائب تھی۔ تھیو سانگ اور کیٹی سرائے میں جولی کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے ساری سرائے چھان ماری مگر انہیں جولی سانگ کا کہیں کچھ پتا نہ چلا۔ کیٹی گھبرا گئی۔

''جولی سانگ کہاں جا سکتی ہے تھیو؟''

تھیو سانگ آنکھوں کو سکیڑے گہری سوچ میں تھا۔ کہنے لگا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے جولی سانگ خود نہیں گئی اسے کوئی لے گیا ہے۔''

کیٹی نے کہا۔ ''مگر جولی سانگ میں سات آدمیوں کی طاقت ہے۔ اسے کوئی اتنی آسانی سے اغوا کر کے نہیں لے جا سکتا۔''

تھیو سانگ بولا۔ ''مگر اس پر طلسم کا اثر تو ہو سکتا ہے۔ ضرور کسی نے اس پر جادو کرنے کے بعد اسے اغوا کیا ہے۔''

کیٹی زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگی۔

''آخر کسی کو اس کی کیا ضرورت تھی؟''

تھیو سانگ نے کہا۔ ''یہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہی رہا ہے۔ کسی نہ کسی کو ہماری ضرورت پڑتی رہی ہے اور ہم مصیبت میں پھنستے رہے ہیں۔ اب ہمیں یہ باتیں چھوڑ کر جولی سانگ کو شہر میں چل کر تلاش کرنا ہوگا۔''

اور وہ دونوں ایک بار پھر شہر کی طرف دوڑے۔

جس وقت یہ لوگ شہر میں پہنچے، اس وقت نجومی پانڈو جولی سانگ کو اپنے ساتھ لیے شہر وارانا سی کی حدود سے نکل کر دُور پہاڑیوں میں کوہ ست پڑا کی طرف چلا جا رہا تھا۔ دن بھر تھیو سانگ اور کیٹی شہر میں جولی کا سراغ لگاتے رہے۔ انہوں نے پُرانے کھنڈر بھی دیکھے۔ میدانوں، کھیتوں اور جنگل میں بھی دیکھا مگر جولی سانگ انہیں کہیں نہ ملی۔ مایوس ہو کر وہ سرائے میں واپس آ گئے۔ کیٹی نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''ابھی عنبر ناگ ماریا نہیں ملے تھے کہ جولی سانگ بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی۔''

تھیو سانگ نے کہا۔ ''ہمیں اسی سرائے میں ٹھہر کر جولی سانگ کا انتظار کرنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ خود ہی طلسم کے اثر سے نکل کر یہاں پہنچ جائے کیوں کہ وہ ہوشیار اور تجربہ کار ہے اور پہلے بھی ایسے واقعات سے گزر چکی ہے۔''

کیٹی بولی۔ ''سوائے اس کے ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم کم از کم ایک مہینہ یہاں ضرور ٹھہریں گے۔''

کیٹی اور تھیو سانگ نے سرائے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر روز شہر کے اردگرد پھر کر عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی تلاش جاری رکھیں گے۔

دوسری طرف عیار نجومی پانڈو جولی سانگ کے ساتھ جنگلوں میں سفر کر رہا تھا۔ دو دن کے سفر کے بعد وہ ست پڑا کی پہاڑیوں میں پہنچ گیا۔ اس نے زائچے کے حساب سے پورا نقشہ تیار کر رکھا تھا اور اسی نقشے کی مدد سے وہ سفر کر رہا تھا۔ (باقی آئندہ)

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

مدیرہ تعلیم و تربیت، السلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟

اُمید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ میں تعلیم و تربیت بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔ ردّی کی ٹوکری سے دُور رکھیے گا۔ اُمید ہے میرا خط آپ اگلے شمارے میں شائع کریں گے۔ اس مہینے کا شمارہ سپرہٹ تھا۔ کیا آپ کو میری تحریریں مل گئی ہیں اور کیا آپ نے معلومات عامہ ختم کر دیا ہے؟ تعلیم و تربیت بچوں کی ذہنی نشوونما کے لیے بہت مفید ہے۔ یہ میرا پیارا رسالہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تعلیم و تربیت کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔ (آمین)

یہ تعلیم و تربیت عجب رسالہ ہے
ہر دل پر نشتر اس کا نصیب ہے

(حرم عمر، راول پنڈی)

☆ خوب صورت خط لکھنے کا شکریہ! معلومات عامہ کا سلسلہ ختم نہیں کیا۔

اُمید ہے خیریت سے ہوں گی اور تعلیم و تربیت کو حسین بنانے کی کوشش کر رہی ہوں گی۔ کافی دیر کے بعد حاضری ہوئی، معذرت چاہتا ہوں۔ کبھی میرا نام شائع ہوتا ہے تو کبھی خط اور شائع نہ ہو بھی ہو تو میں کوشش ترک نہیں کرتا۔ مجھے یہ سب تعلیم و تربیت جیسے پیارے رسالے نے سکھایا۔

پھول ہے گلاب کا خوشبو تو لیا کرو
خط ہے ابرار کا پلیز شائع تو کیا کرو

مارچ کا شمارہ سپرہٹ تھا۔ تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ کوئی اصلاحی سلسلہ شروع کیا جائے۔ خدا تعلیم و تربیت کے قاری اور لکھاری دونوں کو صحت و عافیت سے زندگی عطا فرمائے۔ ایڈیٹر صاحب! میری لکھائی کیسی ہے، جواب ضرور دیجئے گا اگر جگہ ہوئی تو۔ اس ماہ کے لیے اتنا ہے، باقی آئندہ۔ (شکریہ) (ابرارالحق مودودی، رجبہ جھنگ)

☆ اتنا خوب صورت خط لکھنے کا شکریہ! آپ کی لکھائی اچھی ہے۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گی اور ہمارے لیے تعلیم و تربیت کا اگلا رسالہ تیار کرنے کے لیے مصروف ہوں گی۔ ایک سال سے تعلیم و تربیت کا قاری ہوں اور پہلی بار خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ ہاں...... اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ میں رسالے پر تبصرہ کرنے لگا ہوں، بالکل نہیں۔ ایسا کوئی خیال قریب بھٹکنے بھی نہ دینا۔ ارے باپ رے...... یہ۔ یہ کیا؟ ہم تو لگے ہیں ہدایات دینے۔ بہرکیف! ایک کہانی 'آپ بھی لکھیے' کے لیے ارسال کر رہا ہوں۔ اس رسالے میں یہ میری پہلی کہانی ہے۔ معاف فرمایئے گا! مجھے ردّی کی ٹوکری سے بہت ڈر لگتا ہے۔ کم از کم میرا یہ خط تو ضرور شائع کیجیے گا۔ تعلیم و تربیت بہت قدیم اور شان دار رسالہ ہے۔ کثیرالاشاعت بھی ہے۔ ارے ہاں یاد آیا...... میں کون ہوتا ہوں دفتری معاملات میں ٹانگ اڑانے والا۔ چلو خیر! اب تو اڑا ہی بیٹھے ہیں ٹانگ۔ مہینہ بھر تعلیم و تربیت کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ آخر میں پُرخلوص دعاؤں کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ خط کا جواب ضرور دیجیے گا۔ اللہ سب کو اپنی امان میں رکھے۔ آمین! (محمد رجب علی، کبیر والا)

☆ آپ کی دُعاؤں اور تعریف کا شکریہ۔ تبصرہ بھی ضرور کیجیے۔

تعلیم و تربیت کی پوری ٹیم اور تمام قارئین کو میرا سلام! میرا نام لائبہ خالد ہے۔ میں جماعت نہم میں پڑھتی ہوں۔ میں پہلے بھی بہت دفعہ خط لکھ چکی ہوں مگر کبھی شائع نہیں ہوا۔ اس بار ایک نئی اُمید کے ساتھ خط لکھ رہی ہوں، میں باز نہیں آؤں گی۔ میں نے ایک کہانی 'ہماری پیاری اردو' سلسلہ 'آپ بھی لکھیے' کے لیے لکھی ہے۔ اگر معیاری ہوئی اور آپ کو پسند آئی تو ضرور شائع کیجیے گا۔ یہ میری پہلی کہانی ہے جو میں نے خود لکھی ہے۔ تعلیم و تربیت جیسا کوئی نہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ تعلیم و تربیت کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین! (لائبہ خالد، واہ کینٹ)

☆ آپ کی دُعاؤں اور تعریف کا بہت شکریہ۔

مارچ کا شمارہ زبردست تھا۔ تمام کہانیاں زبردست تھیں مگر ساتھ ہی رسالہ کچھ پھیکا پھیکا بھی محسوس ہو رہا تھا کیوں کہ پورے رسالے میں کہیں بھی میرا نام نہیں تھا۔ ویسے ایک بات بتایئے یہ ردّی کی ٹوکری کو میرے ہی خطوط کیوں پسند ہیں؟ میرے ہی خطوط ردّی کی ٹوکری کی زینت کیوں بن جاتے ہیں؟ زیادہ چیٹ پٹے ہوتے ہیں اس لیے ناں۔ اچھا اب اور شکوے شکایت نہیں کرتی کیوں کہ کہیں تعلیم و تربیت مجھ سے ناراض ہی نہ ہو جائے۔ تعلیم و تربیت ہمیشہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ستاروں کی طرح چمکتا رہے۔ (آمین) اس ماہ میں میرے نہم کے پیپرز ہوں گے، پلیز آپ ضرور دعا کیجیے گا اور میرے اس عاجز سے خط کو اپنے رسالے کی زینت ضرور بنایئے گا اور ردّی کی ٹوکری کو خط کی خوشبو بھی نہ سونگھنے دیجیے گا۔ آپ ہمیشہ خوش حال رہیں، آباد رہیں۔ (آمین) پلیز! میرا خط ضرور شائع کرنا، ورنہ رسالہ پھر پھیکا پھیکا محسوس ہوگا۔ اب اجازت چاہتی ہوں۔ اللہ حافظ!

گرم گرم روٹی توڑی نہیں جا سکتی
تعلیم و تربیت کی دوستی چھوڑی نہیں جا سکتی

(حفصہ اعجاز، صوابی)

☆ آپ کے لیے دعائیں۔ واقعی، آپ کے خط خوب صورت ہوتے ہیں۔

بہت سے خط لکھے مگر آپ نے شائع نہیں کیے۔ آپ سے درخواست ہے کہ یہ خط ضرور شامل کیجیے، ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی اور آئندہ کبھی شرکت نہیں کروں گی۔ رسالہ بہت اچھا تھا۔ ہر چیز اعلیٰ تھی۔ ناول ''کفن چور قاتل'' کے نام کی سمجھ نہیں آئی۔ ایک کہانی، دماغ لڑاؤ اور کھوج لگایئے کے جواب بھیجے ہیں، اُمید کرتی ہوں انعام بھی مل جائے گا۔ بلاعنوان کا عنوان اچھا لگے تو شائع کر دیجیے گا۔ (نشا اعجاز، جوہر آباد)

☆ اب آپ خوش ہیں......؟

کبھی ہمارا خط بھی شائع کر دیا کریں۔ ہر دفعہ صرف نام لکھ دیتی ہیں۔ مارچ کے شمارے کا ٹائٹل بہت خوب صورت تھا۔ اداریہ پڑھا، بہت اچھی تحریر تھی۔ حمد اور نعت، کہانیوں میں وعدہ خلافی، آئینہ، دوست کی قدر، کسان کی خواہش، موچی بن گیا کھوجی، شبنم کی پری اور دیگر تحریریں پسند آئیں۔ 'آپ بھی لکھیے' کی سب کہانیاں زبردست تھیں۔ محاورہ کہانی 'پیروں میں مہندی لگی ہے' پڑھ کر اپنا کام خود کرنے کا سبق ملتا ہے۔ 'مختصر مختصر' میں بھی سب اچھا تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تعلیم و تربیت کو مزید ترقی عطا کرے۔ (آمین) (محمد خان، موچھ)

میں نے پہلے بھی دو مرتبہ خط بھیجا لیکن شائع نہیں ہوا۔ اس بات نے دکھ پہنچایا لیکن مجھے اُمید ہے کہ میرا خط اس بار ردّی کی ٹوکری کی نظر نہیں ہوگا۔ میں علامہ اقبال کے چند اشعار اور اچھی باتیں بھیج رہی ہوں، اُمید ہے وہ آپ کے معیار پر پوری اُتریں گی۔ میں جماعت نہم کی طالبہ ہوں، میرے امتحان ہو رہے ہیں، پلیز میرے لیے دعا کیجیے گا۔ اللہ تعالیٰ تعلیم و تربیت کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین! (خدیجہ تحریم، ریتالہ خورد)

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گی۔ ادارہ کے افراد خوش اسلوبی سے اپنے کام سر انجام دے رہے ہوں گے۔ میں آپ سے سخت ناراض ہوں اور اسی وجہ سے تقریباً پانچ ماہ غیر حاضر رہی کیوں کہ آپ نے میرا ایک خط بھی شائع نہ کیا تھا اور پانچ چھ خط جو میں نے بھیجے تھے تمام کے تمام ردّی کی ٹوکری کی نذر ہو گئے۔
اس خط کے ساتھ ایک کہانی بھیجی ہے۔ پلیز! اس کے قابلِ اشاعت یا ناقابلِ اشاعت کے بارے میں ضرور بتا دیجیے گا۔ اگر میری حوصلہ افزائی کی گئی تو ان شاء اللہ میں باقاعدگی سے شامل ہوا کروں گی۔ اس ماہ میرے امتحانات شروع ہو گئے ہیں۔ کام یابی کے لیے دعاؤں کی درخواست کرتی ہوں۔ (مریم اعجاز، لاہور)

☆ مریم! اپنا رابطہ نمبر ضرور لکھیے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کام یاب کرے۔ آمین!

تعلیم و تربیت پڑھتے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ خط لکھنے کی جسارت دوسری مرتبہ کر رہی ہوں۔ اُمید ہے یہ خط آپ کی بھوکی ردّی کی ٹوکری کا نوالہ نہیں بنے گا۔ باجی! آپ رسالے میں انگریز سائنس دانوں کے بارے میں بتایا کریں جیسے نیوٹن، گلیلیو، وغیرہ۔ مجھے ان کے بارے میں جاننے کا بہت شوق ہے۔ میرے فائنل پیپر ہونے والے ہیں۔ دعا کیجیے گا۔ مارچ کا میگزین بہت پسند آیا۔ تمام تحریریں لاجواب تھیں۔ سب سے زیادہ مزے کی ''موچی بن گیا کھوجی'' تھی۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بہت ساری کام یابی اور کامرانی عطا کرے۔ آمین! (سیدہ فزا انیس، لاہور)

☆ آپ کو اور آپ کی بھابھی کو سال گرہ مبارک ہو۔

ان ساتھیوں کے خطوط بھی بہت مثبت اور اچھے تھے، تاہم جگہ کی کمی کے باعث ان کے نام شائع کیے جا رہے ہیں:

محمد حنفاء مغل، واہ کینٹ۔ اسد اللہ سنبل، دائرہ دین پناہ۔ مقدس لطیف بھٹی، اوکاڑہ۔ وردہ زاہرہ، جھنگ صدر۔ حرا سعید شاہ، جوہر آباد۔ صوفیہ محمود، ساہیوال۔ حفصہ، واہ کینٹ۔ شہوار اسلم، صبا شوکت، گوجرانوالہ۔ شاہ زیب، حضرت امین، پشاور۔ محمد حذیفہ حسن، مقدس چوہدری، راول پنڈی۔ محمد حفظ الرحمٰن فاروقی، محمد معوذ الحسن، ڈیرہ اسماعیل خان۔ ثمن رؤف، مہک خالد، محمد حمزہ، حماد صارم، دشمہ خان، صائمہ شہزادی، محمد حسن محمود، لاہور۔ ارم اشرف، کلور کوٹ۔ کشف جاوید، فیصل آباد۔ حبیب الرحمٰن، ننکانہ صاحب۔ لبنیٰ ضیاء، سائرہ حبیب، غزالہ حبیب، تاندلیانوالہ۔ فاطمہ لطیف، اوکاڑہ۔ وقاص احمد قادری، لالہ موسیٰ۔ ابوحبیب، رائے ونڈ۔ حاجرہ ابراہیم ورک۔ رانا عاطف عبدالحق، لاہور۔ ماہم زاہرہ، راولپنڈی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اسلامی تربیت

پڑھ کے نماز جو مانگیں دُعائیں
شاملِ حال ہوں رب کی عطائیں
ترک کریں نہ روزہ کبھی ہم
چھا جائیں رحمت کی گھٹائیں
خدمت ماں اور باپ کی کر کے
جنت کے گل ہم بن جائیں
اُستادوں کا دل سے ادب ہو
بھائی بہن کے کام بھی آئیں
علم و عمل کی خوشبو سے اب
بچو! ہم خود کو مہکائیں
پاکستان تو پیارا وطن ہے
پیارے وطن کو اعلیٰ بنائیں
کام جو اچھے، پیارے کریں ہم
بچو! پھر ہم بھی مسکرائیں
رب کے پیارے ہیں وہ بندے
ٹوٹے دلوں کے کام جو آئیں
"تعلیم و تربیت" پڑھ کر
تعلیم و تربیت پائیں
ظلم سہیں گے ہم نہ کسی کا
اور کسی پہ ظلم نہ ڈھائیں
نقوی، شعر یہ عمدہ کہہ کر
حکمت کا رستہ دکھلائیں

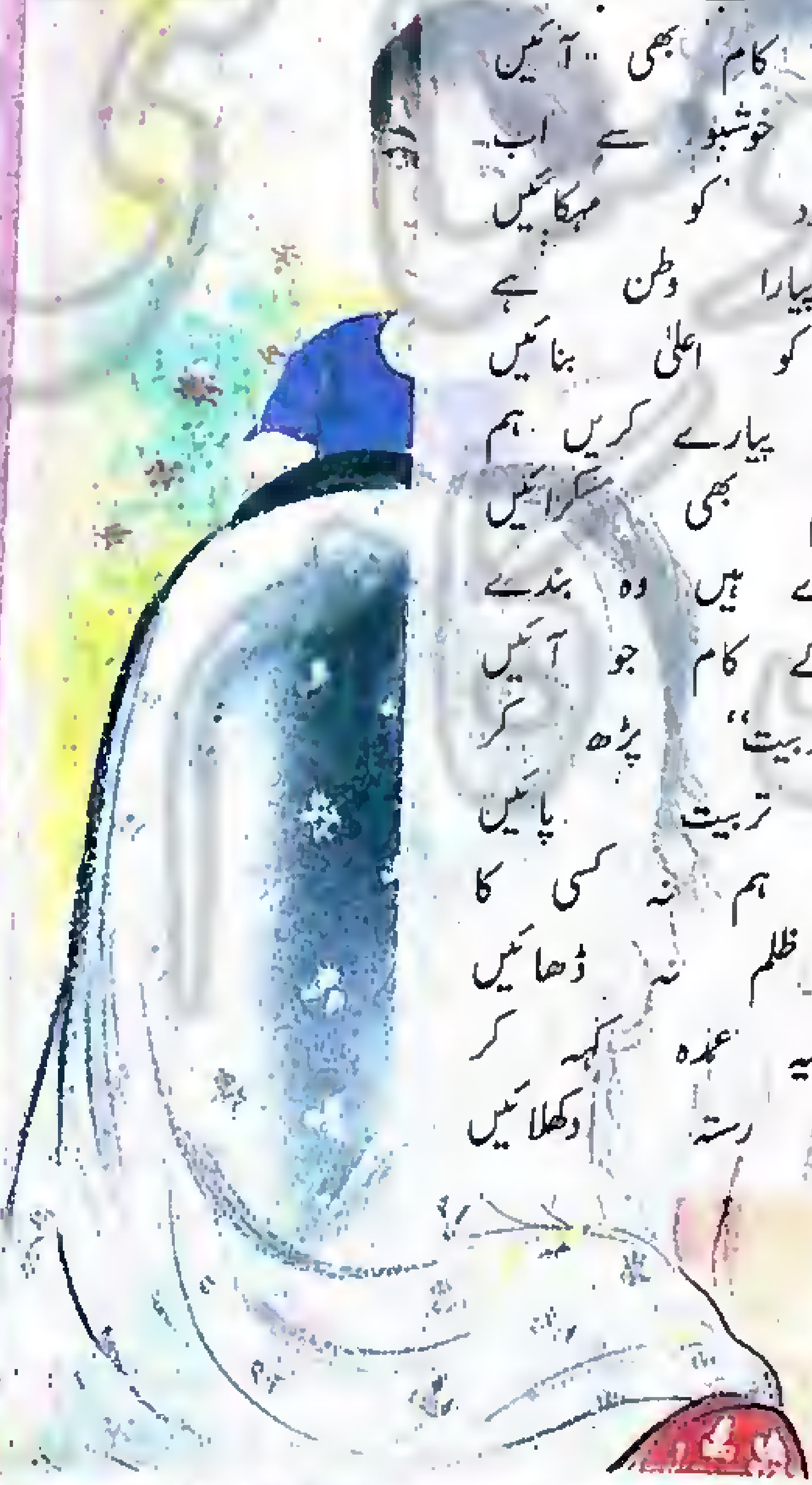

سید ذوالفقار حسین نقوی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

غلام حسین میمن

ہمارے ہیرو

طارق بن زیاد

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد چار خلفائے راشدین نے باری باری حکومت کی۔ اس کے بعد اُموی خلفاء کا دور رہا۔ اس دور کے پہلے خلیفہ حضرت امیر معاویہؓ تھے۔ اموی دور میں بھی اسلام پھیلتا گیا۔ اس وقت تک یورپ کا بڑا شہر اسپین، جو اس وقت ہسپانیہ کہلاتا تھا، ابھی تک اسلام کی دولت سے بے بہرہ تھا۔

مشہور جرنیل موسیٰ بن نصیر کے حکم پر اس کے آزاد کردہ غلام اور سپہ سالار طارق بن زیاد نے 711ء میں اس طرف قدم بڑھائے۔ طارق بن زیاد کی تعلیم و تربیت موسیٰ بن نصیر کے زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔ موسیٰ بن نصیر خود ایک بڑے سپہ سالار اور جنگی حکمتِ عملی کے ماہر تھے۔ طارق بن زیاد نے بھی بہت جلد فنِ سپہ گری میں مہارت حاصل کر کے شہرت پائی۔ طارق بن زیاد کو بہادری، عسکری چالوں اور جنگی منصوبہ بندی میں کمال حاصل تھا۔ ان کی ذہانت بھی غیر معمولی تھی۔ وہ ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے سے قبل طنجہ کے گورنر تھے۔

ہسپانیہ پر حملہ کرنے کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مسلمان افریقہ فتح کر چکے تھے اور ان کے دس میل کے فاصلے پر ہسپانیہ کی طاقت ور حکومت تھی اور ساتھ ہی افریقہ کے ایک حصے پر بھی ان کا قبضہ تھا۔ اس لیے مسلمانوں کا یہ خدشہ صحیح تھا کہ وہ افریقہ کے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں، لہٰذا ان باتوں کے پیشِ نظر مسلمانوں نے ہسپانیہ پر حملہ کرنے کا سوچا اور موسیٰ بن نصیر نے یہ ذمہ داری اپنے قابلِ اعتماد بہادر جرنیل طارق بن زیاد کے سپرد کی۔

طارق بن زیاد نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے ساتھ سات ہزار کا لشکر لے کر ہسپانیہ کے ساحل پر اُترے۔ اس ساحل کا نام قرأت الاسد تھا جو بعد میں جبل الطارق کے نام سے مشہور ہو گیا، اسے آج ہم جبرالٹر کہتے ہیں۔

ان کا پہلا مقابلہ ہسپانیہ کے بادشاہ راڈرک کے سپہ سالار اعلیٰ تدمیر سے ہوا، جو اپنے وسیع تجربے کی بنیاد پر یہ سمجھتا تھا کہ میں مسلمانوں کے مختصر سے لشکر کو شکست دے کر بادشاہ کی نظروں میں سرخرو ہو جاؤں گا، مگر طارق بن زیاد نے اس کے حملے کے جواب میں ایسی جرأت کا مظاہرہ کیا کہ تدمیر اپنا سارا تجربہ اور بہادری بھول گیا اور اس نے میدانِ جنگ سے بھاگ کر جان بچائی۔

اب طارق بن زیاد کے مقابلے پر ہسپانیہ کا بادشاہ راڈرک آنے والا تھا جس کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ اس کے مقابلے میں طارق بن زیاد کے ہمراہ سات ہزار کا لشکر تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے مزید پانچ ہزار سپاہی بھیج دیے۔ اب بارہ ہزار مسلمانوں کے سامنے ہسپانیہ کے بادشاہ ایک لاکھ سپاہیوں کے ساتھ لڑائی کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

لیے تیار تھے۔ ہسپانیہ کا بادشاہ اپنے مرکزی شہر طلیطلہ سے نکل کر قرطبہ پہنچا۔ پھر وہاں سے ان علاقوں میں پہنچا جہاں طارق بن زیاد کے لشکر کا پڑاؤ تھا۔ اس طرح ہسپانیہ کے بادشاہ کا بھرپور لشکر مسلمان کے مٹھی بھر لشکر کے مقابلے کے لیے تیار تھا۔

راڈرک سے جنگ کا آغاز کرنے سے پہلے طارق بن زیاد جنگی تدابیر اختیار کر چکے تھے۔ انہوں نے لڑنے کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جو عسکری نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم تھا۔ انہوں نے دوسرا کام وہ کیا، جو تاریخ میں شاید کسی نے کیا ہو......! بڑے لشکر کے سامنے اپنے چھوٹے لشکر کو مزید باہمت بنانے کے لیے انہوں نے ان جہازوں کو آگ لگوا دی، جس میں بیٹھ کر اسلامی لشکر ہسپانیہ پہنچا تھا۔ اب مسلمانوں کے پاس لڑتے ہوئے شہید ہونے یا فتح حاصل کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

اس موقع پر طارق بن زیاد نے اپنے مجاہدین کو مخاطب کر کے نہایت جوشیلی تقریر بھی کی جو تاریخ کا حصہ بن گئی۔ انہوں نے کہا:

"خبردار! ذلت پر راضی نہ ہونا۔ خود کو دشمن کے حوالے نہ کرنا۔ اللہ نے مشقت اور جفاکشی کے ذریعے تمہارے لیے دُنیا میں عزت اور آخرت میں شہادت کا ثواب مقرر کیا ہے۔ تم ان کی طرف بڑھو۔ اگر تم اللہ کی ضمانت کے باوجود ذلت پر راضی ہو گئے تو بڑے نقصان میں رہو گے۔ جیسے ہی میں حملہ کروں، تم حملہ کر دینا۔"

جس روز ہسپانیہ کی یہ تاریخی جنگ شروع ہوئی، اس دن 27 رمضان 92ھ (18 جولائی 711ء) کی تاریخ تھی۔ کفر اور اسلام کی یہ جنگ آٹھ روز جاری رہی۔ اس دوران طارق بن زیاد اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے اور اپنی فوج کو جوش دلاتے رہے۔ وہ خود بھی آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرتے رہے۔ بالآخر انہوں نے آخری حملے کے طور پر جوشیلا وار کیا جس سے دشمن کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ راڈرک نے اپنی فوج میں انتشار دیکھا تو خود فرار ہونے ہی میں عافیت جانی۔ اس موقع پر طارق بن زیاد نے اس کا مسلسل پیچھا کیا۔ اس نے دریائے رباط میں گر کر جان بچائی، مگر نہ تو وہ زندہ باہر نکلا اور نہ ہی اس کی لاش۔ خیال ہے کہ اس کی لاش آگے جا کر سمندر میں مل گئی۔ البتہ اس کا قیمتی گھوڑا جس پر بیش قیمت زمرد بھی تھا، دلدل میں پھنسا ہوا ملا۔ اس کے علاوہ یاقوت کے موتی سے مزین موزہ و دیگر سامان بھی ملا۔

اس جنگ میں تین ہزار مسلمان سپاہیوں نے جامِ شہادت نوش کیا، جبکہ مقابلے پر آئے ہوئے بے شمار عیسائی افواج تہہ تیغ ہوئی اور ان کے بے گور و کفن لاشے میدانِ جنگ میں پڑے رہے۔ ان میں امراء، متوسط حال اور غلام شامل تھے، جنہیں ان کی انگلیوں میں پڑی سونے، چاندی اور تانبے کی انگوٹھیوں کی مدد سے پہچانا جاتا تھا۔ یہ اندلس (موجودہ اسپین) میں مسلمانوں کی شاندار کامیابی کا آغاز تھا۔

اس جنگ میں شکست کھانے کے بعد ہسپانوی فوج پھر کبھی متحد ہو کر اسلامی لشکر کے مقابلے پر آنے کے قابل نہ رہی۔ اس کے بعد طارق بن زیاد نے اندلس کے جنوب مغربی علاقے کا رُخ کیا اور ایک اور مشہور شہر شذونہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد دوسرے شہروں کو فتح کرتے ہوئے انہوں نے استجہ بھی فتح کر لیا۔ اس شہر میں طارق بن زیاد نے میٹھے پانی کی ایک نہر کھدوائی اور اسے چار میل دُور دریا سے منسلک کر دیا۔ یہ نہر عین الطارق کہلائی۔ اس کے بعد یہ لشکر اسپین کے دیگر شہروں کو فتح کرتے ہوئے آگے بڑھا۔

دوسری جانب موسیٰ بن نصیر نے حکومت بیٹے عبداللہ کے سپرد کی اور خود اٹھارہ ہزار سپاہیوں کی فوج لے کر ہسپانوی جزیرے خضراء میں اُترے، جس پہاڑی کے قریب وہ اُترے، وہ جبل موسیٰ کہلائی۔ اس کی فوج میں زیادہ تر عرب اور شامی سپاہی تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کے مفتوحہ علاقوں کو چھوڑ کر غیر مفتوحہ علاقوں کا رُخ کیا اور کئی علاقے فتح کیے۔

موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی ملاقات طلیطلہ میں ہوئی۔ دونوں سپہ سالاروں نے مفتوحہ علاقوں کی انتظامی صورتِ حال کا جائزہ لیا اور منصوبہ بندی کی اور عربی اور لاطینی زبانوں میں نئے سکے ڈھلوائے۔ انہوں نے اس کے بعد دیگر نئی مہمات کا آغاز کیا۔ انہوں نے جنوبی فرانس کی جانب پیش قدمی کر کے اہم شہروں اربونہ، لودون اور اودنیون پر قبضہ کر لیا۔

ان دونوں سپہ سالاروں کی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کا قاصد دمشق سے یہ حکم نامہ لایا کہ دونوں جلد از جلد دارالحکومت دمشق پہنچیں۔ وہاں پہنچ کر موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگے اور یوں اسپین کے آگے مزید فتوحات کا یہ سلسلہ رُک گیا۔ ☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

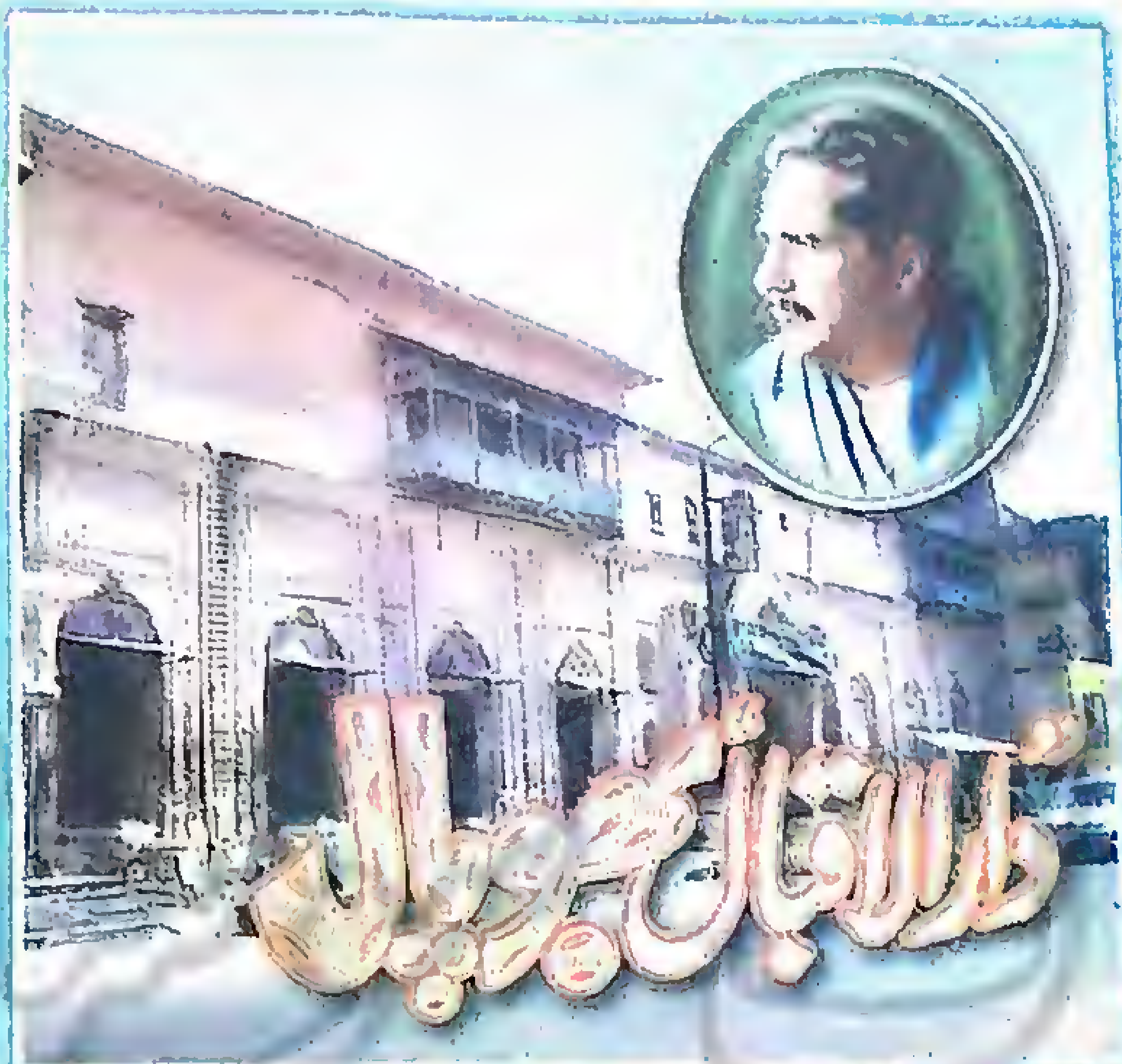

علامہ اقبال اور بھوپال

علامہ اقبال کی زندگی میں بھوپال کو ایک اہم مقام حاصل رہا ہے۔ اس شہر سے آپ کے نہایت قریبی اور خوش گوار روابط رہے ہیں۔ نواب بھوپال، والیِ ریاست نواب حمید اللہ خان، علامہ اقبالؒ کی دل و جاں سے قدر کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب مرحوم اور علامہ اقبالؒ کے مابین ایک عرصے تک بالخصوص علامہ کی آخری عمر میں بہت گہرے اور قریبی روابط رہے۔ وہ کئی کئی ہفتے بھوپال میں شاہی مہمان کی حیثیت سے قیام پذیر رہے اور وہاں علامہ اقبالؒ نے کئی معرکتہ الآرا نظمیں تخلیق کیں، جن کے حوالے بھی ان کے کلام میں جا بجا ملتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ یہاں ہمیشہ شاہی مہمان کی حیثیت سے مقیم ہوتے تھے۔ ان کی رہائش گاہ ''شیش محل'' کو تاریخی حیثیت دے دی گئی ہے۔

علامہ اقبالؒ اور بھوپال میں جو ایک خاص تعلق قائم رہا، اس تعلق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یادگاری حیثیت دینے کے لیے بھارتی صوبے مدھیا پردیش کی حکومت نے نہایت اہم اقدامات کیے، جن میں علامہ اقبالؒ کی قیام گاہ شیش محل کو ایک تاریخی حیثیت دینا، اقبال لائبریری کا قیام، اقبال کی یادگاری اشیاء کی نمائش اور ایسے کئی دوسرے اقدامات، جو علامہ اقبالؒ کی ان یادوں کو زندہ رکھنے میں معاون ثابت ہوسکیں، جن کا تعلق بھوپال سے ہو۔

بھوپال میں آل انڈیا اقبال ادبی مرکز کا قیام عمل میں لایا گیا، جسے ہر سال سرکاری گرانٹ دی جاتی ہے۔ یہ ادارہ ہر سال اقبال کے حوالے سے سیمینار منعقد کرتا ہے۔ علم و ادب کی کسی ایک شخصیت کو اقبال اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔ اس ادارے کی سربراہی ایک عرصے تک ایک ایسی شخصیت کو حاصل رہی، جو اقبال کے بھوپالی نیازمندوں میں سے سب سے بزرگ و محترم مستند و معتبر مانے جاتے تھے، جو علامہ اقبالؒ کے فکری عمل کے ساتھی تھے اور جنہیں بھوپال میں قیام کے دوران علامہ اقبالؒ سے بہت قریب رہنے کے حسین ترین لمحات میسر آئے۔ علامہ اقبالؒ نے انتقال سے پہلے جو آخری خط تحریر کروایا تھا، وہ اسی شخصیت کے نام تھا، جنہیں علامہ اقبالؒ ڈیئر ممنون کہہ کر مخاطب ہوا کرتے تھے۔

شیش محل بھوپال کی ایک قدیم عمارت ہے، جسے نوابی دور میں ریاستی مہمان خانے کا درجہ حاصل تھا۔ علامہ اقبالؒ علاج کی غرض سے دوسری اور تیسری بار بھوپال تشریف لے گئے، تو وہ کئی ہفتے اس سرکاری مہمان خانے میں قیام پذیر رہے۔ شیش محل کے سامنے ایک کھلا میدان تھا، جسے کھرنی والا میدان کہا جاتا تھا۔ علامہ اقبالؒ صبح کے وقت اس میدان میں ٹہلنے جایا کرتے تھے۔ شیش محل کے بالکل قریب ہی ایک خوب صورت تاریخی مسجد ہے، جسے موتی مسجد کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کی بنیادوں میں موتی بھرے گئے تھے۔ علامہ اقبالؒ اسی مسجد میں نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بعدازاں مدھیا پردیش کی حکومت نے تاریخی کھرنی والا میدان کا نام تبدیل کر کے ''اقبال میدان'' رکھ دیا، جہاں ایک خوب صورت پارک قائم کر دیا گیا ہے اور پارک میں ایک یادگار بھی قائم کی گئی ہے۔ (بقیہ: صفحہ نمبر 22 پر)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بڑھیا کا شوربا

سعید لخت

ہزار سال پہلے چین دس سلطنتوں میں بٹا ہوا تھا اور ان دس سلطنتوں پر پانچ خاندان حکومت کرتے تھے۔ یہ دسوں ملک آپس میں لڑتے رہتے تھے اور کوئی مہینا ہی ایسا جاتا ہوگا جب ان ملکوں کی رعایا کو سکھ چین نصیب ہوتا ہو۔ ایک لڑائی ختم ہوتی تو چند روز بعد دوسری شروع ہو جاتی، جس میں شہر کے شہر تباہ ہو جاتے اور ہزاروں بے گناہ لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ فاتح بادشاہ ہارنے والے بادشاہ کے ملک پر قبضہ کر لیتا اور ہارا ہوا بادشاہ یا تو اپنا سر اور تخت دونوں گنوا بیٹھتا یا پھر جان بچا کر گھنے جنگلوں اور ویران پہاڑوں کی طرف بھاگ جاتا۔

یہ انہی دنوں کا قصہ ہے۔ چین کے ان دس ملکوں میں سے ایک ملک پر سانگ خاندان کا ایک بہادر اور عقل مند بادشاہ، جاؤ کوانگ، حکومت کرتا تھا۔ اس کی پڑوسی ملکوں کے ساتھ آئے دن لڑائی رہتی تھی، جن میں اکثر وہی کام یاب ہوتا تھا لیکن ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دو تین ملکوں نے مل کر اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے خوب ڈٹ کر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا مگر دشمنوں کی فوجیں بہت زیادہ تھیں۔ جاؤ کوانگ کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ جاؤ نے اپنی فوج کو بھاگتے دیکھا تو اس نے بھی اپنے گھوڑے کی باگ موڑ دی اور جنگل کی طرف فرار ہو گیا۔

وہ تین دن اور تین راتیں، بھوکا پیاسا، غاروں اور پہاڑیوں میں چھپتا پھرا اور جب تھکن اور بھوک سے بالکل نڈھال ہو گیا تو ایک ٹیلے کے پاس بے سدھ ہو کر گر پڑا اور موت کا انتظار کرنے لگا۔ عین اسی وقت شمال کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کا ایک خوش بودار جھونکا آیا۔ جاؤ کوانگ نے مُندی ہوئی آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اتنے میں ویسا ہی ایک اور خوش بودار جھونکا آیا اور وہ بے تاب ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ ہوا کے ان جھونکوں میں گرم گرم کھانے کی خوش بو رچی ہوئی تھی۔ لگتا تھا ٹیلے کی دوسری جانب کوئی شخص مزے دار کھانا پکا رہا ہے۔

جاؤ کوانگ نے جسم کی تمام طاقت ٹانگوں میں جمع کی اور گرتا پڑتا ٹیلے کی دوسری طرف پہنچا۔ یہاں گھنے درختوں کے پاس ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی تھی اور اس جھونپڑی کے باہر ایک بڑھیا بیٹھی ہنڈیا میں کچھ پکا رہی تھی۔ ہوا میں رچی ہوئی خوش بو اسی پکوان کی تھی۔

جاؤ بڑھیا کے پاس گیا اور بڑی مشکل سے اٹک اٹک کر بولا۔

''بڑی بی......''

بڑھیا نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، اس کے میلے چیکٹ، پھٹے ہوئے، کپڑوں کو دیکھا، پچکے ہوئے گالوں کو دیکھا، گالوں پر بڑھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

ہوئی ڈاڑھی کو دیکھا کپ کپاتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا اور ان ہونٹوں کو دیکھا، جن پر پپڑیاں جمی ہوئی تھیں اور وہ سب کچھ سمجھ گئی۔

اس نے کچھ کہے بغیر ہانڈی میں ڈوئی گھمائی، پیالے میں شوربا ڈالا اور جاؤ کوانگ کے لرزتے ہاتھوں میں تھما دیا۔ اس نے ایک ہی گھونٹ میں اسے خالی کر دیا۔ بڑھیا نے دوبارہ پیالے میں شوربا بھرا اور جاؤ اسے بھی غٹا غٹ پی گیا اور پھر پیالے کے پیندے میں پڑے ہوئے مٹر اور لوبیے کے دانے چبانے لگا۔ اب اس کے تن مردہ میں کچھ جان آ گئی تھی۔ اس نے گہری سانس لی، آستین سے منہ صاف کیا اور بڑھیا سے پوچھا۔ ''یہ کون سا پکوان ہے، ماں جی؟ ایسا لذیذ اور خوش ذائقہ کھانا میں نے زندگی میں کبھی نہیں کھایا۔''

''یہ مٹر اور لوبیے کا شوربا ہے، بیٹے۔'' بڑھیا نے جواب دیا۔ ''میں بہت غریب عورت ہوں۔ اس سے بہتر کھانا مجھے میسر نہیں۔''

اب اس واقعے کو کئی سال گزر گئے تھے۔ جاؤ کوانگ نے آس پاس کے گاؤں اور قصبوں سے نئی فوج بھرتی کی تھی اور دشمنوں سے لڑ بھڑ کر اپنی سلطنت دوبارہ حاصل کر لی تھی۔ اب وہ بہت طاقت ور اور بہت دولت مند بادشاہ تھا۔ اسے دنیا جہان کی تمام نعمتیں میسر تھیں۔ شاہی باورچی خانے میں بیسیوں باورچی تھے جو اس کے لیے اعلیٰ اعلیٰ کھانے تیار کرتے تھے۔ دُنیا کا کوئی پکوان ایسا نہ تھا جو اس کی میز کی زینت نہ بنتا ہو۔

لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ وہ ان تمام پکوانوں سے بے زار ہو گیا۔ اسے بڑھیا سے بڑھیا اور لذیذ سے لذیذ کھانے بھی بے مزہ معلوم ہوتے۔ وزیر حیران تھے اور باورچی پریشان۔ بادشاہ کو کوئی کھانا ہی پسند نہ آتا تھا۔

ایک دن جاؤ کوانگ کھانے کی میز پر بیٹھا تو اسے وہ بڑھیا یاد آئی۔ وہی جس نے جنگل میں اسے سبزی کا شوربا پلایا تھا۔ آہا! کتنا لذیذ اور مزے دار تھا وہ شوربا! میں نے تو کہا تھا کہ میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا، پھر کیوں بھول گیا؟ اس نے اسی وقت شاہی باورچیوں کو بلایا اور ان سے کہا۔

''لوبیے اور مٹر کا ویسا ہی شوربا تیار کرو جو اس دن اس بڑھیا نے ہمیں پلایا تھا، جب ہم بھوکے پیاسے پہاڑی جنگل میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ اگر تم ویسا شوربا بنانے میں کام یاب ہو گئے تو ہم تمہارے دامن اشرفیوں سے بھر دیں گے۔

باورچیوں نے شاہی باغیچے سے تازہ مٹر اور لوبیے کے دانے منگوائے اور ان میں خوش بو دار مسالے ڈال کر نہایت خوش ذائقہ شوربا تیار کیا لیکن یہ شوربا بھی جاؤ کوانگ کو پسند نہ آیا۔ اس نے غصے سے پیالہ میز پر پٹک دیا اور چیخ کر بولا۔ ''تھو، تھو! اتنا بدمزہ شوربا میں نے زندگی میں کبھی نہیں پیا۔ تم کس منہ سے اپنے آپ کو شاہی باورچی کہتے ہو؟ اس سے اچھا شوربا تو وہ بڑھیا بنا لیتی ہے۔

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

دفع ہو جاؤ یہاں سے! ابھی اسی وقت۔"

وزیراعظم نے تمام باورچیوں کو برخاست کر دیا اور ان کی جگہ نئے باورچی رکھے لیکن ان کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے باورچیوں کا ہوا تھا اور اس کے بعد تو ایسا ہوتا کہ صبح کو نئے باورچی بھرتی کیے جاتے اور شام کو ان کی چھٹی کر دی جاتی۔ جب ملک کے تمام باورچی آزمائے جا چکے اور کوئی بھی بادشاہ کی مرضی کا کھانا تیار نہ کر سکا تو وزیراعظم نے اس بڑھیا کی تلاش میں سپاہی دوڑائے جس نے جاؤ کوانگ کو مزے دار شوربا پلایا تھا۔

چند روز کی بھاگ دوڑ کے بعد سپاہی بڑھیا کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے اس سے کہا۔ "مائی، اپنی ہنڈیا اور ڈوئی اٹھاؤ اور ہمارے ساتھ بادشاہ سلامت کے محل میں چلو۔"

بڑھیا بے چاری پریشان تو بہت ہوئی لیکن ڈر کے مارے بولی کچھ نہیں۔ اس نے مٹر اور لوبیے کے دانے پوٹلی میں باندھے، ہنڈیا اور ڈوئی بغل میں دبائی اور سپاہیوں کے ساتھ ہو لی۔

وزیراعظم سپاہیوں کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا، بڑھیا کو دیکھ کر کھل اُٹھا اور اسے شوربا تیار کرنے کا حکم دیا۔ بڑھیا نے ہنڈیا میں پانی بھر کر چولہے پر چڑھایا۔ جب پانی اُبلنے لگا تو اس میں مٹھی بھر لوبیا اور اتنے ہی مٹر ڈالے اور جب وہ پھول کر دوگنے ہو گئے تو نمک مرچ ڈالا اور پھر میلی چیکٹ کپی میں سے کڑوا تیل ڈال کر زور زور سے ڈوئی ہلانے لگی۔

شوربا تیار ہو گیا تو وزیراعظم نے چاندی کے پیالے میں ڈال کر جاؤ کوانگ کی خدمت میں پیش کیا۔ شوربا دیکھتے ہی بادشاہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور بولا۔ "بالکل ویسا ہی ہے، بالکل ویسا ہی، جیسا میں نے اس روز پیا تھا۔"

یہ کہہ کر اس نے پیالہ منہ سے لگایا لیکن پہلا گھونٹ ہی بھرا تھا کہ پیالہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر میز پر گر پڑا۔ اسے زور کی ابکائی آئی اور وہ چیخ کر بولا۔ "نہیں، نہیں۔ یہ وہ شوربا نہیں ہے۔ یہ ہرگز وہ شوربا نہیں ہے۔ بڑھیا! معلوم ہوتا ہے تو پکانا بھول گئی ہے۔"

بڑھیا نے کہا۔ "حضور، میں مدتوں سے یہ شوربا اسی طرح پکا رہی ہوں۔ میں نہیں بھولی، آپ بھول گئے ہیں۔"

"ہم بھول گئے ہیں؟" جاؤ کوانگ حیرت سے بولا۔

"جی ہاں!" بڑھیا نے کہا۔ "آپ یہ بھول گئے ہیں کہ اس دن جب آپ میرے پاس آئے تھے تو کئی دنوں کے بھوکے تھے اور حضور، انسان بھوکا ہو تو اسے روکھی سوکھی روٹی بھی پلاؤ زردہ معلوم ہوتی ہے۔"

"تم سچ کہتی ہو، بڑی بی۔" جاؤ کوانگ نے آہستہ سے کہا۔ "تم نہیں بھولیں، ہم ہی بھول گئے تھے۔ ایسا شوربا دوبارہ تیار کرو۔ آج رات ہمارے تمام وزیر اور درباری یہی شوربا پئیں گے۔"

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

باعنوان

اس تصویر کا اچھا سا عنوان تجویز کیجیے اور 500 روپے کی کتب لیجیے۔ عنوان بھیجنے کی آخری تاریخ 10 اپریل 2016ء ہے۔

مارچ 2016ء کے "باعنوان کارٹون" کے لیے جو عنوانات موصول ہوئے، ان میں سے مجلس ادارت کو جو عنوانات پسند آئے، ان عنوانات میں سے یہ ساتھی بذریعہ قرعہ اندازی 500 روپے کی انعامی کتب کے حق دار قرار پائے۔

- ڈائنوسار اور انسان کی لڑائی، بھالو بندر ہیں تماشائی (محمد احمد، گوجرانوالہ)
- اب ہو گا دنگل، تماشا دیکھے گا سارا جنگل (اشہد یونس، رسال پور)
- گھر سے آئے تھے لڑنے پہلوان، اکھاڑے میں آتے ہی ہو گئے پریشان (ثانیہ اشفاق، پھول نگر)
- آؤ دیکھیں ذرا، کس میں کتنا ہے دم! (خدیجہ مدثر، سیالکوٹ)
- کینگرو ان ایکشن، پہلوان جی ان ٹینشن (ثناء خان، کراچی)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ننھا مصور

یوم پاکستان

تصاویر صرف افقی رخ میں ہی بنائیں۔!

عظمیٰ شہزادی، گجرات (پہلا انعام:195 روپے کی کتب)

نور العین بھٹی، لاہور (دوسرا انعام:175 روپے کی کتب)

رمیشہ الیاس، صادق آباد (تیسرا انعام:125 روپے کی کتب)

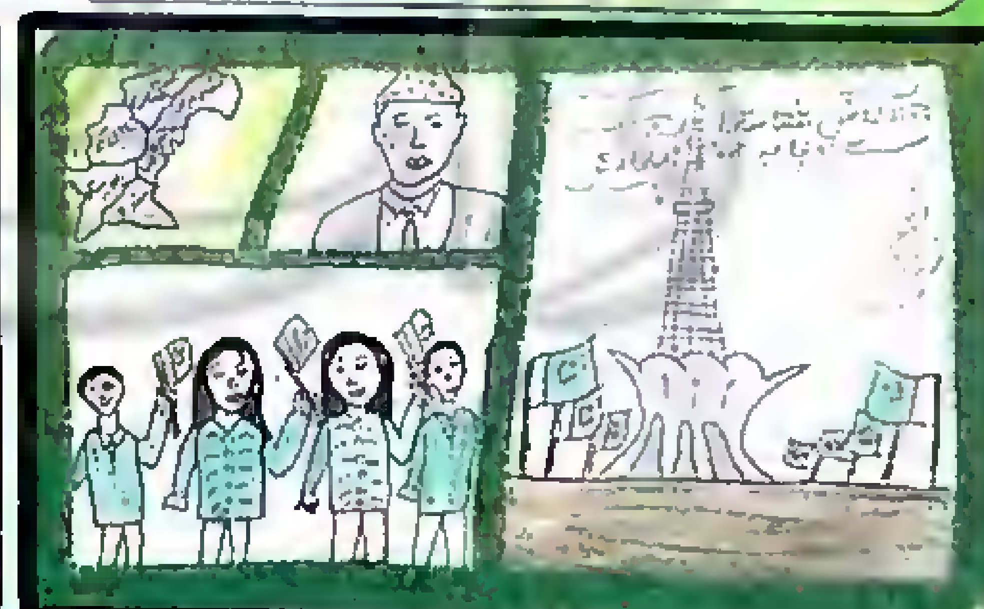

رافعہ خلعت، لاہور (چوتھا انعام:115 روپے کی کتب)

ولیجا فاطمہ، تلہ گنگ (پانچواں انعام:95 روپے کی کتب)

کچھ اچھے مصوروں کے نام بہ ذریعہ قرعہ اندازی: سیدہ راجہ ریاض، سیدہ زونیرہ ریاض، فتح جنگ۔ آمنہ اقبال، چکوال۔ سعد عمیر خان، میانوالی۔ حورعین جمیل، ڈیرہ غازی خان۔ حافظ اقصیٰ ضیاء، سرگودھا۔ عائشہ مریم نیازی، میانوالی۔ محمد اویس اکمل، فیصل آباد۔ زینب اویس، لاہور۔ محمد شہیر، گکھڑ۔ میاں محمد سعد، لاہور۔ عمرہ احمد، گجرات۔ تسمیہ ادریس، راول پنڈی۔ سیدہ تحریم مختار، لاہور۔ فائزہ رزاق، خانیوال۔ سارہ فاطمہ، میانوالی۔ زویا احمد، راول پنڈی۔ آمنہ اقبال، قلعہ دیدار سنگھ۔ قبہ مونس، لاہور۔ سمیہ توقیر، کراچی۔ جویریہ اشتیاق، حیدر آباد۔ آمنہ ممتاز، جھنگ۔ وقاص صادق، راول پنڈی۔ مریم عبداللہ، پشاور۔ نجبت سلیم، گجرات۔ فل ہما، کراچی۔ زوہیب احمد، ملتان۔ آصف نواز، واہ کینٹ۔ ہارون رشید، اوکاڑہ۔ زوبیہ طارق، اسلام آباد۔ معوذ الحسن، خانیوال۔ رضوان بشیر، لاہور۔ فائزہ نعیم، گجرات۔ عائشہ نور، وہاڑی۔ اخلاق احمد، اوکاڑہ۔

ہدایات: تصویر 6 انچ چوڑی، 9 انچ لمبی اور رنگین ہو۔ تصویر کی پشت پر مصور اپنا نام، عمر، کلاس اور پورا پتا لکھے اور اسکول کے پرنسپل یا ہیڈ مسٹریس سے تصدیق کروائے کہ تصویر اسی نے بنائی ہے۔

آخری تاریخ 8 مئی

آخری تاریخ 8 اپریل

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

READING Section